

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224700

UNIVERSAL
LIBRARY

عالمی کتب خانہ

۷۸۶

وَالصَّلٰوةُ قَدْ كُنْتَ لِحِفْظِهَا لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

تہذیب و تہذیب النساء

A UNIVERSITY
OF LIBRARY

افسادات ہر ہائس نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ (خلد بنگان) تاج ہستند
ورٹیس دلاور اعظم بلقہ اعلاست ستارہ ہند سابق والہ جھوپال

جس کی
ہر ہائس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ سی ما آئی، جی، سی، الین
آئی، جی، سی، آئی، اسی، افرانز واسٹ جھوپال امام قبائلہ نے نظر ثانی فرمائی

یہ عطا حقوق طبع و سالہ ظل السلطان جھوپال کو اشاعت کی اجازت محنت کی

اور
مطبع مفید عالم اگر مدین باہتمام محمد قادر علی خان فی طبع ہوئی

مقام اشاعت جھوپال، دفتر ظل السلطان قیامت

فہرست ابواب و مضامین کتاب تہذیب النساء و تربیت الانسا

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباجہ مصنفہ -	۱	۲۶	ولادت کے بیان میں -	۲۶
۲	باب اول فصل - عورتوں کے امراض	۱	۳۰	فصل - مولود کی تدبیر میں	۳۰
۳	اور ان کی ادویہ کے بیان میں	۳	۴	باب سوم فصل بچے کے کان میں	۴
۴	فصل - لغات حمل میں -	۷	۳۳	اذان اور اقامت وغیرہ کہنے کے بیان میں -	۳۳
۵	فصل - وجوہ اسقاط کے	۱۱	۱۱	فصل بچے کی گھٹی اور احتیاط	۱۱
۶	بیان میں - - -	۱۱	۳۶	کے بیان میں - -	۳۶
۷	فصل - اسقاط اور غمراہیچہ	۱۳	۱۲	فصل زچا کی احتیاط کے	۱۲
۸	ہونے کے بیان میں -	۱۳	۴۱	بیان میں - - -	۴۱
	باب دوم		۱۳	فصل بچے کے دودھ پلانے	۱۳
۶	فصل - حمل کی پہچان میں	۱۸	۴۷	کے بیان میں - -	۴۷
۷	فصل - حمل کی احتیاط میں	۲۱		باب چہارم	
۸	فصل - بچے کے وقت				

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴	فصل حقیقے کے بیان میں	۵۳	۱۰۲	علاج کے بیان میں -	
۱۵	فصل بچے کے نام رکھنے	۶۳		فصل اُن امراض اور	
	کے بیان میں -	۶۱		اوریات کے بیان میں جو	
۱۶	فصل جیٹے کے بیان میں -	۶۸	۱۰۶	بعض بچوں کو ہوسٹے ہیں	
۱۷	فصل ختنے کے بیان میں	۷۰		فصل بچوں کی دوا کرنے	
	باب پنجم		۱۱۱	کے طریقے میں -	
۱۸	فصل غذا کھلانے کے طریقے میں	۷۶		فصل اُن عملوں کے بیان	
۱۹	فصل اس امر کے بیان میں			کہ جن کا کرنا شرعاً منع اور اُن	
	کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح			عملیات کی تفصیل میں جن کا	
	رکھے -	۸۶	۱۱۷	کرنا جائز ہے -	
۲۰	فصل بچوں کے لباس وغیرہ			باب ششم	
	کے بیان میں -	۹۰		فصل سنت اور نذر	
۲۱	فصل بچوں کو گفتگو وغیرہ		۱۲۰	وغیرہ کے بیان میں -	
	سکھانے کے طریقے میں	۹۵		فصل کنجیدین کے	
	باب ششم			طریقے اور اُس کے پڑھنے	
۲۲	فصل بچوں کی بیماریوں اور		۱۲۶	اور علاج کے بیان میں	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸	فصل مکتب اور نشتر	۱۳۰	۱۶۱	صفائی اور اسباب وغیرہ	۱۶۱
۲۹	کی رسموں کے بیان میں	۱۳۱	۱۶۲	کے رکھنے کے طریقوں	۱۶۲
۳۰	فصل ماہ مبارک میں	۱۳۲	۱۶۳	فصل جسم کی صفائی اور	۱۶۳
۳۱	روزہ رکھانے کے	۱۳۳	۱۶۴	آرائش کے بیان میں -	۱۶۴
۳۲	بیان میں - - -	۱۳۴	۱۶۵	فصل لباس کے بیان میں	۱۶۵
۳۳	باب ششم	۱۳۵	۱۶۶	فصل چاندی سونے وغیرہ	۱۶۶
۳۴	فصل اولاد کے ساتھ	۱۳۶	۱۶۷	کے زیور اور ان کے برتنوں	۱۶۷
۳۵	والدین کے برتاؤ میں -	۱۳۷	۱۶۸	کے برتاؤ کے بیان میں	۱۶۸
۳۶	فصل تالیقی کی شرطوں	۱۳۸	۱۶۹	باب دہم	۱۶۹
۳۷	کے بیان میں - -	۱۳۹	۱۷۰	فصل علم سکھانے کے	۱۷۰
۳۸	فصل آداب سکھانے	۱۴۰	۱۷۱	بیان میں - - -	۱۷۱
۳۹	کے بیان میں -	۱۴۱	۱۷۲	فصل علم دینی سکھانے	۱۷۲
۴۰	فصل خوش اخلاقی کے	۱۴۲	۱۷۳	کے بیان میں - -	۱۷۳
۴۱	بیان میں - - -	۱۴۳	۱۷۴	فصل علم دینی سکھانے	۱۷۴
۴۲	باب نہم	۱۴۴	۱۷۵	کے بیان میں - -	۱۷۵
۴۳	فصل گھر کی آرائش اور	۱۴۵	۱۷۶	فصل لکھنا سکھانے کے	۱۷۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹۴	بیان میں - -	۱۹۴	۲۳۱	بیان میں - -	۲۳۱
✓	باب یازدہم	۱۹۴	۲۳۲	فصل کپڑے رنگنے کی	۲۳۲
۲۲	فصل ریاضت کے	۲۲	۲۳۳	ترکیبوں میں - -	۲۳۳
۲۳	طریقوں کے بیان میں -	۱۹۷	۲۳۴	باب سیزدہم	۲۳۴
۲۳	فصل شہسواری کے	۱۹۷	۲۳۵	فصل بلوغ کے بیان	۲۳۵
۲۴	بیان میں - -	۲۰۱	۲۳۶	میں - - -	۲۳۶
۲۴	فصل تفنگ اور تیراندازی	۲۰۱	۲۳۷	فصل ستر اور پردے	۲۳۷
۲۵	اور غیل بازی کو بیان میں	۲۰۵	۲۳۸	کے بیان میں - -	۲۳۸
۲۵	فصل سیف اور پانک	۲۰۵	۲۳۹	فصل ان ناتے داروں	۲۳۹
۲۵	اور پٹے بازی کے بیان میں	۲۱۵	۲۴۰	اور مذہب والوں کے	۲۴۰
✓	باب دوازدہم	۲۱۵	۲۴۱	بیان میں جن سے نکاح	۲۴۱
۲۶	فصل کھانا پکانے کے	۲۱۵	۲۴۲	درست نہیں - -	۲۴۲
۲۷	بیان میں - - -	۲۲۲	۲۴۳	فصل ترغیب نکاح اور	۲۴۳
۲۷	فصل گٹکا اور بڑبڑانے	۲۲۲	۲۴۴	منگنی کی شرطوں کے	۲۴۴
✓	کے طریقوں میں - -	۲۲۶	۲۴۵	بیان میں - - -	۲۴۵
۲۸	فصل سینا سکھانے کے	۲۲۶	۲۴۶	باب چار دہم	۲۴۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۴	فصل نکاح کی شرطوں		۳۱۰	بیان مین - -	
	کے بیان مین -	۲۷۰		باب شانزدہم	
۵۵	فصل اولیائے نکاح	۶۲	۳۱۲	فصل طلاق کے بیان مین	
	کے بیان مین -	۲۷۹	۶۳	فصل - خلع اور ایلا و اور	
۵۶	فصل مہر کے بیان مین	۲۸۳	۳۲۲	ظہار اور لعان کے بیان مین	
۵۷	فصل آداب خلوت کے	۶۴	۳۳۵	فصل عدت کر بیان مین	
	بیان مین - -	۲۸۹	۶۵	فصل ان امور کے	
	باب پانزدہم			بیان مین جن سے بدون	
۵۸	فصل عورتوں کے			طلاق کے نکاح ٹوٹ	
	دو کے نکاح کے		۳۴۰	جاتا ہے -	
	بیان مین - -	۲۹۱		باب ہفتم	
۵۹	فصل ولیمہ کے بیان مین	۲۹۸	۶۶	فصل بیماری اور مصیبت	
۶۰	فصل میان بی بی کے			وغیرہ پر صبر کرنے اور	
	حقوق اور آپس مین اچھا		۳۴۸	اُس کے اجر کے بیان مین	
	برتاؤ کرنے کے بیان مین	۳۰۰	۶۷	فصل بیمار کی خدمت اور	
۶۱	فصل نان نفقہ کے		۳۵۳	اُس کی خبر گیری کے بیان مین	

نمبر شمار	صفحہ	مضمون	صفحہ	نمبر شمار
۶۸	۳۵۹	فصل عبادت کے بیان میں	۴۴	فصل مردے کے کھلانے
۶۹		فصل موت کی آرزو کرنے		اور کفنہانے بیان میں ۳۵۸
	۳۶۸	کی مبالغت میں -	۴۵	فصل جنازہ لیجانے اور
		باب ہیچدہم		اس پر نماز پڑھنے کے بیان میں ۳۰۸
۷۰		فصل موت کی علامات	۴۶	فصل دفن کرنے کے بیان میں ۳۶۷
		اور نزع کے حالات اور	۴۷	فصل تعزیت کے بیان میں ۳۷۰
	۳۶۲	اس وقت کی تدبیر و ذکر بیان میں		باب بستم
۷۱		فصل اس امر کے بیان میں	۴۸	فصل سوگ ورتیجہ اور ورتیجہ
	۳۷۷	کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہئے		بسیویں چالیسویں وغیرہ کی
۷۲		فصل میت کے حالات بیان		رسموں کے بیان میں ۳۷۵
		کر کے اس پر رونے پٹینے کے	۴۹	فصل مردے کی طرف سے خیرات
	۳۸۷	بیان میں - - -		کرنے کے بیان میں ۳۷۹
۷۳		فصل قبر کی تیاری کے	۸۰	فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان میں ۳۵۶
	۳۹۵	بیان میں - -	۸۱	فصل قبروں کی زیارت اور آداب
		باب نوزدہم		اور اس کے مقصود کے بیان میں ۳۶۰



والدہ محترمہ ہر ہائمنس نواب شاہ جہان سیکم (خلد رکان) اس زمانہ کی
 اُن ممتاز خواتین میں تھیں جو یگانہ عصر گزری ہیں۔ وہ جس طرح ایک مدبر
 فرمان روا تھیں اور انہیں حکمرانی کی اعلیٰ قابلیتیں جمع تھیں اُسی طرح تدبیر منزل
 اور تصنیف و تالیف کی قابلیت بھی موجود تھی۔ اُنہوں نے متعدد تصانیف
 لکیں جو ملک میں شایع ہو چکی ہیں لیکن تھذیب النساء و تربیت لائسنس
 انکی قابلیت تصنیف و تدبیر منزل کو خاص طور پر نمایاں کرتی ہے اور اُن کے
 اس مقدس جذبہ کی منظر ہے جو اپنی جنس کی ترقی و تعلیم اور احترام مذہب
 کے متعلق ان کے دل میں تھا۔ اول مرتبہ یہ کتاب ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء
 میں شایع ہوئی تھی۔ اس کتاب نے قبولیت عام کی سند حاصل کی اور دو ہی
 سال بعد دوبارہ شائع کی گئی۔ پھر مطبع مجتہائی نے اس کو تیسری مرتبہ شائع

کیا۔ غالباً اردو میں یہ پہلی تصنیف شائع ہوئی ہے جس میں امور تدبیر منزل کے ساتھ ساتھ اُن مذہبی احکام کو بھی جو اس باب میں مین کافی طور پر جمع کیا ہے۔

چونکہ اب تعلیم نسوان کی طرف بمقابلہ گذشتہ ۳۲ سال کے زیادہ توجہ ہو رہی ہے لیکن اس توجہ میں مذہبی بے پروائی کا اثر بھی ہے اسلئے میں نے اس کتاب کو جس میں مذہبی اصول پر تدبیر منزل کی تعلیم ہے بعد از زوائد شائع کرنا ضروری سمجھا ہے تاکہ میری جنس اور قوم کی خواتین کو فائدہ پہنچے اور والدہ مرحومہ کی روح کو مسرت و ثواب حاصل ہو۔ مجھے یقین ہے کہ جو خواتین اس کتاب کا مطالعہ کریں گی وہ جناب مرحومہ کو اور مجھے دعائے خیر سے یاد کر لیں گی۔

سلطان جہانگیر





حمید اوس احسن الخالقین کو جس نے نوع انسان کو اشرف مخلوقات و اکرم کائنات
 بنایا اور نسل آدم ابو البشر کو لطن جو علیہا السلام سے سارے اقا الیم دنیا میں پہلایا اور
 صلوة و سلام جناب نبوت پر جنہوں نے اولاد ہونے کو موجب کثرت است مرحومہ
 طہیرایا اور معالجہ اطفال و تعلیم و تربیت اولاد و خرد سال کو جائز بتلایا اور انکے آل و
 اصحاب پر جنکے سبب سے ہمیں ہر نیک و بد کا تمیز و سلیقہ آیا اما بعد جو کہ اس ملک
 ہندوستان میں اکثر عورتیں اپنے جہل اور نادانی کے سبب سے اپنی اولاد کو خصوصاً
 لڑکیوں کو بے علم اور بے ہنر کرتی ہیں اور وہ بسبب بے تعلیمی اور بے ہنری کے طرح طرح کی
 تکلیف اور اندامین گرفتار ہو کر آخر کو افلاس و غیرہ میں مبتلا ہوتی ہیں بلکہ جو کچھ مال و
 اسباب مان باپ یا سسرال کا جہنیا تر کے وغیرہ میں ہاتھ آتا ہے اوسکو بھی اپنی نادانی

اور کم کنھی اور بعلی اور بے ہنری سے کہو دیتی ہیں اور ہیزان شبنہ کو محتاج ہو جاتی ہیں اور
سوائے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بعلی کے باعث سے دین و ایمان کا
بھی خیال اور اندیشہ نہیں رکھتی ہیں اور ہر طرح کے شرک اور بدعت وغیرہ میں گرفتار
ہو کر آخرت کو بھی تباہ اور برباد کرتی ہیں اس لئے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بتاؤ
اللہ تعالیٰ کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی ع کہ بے علم نتوان خدا را
شناخت اور جیسے اپنے جہل اور یوقونی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خوبیوں کو کہوتی
ہیں ویسے ہی اپنی جان کی بھی حفاظت اور احتیاط نہیں کر سکتی ہیں چنانچہ اکثر عورتیں
ازچا خانے میں ہر نوع کی تکلیفیں اور بیماریاں اور مٹاتی ہیں بلکہ بہت عورتیں اسی میں
ضائع ہو جاتی ہیں گو انکی عمر اتنی ہی ہوتی ہے مگر بے احتیاطی کا حیلہ ہو جاتا ہے اور
جو عورتیں اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ ہی جاتی ہیں تو وہ بچا ریاں اکثر امراض میں گرفتار
ہو کر ہمیشہ ایذا اور تکلیف میں مبتلا رہتی ہیں یعنی کسید کا پیٹ بڑھ جاتا ہے کوئی بے کلی
اور صلابت رحم اور مرض ریاہ وغیرہ میں مدام گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ اولاً
کا ہونا ہر عورت کے واسطے مقرر ہے الا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قائم ہوئی
ہے تب سے یہ کارخانہ آگہی برابجاری اور قائم ہے کہ جبکو عرصہ کئی ہزار برس کا
گزر رہا ہے مگر ان جاہل اور نادان عورتوں کو اب تک کسی طرح کا تمیز اور
سلیقہ اپنی موت اور زندگی اور پرورش اور بچون کی تعلیم اور زچا کی احتیاط اور
شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہوا اور جو نقصانات انکی بعلی اور نادانی کی وجہ سے

ہر امر میں پیش آتے ہیں وہ سب پر روشن اور عیان ہیں حاجت بیان کی نہیں ہے اور یہ تمام ضرر اور نقصانات داریں کے اسی بے علمی کی وجہ سے پہونچتے ہیں۔ اس واسطے میں یہ رسالہ موسوم بہ تہذیب النساء و تربیتہ الانسان مشتمل بیس باب اور اثنی فصلوں پر کہ جمین شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے اُردو زبان میں واسطے تعلیم عورتوں کے موافق اپنی عقل اور تجربے کے لکھاتا کہ ہر عورت اس سے فائدہ اٹھا دے اور مجھ کو دعاے خیر سے حاضر اور غائب یاد کرے

باب اول

فصل عورتوں کے امراض اور اون کے ادویہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ اکثر عورتوں کو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہیں یعنی رحم کے بگاڑ سے ہر طرح کا مرض مثل بیکلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا کم ہو جاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہر طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں جیسے دوران سر اور غشیان اور دروسر اور تبخیر اور گھبراہٹ اور اعضا شکنی اور نفخ اور درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے بینائی بھی کم ہو جاتی ہے بلکہ جس کی وجہ اکثر امراض مملک اور سخت ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ جس کا علاج دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سیون سے اولاد ہونا بھی موقوف ہو جاتا ہے غرض کہ

قلت ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی کرنا نہ چاہیے
 جب اپنے معمول میں قلت معلوم ہو تو اُس وقت اسکی تدبیر اور علاج کرنا بہت
 ضرور ہے اور قلت ایام کے کئی سبب ہوتے ہیں یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت
 اور جھکنا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلت خون کہ یہ سبب باعثِ حبس
 کے ہیں پس اسکا علاج کرنا لازم ہے جب مجلس معلوم ہو تو اسوقت کوئی دُرود یا بیٹے
 یا کوئی لیب لگا دے یا کسی قابلہ سے ایسی دوا استعمال کرادے کہ جس سے رحم درست
 ہوا اور ورم اور صلابت کو مفید ہو مگر جہاں تک ہو سکے کمانے پینے اور ضما دہی کا
 علاج کرے اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ قابلہ کے علاج سے اکثر مضرت ہوتی ہے
 اور پیٹ اور رحم کو عادت و مستکاری کی ہو جاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ قابلہ کی محتاج
 رہتی ہے اور اکثر قابلہ علان میں کوتاہی کر جاتی ہیں تاکہ عورتیں ہمیشہ اون کی محتاج
 رہیں اور انکو اپنی آندہ رہے اس لئے چاہیے کہ جب حاجت علاج کی ہو تو کسی حکیم
 حاذق سے اپنا حال کہے اور اسکی راے سے علاج کرے قابلہ کو دخل نہ دے اور
 اگر حکیم قابلہ کی راے چاہے تو قابلہ کو دکھا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اسکا استعمال
 قابلہ سے کرے مگر اسکی راے کو دخل نہ دے حکیم کی راے کے موافق عمل کرے اس
 مرض کے واسطے فصد باؤن کی جس کو صافن کہتے ہیں بہت مفید ہوتی ہے اور
 اگر کسی سبب فصد باؤن کی ممکن نہ ہو تو باسلیق کی فصد بھی فائدہ دہ کرتی ہے لیکن جو
 عورت ضعیف القوی ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے فصد نہ لوائے یعنی

جہاں تک ہو سکے اور طرح کے علاج مثل دوا پینے لیپ کرنے سینکے استعمال کی
دوا وغیرہ سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ لے اور قوی عورت کو ساڑھ برس تک
فصد لینے کا اختیار ہے لیکن اسکو بھی لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو فصد نہ
کھلوائے لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کرے چنانچہ کئی ادویات مجرب رفع حبس
کے واسطے ضرورت کے لکھی جاتی ہیں اول یہ کہ کالی زیری کا لیپ زیر ناف
کرے اور اسپر نیم کا ہر تریارڈ کے پتے باندھے اور ایلوے کا لیپ بھی مفید ہوتا ہے
اور ٹیسو کے پھول بھی جوش دیکر زیر ناف باندھتے ہیں اور رائڈی کے تیل کا بھی استعمال
کرتا مفید ہوتا ہے اور اگر اس تیل میں زعفران ملا کر استعمال کرے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے
اور پینا تخم خیارین یا تخم خرزہ پے کا بھی فائدہ کرتا ہے اور تخم گاجر بھی مدد دے اور تخم کسم
کو بھی جسے کڑکتے ہیں جوش دیکر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتیں واسطے اور ار کے
ہلدی کی بھنکی بھی پھانکتی ہیں اور کلونجی کا پھانکنا بھی مفید ہوتا ہے اور حبس کے
واسطے حمام کا نہانا بھی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائیں تو مفرد لکھی گئی ہیں اور ایک
نسخہ دم کب بھی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر
زچاؤن کو پلایا جاتا ہے ضرور اس جگہ لکھا جاتا ہے یہ ہے۔ نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل
خارخسک نیمکوفتہ تخم خیارین نیمکوفتہ تخم کاسنی نیمکوفتہ تخم خرزہ نیمکوفتہ اہل
روناس ^۱تولہ ^۲تولہ ^۳تولہ ^۴تولہ ^۵تولہ ^۶تولہ ^۷تولہ ^۸تولہ ^۹تولہ ^{۱۰}تولہ
بقوام آوردہ ریونڈختائی ^۱تولہ ^۲تولہ ^۳تولہ ^۴تولہ ^۵تولہ ^۶تولہ ^۷تولہ ^۸تولہ ^۹تولہ ^{۱۰}تولہ
باریک سودہ شربت سازند قدر شربت ہر بار ^۱تولہ ^۲تولہ ^۳تولہ ^۴تولہ ^۵تولہ ^۶تولہ ^۷تولہ ^۸تولہ ^۹تولہ ^{۱۰}تولہ

ان دواؤں کے پینے اور صفا و وغیرہ سے کچھ فائدہ نہوا اور سبب نسا درحم کا معلوم ہو تو چنانچہ
 کہ اوس وقت علاج قابلہ کا کرے یعنی استعمال دوا کا اور ماش سپٹ کی کراوے اور
 کلین وغیرہ دوا سے تاکہ سب رگ پٹھے درست ہو جاوین لیکن زمانہ ایام میں تین روز
 تک ماش وغیرہ نہ کرے اور استعمال کی دوا بھی آگے کی جانب نہ لیوے پیچھے دوا کا
 استعمال کراوے اور جب ایام پورے ہو جاوین اوس وقت ماش سپٹ کی اور دوا کا
 استعمال آگے کی جانب کراوے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اوس وقت دوا
 جھاڑ کی لیوے اور جب خوب اخراج مادے کا ہو جاوے تو بہترین چار روز دوا
 قوت کی لیوے اور جب تک دوا قابلہ کی ہووے تب تک ہر قسم کی احتیاط
 رکھے کچھ کام محنت کا مثل بوجہ اوٹھانے یا دوڑنے یا زینہ چڑھنے وغیرہ کے نہ کرے اور
 ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی پرہیز رکھے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم
 کی رائے کو بھی شریک کرے تاکہ کسی طرح کا نقصان واقع نہ ہو کیونکہ اکثر دایاں جابل
 ہوتی ہیں اور مریض کے مزاج سے واقف نہیں ہوتیں اپنی رائے سے سرد گرم کا لحاظ
 نہ کر کے خلاف مزاج مریض اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہیں کہ وہ آئندہ کو نقصان کرتی
 ہے اور پھر اسکا سدبیر نامشکل اور دشوار ہوتا ہے پس اس لئے حکیم کی رائے شریک
 کرنا بہت ہی ضرور ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے قابلہ کا علاج نہ کرے
 اور تدابیر سے کام لے استعمال اور ماش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے
 رگ پٹھے عورت کے نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ادنیٰ حد سے اپنی جگہ سے ہٹ

جالتے ہیں اور پر بے ماش درست نہیں ہوتے ہیں۔ پس ہر وقت قابلہ کی ضرورت
اور احتیاج رہتی ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے کمانے پینے ہی کی دوا کرے
قابلہ کی دوا سے بچے۔

فصل مانعات حمل میں

جانتا چاہیے کہ بانج کی دو قسمیں ہیں ایک تو مادر زاد کہ جبکہ کبھی بچہ نہوا ہو اس کا تو
علاج مشکل ہے بلکہ ہو نہیں سکتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہو چکی ہے اور پر
کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے پس ایسی بانج کا علاج ممکن ہے
اور اس طرح سے بانج ہو جانے کے حکیموں نے کئی سبب لکھے ہیں اول تو قوی
سبب اولاد نہونے کا امراض رحم کو لکھا ہے اور دوسرا سبب حکیموں نے منع حمل
کا کمانے پینے کی ادویات وغیرہ کو لکھا ہے جیسے بچونٹی وغیرہ اور یہ دوائیں مرکب
اور مفرد دونوں طرح کی ہوتی ہیں اور جیسے ادویات معدنی اور نباتی کمانے
پینے میں مانع حمل ہیں ویسے ہی استعمال کی دوائیں ہی مانع حمل ہیں اور کثرتِ خو
اور غم سے بھی حمل نہیں رہتا مگر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے اور سوائے اسکے
بہت سے سبب اور امراض نہ رہتے حمل کے کتب طب میں لکھے ہیں مینے
اتنی ہی پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہیں اسباب کی وجہ سے جبکہ تفصیل اوپر
لکھی گئی موقوف ہو جاتا ہے اور اکثر عورتوں کو اسی قسم کے باعث ہوتے ہیں پس

جو سبب کہ کثرت سے ہوتے ہیں وہی اس فصل میں درج کئے گئے ہیں زیادہ کی کچھ حاجت نہیں معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد نہ ہوتا ہو اور کسی مرض کے باعث سے اولاد کا ہونا موقوف ہو گیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہو کر بہر کسی وجہ سے جننا بند ہو گیا ہو تو لازم ہے کہ اوسکی تدبیر اور علاج وغیرہ میں دریغ نہ کرے اسلئے کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی ہے خصوصاً مسلمان کے لئے تو کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت اُمت محمدی کی ہوتی ہے اور اولاد وصلح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات میں داخل ہے اور دنیا میں ہی نہایت نصیبہ وری کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری اولاد وہی سے مراد ہے اسواسلئے کہ اگر کسی کے گھر میں لاکھوں کروڑوں روپے ہوں اور اولاد نہ ہو تو وہ دولت کسی کام اور مصرف کی نہیں ہوتی اور نہ اوس دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خارا اور خنجر معلوم ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچھوؤں کے نظر آتا ہے نظم

اولاد نہ ہوئے جس کے گھر میں	زندہ ناخانہ ہے وہ نظر میں
فرزند چسراغ دو دمان ہے	روشن فرزند سے جہان ہے
انسان کو بوقت دستگیری	فرزند ہے جو عصاے پیری
نے جم ہی رہا نہ حجام باقی	رہتا ہے پسر سے نام باقی

اور ہر ایک شخص اولاد ہی کو چھتا ہے کہ آپ کے کئے بچے ہیں کوئی دولت کا

در مالایق ہوگا تو دوسرا تیسرا اچھا

۱۰ باب کو چین و آرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مان باب کے لئے مغفرت کا وسیلہ ہوگا غرض کہ کثرت اولاد

میں کئی فائدے ہیں پہلے جو لوگ کہ کثیر الاولاد ہیں وہ نہایت ہی خوش نصیب ہیں

بخلاف اونکے کہ جو اس نعمت سے محروم ہیں پس ہر ایک کہ اپنے نام ہے کہ اولاد ہونی

فکر اور تدبیر ضرور کرتا رہے اسلئے کہ اسکی فکر اور تدبیر میں رہنا بھی خالی اجر اور ثواب

نہیں اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی کا واسطے اولاد ہونے کے کر لیا تو وہ بھی داخل

ثواب ہوگا اور اللہ اسکو بھی جزائے خیر عطا کر لیا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اگر کسی

محمدی کو اسکے علاج سے فائدہ ہوگا اور اسکی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا کی زیادتی اور امت محمدی

علیہ والہ وسلم کی کثرت ہوگی کہ جسکے واسطے شرع شریف میں نکاح کرنا سنت

مطہر ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بے نکاح رہنے سے منع فرمایا

ہے سبب اوس کا محض رکنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر نکاح نہ ہوگا تو پھر اولاد

کس طرح ہوگی اور نکاح کی غرض بھی یہی ہے۔ بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف

میں نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجھا جاتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں

آیا ہے ^۱وَسَاءَ لَكُمْ هَوَاتُكُمْ ^۲فَاتُوا ^۳أَحْوَتَكُمْ ^۴أَتَى ^۵شَتْمُ ^۶وَقَدْ ^۷مُوَالَا ^۸نَفْسِكُمْ

یعنی بیبیان تمہاری کتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کیت اپنے بن حطام

چاہو تم اور آئے یہ جو۔

نے عورتوں کو کیتی ٹھہرا کے حکم فرمایا ہے۔۔۔

فرمایا ہے کہ آگے بھیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا۔

یہی بات حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد و ترمذی نے
معقل بن یسار سے نقل کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
تَرَوْهُمُ الْوَدُودَ وَالْوُدَّانِي مُكَاتِرِينَ الْأُمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ نکاح کرو تم اس عورت سے کہ بہت دوست رکھے خاتوند کو اور بہت جننی والی ہو
اسلئے کہ تحقیق میں فخر کرونگا بسبب بتنایت تمہاری کے اور اُمتوں پر پس اس سے
بھی یہ ثابت ہوا کہ نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے اور اس سے دنیا کی
آبادی اُمت کی زیادتی بندگان خدا کی افزائش مقصود ہے پس جو عورت خلقی مانج ہو
بلکہ کسی ددایا مرض کے سبب اولاد ہونا اور سکا موقوف ہو گیا ہو تو وہ اپنی تدبیر
اور فکر اولاد کی کرے اور اسکے علاج سے غافل نہ ہوے شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل و
کرم سے اولاد وصلح پیدا کر دے اور اگر باوجود تدبیر کے اولاد نہ ہوے تو بھی اوسکی فکر
اور تدبیر میں رہنا خالی اجر سے نہیں ہوا سوا سطلے کہ اگر اوسکی نیت نیک ہے تو اللہ تعالیٰ
اوسکو قیامت میں بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دیگا اور غمہ اس تکلیف کا
جنت میں عنایت فرما دیگا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالیٰ کے
برابر نہیں جاتا اگر دنیا میں اثر نہ ہوا تو عاقبت میں ضرور اوسکا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ

نیت بخیر ہو غرضکہ عورتوں کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور فکر میں رہیں اور
 دایہوں اور حکیموں کو بھی چاہیے کہ ایسی عورتوں کے علاج میں در یغ نکرین اس واسطے
 کہ ایسے علاج کرنے سے اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بہائی مسلمان کی اعانت
 ہے نیک کام میں اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے خلق کو نفع پہنچے اور عبادت
 لازمی سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مضرت کا کسی مسلمان سے
 اپنے نفع کینچنے سے بہتر ہے اسی لئے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہیں
 اونکے ہاتھ میں زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت اون حکیموں کے جنہوں نے علاج
 کرنے کو کمائی ٹھیرایا ہے۔

فصل وجوہ اسقاط کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جو بعض عورتوں کو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل اونکے ٹھیرتے نہیں گر کر
 جاتے ہیں اور بچہ پورا نہیں پیدا ہوتا ہے تو اس کے کئی سبب ہوتے ہیں چنانچہ رحم
 میں حرارت یا برودت یا ضعف کا پیدا ہونا زیادہ گرم چیز کھا لینا کسی بوجہل چیز کا اٹھانا
 سخت محنت کرنا تیزی سے چلنا یا دوڑنا یا ابتدائی زمانہ میں ممنوعات سے پرہیز نہ کرنا
 مسلسل و فصد لینا پیٹ کی مالش کرنا ریج و غم کا ہونا گہرا ہٹ، یہ سب ایسے ہی
 اسباب ہیں اور اکثر کم مدت کے حمل میں اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس اون
 ایام میں نہایت احتیاط اور حفاظت کرنا چاہیے یعنی اون چیزوں سے کہ جسکے

باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو بہرہیز اور اجتناب رکنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا ہی دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ کمانے پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتوں کے اسقاط ہو گئے ہیں اور اکثر حارہی چیزوں کا کمانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہ بھی امتحان میں آیا ہے کہ اکثر لڑکوں کے حمل زیادہ کرنے میں اور لڑکیوں کے کم پس لازم ہے کہ شروع حمل سے چھ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکھیں اور آٹھویں مہینے میں بھی احتیاط کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ اکثر ساتویں مہینے کا بچہ زندہ اور سلامت رہتا ہے بخلاف آٹھویں مہینے کے کہ وہ کبھی نہیں بچتا۔ حکما اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ساتواں مہینا عورت کو شروع ہوتا ہے تو اوس وقت بچہ پیدا ہونے کے واسطے پیٹ میں زور و طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ قوی ہوتا ہے تو اپنی قوت کے سبب اوسی مہینے میں پیدا ہو جاتا ہے اور اگر کچھ ضعیف اور ناتوان ہوتا ہے تو بہرہ خروچ نہیں کر سکتا بلکہ تک کر پیٹ میں بیمار اور سست ہو جاتا ہے اور مہینا بہر تک بسبب اوس تکن کے سست رہتا ہے اس وجہ سے اٹھواں یا چھٹا یا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو تو مہینے تک خوب احتیاط

۵۔ اطباء کا قول ہے کہ لڑکوں کی طبیعتیں حار یعنی گرم ہوتی ہیں اور لڑکیوں کی طبیعت میں غلیہ برودت ہوتا ہے اس لئے ذرا سی بے احتیاطی اور گرم چیز کے استعمال سے لڑکوں کے حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس حاملہ کو گرم چیزوں سے زیادہ پرہیز کی ضرورت ہے۔



اور حفاظت رکھیں اور ہر مضر چیز کے کمانے پینے سے پرہیز کریں تاکہ کسی طرح کی
حسرت اور پریشانی نہ ہووے اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا ہے لیکن اکثر نام
بے احتیاطی کا ہو جاتا ہے پس ہر امر میں لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بہرہ و سوا کرے اور
اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نہ رہے اور یہی حکم حدیث شریف میں
آیا ہے **إِعْقِلْهَا وَتَكُنْ لَكَ** اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے نظم فرمایا ہے **ع بر توکل زانوے اُشتر بند**۔

فصل استقاط اور مراحجہ پیدا ہونے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جس عورت کا حمل ساقط ہو اور وہ کسی دوسرے مرض میں سوا
استقاط کے گرفتار نہ ہو اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات مہینے سے کم کا ساقط ہوا
تو وہ چار بابخ روز مطلقاً غذا نہ کھاوے تاکہ فضلات رحم اور رطوبت جسم جو بدن
میں زائد ہوں بالکل دفع ہو جاوین اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہو
اس لئے کہ اگر غذا مواد فاسدہ کے دفع ہونے سے پہلے یلگی تو وہ رطوبات جن کا
نکلتا ضروری تھا نہ نکلیں گی بلکہ ساتھ غذا کے جسم میں پہونچ کر رطوبات صالِحہ کو بھی
فاسد کر کے درمرد و غیرہ پیدا کریں گی اس واسطے لازم ہے کہ مواد فاسدہ کے
دفع ہونے کے زمانے میں یعنی دورِ زرت تک غذا مطلق نہ کھاوے بعد اس کے

۱۵۔ ترمذی نے اس حدیث کو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جامع صغیر میں اسے ضعف کی علامت کہہ کر
۱۶۔ ڈاکٹر اس کے بالکل خلاف ہیں اور اون کی رائے ہے کہ ایسی صورت میں کوئی یلگی اور زود ہضم غذا ضرور دینی چاہئے۔

تین روز تک منقہی کماوے چٹے یا ساتوین دن سے تین روز تک آبجوش فوجا
 مبری وغیرہ کا پیہ پر روٹی شور بے مین بگو کر جسے عربی مین خریدتے ہیں کماوے
 اور دو ایک وقت اسی پر کفایت کرے پھر خرید کی ضرورت نہیں جب تک
 روٹی نہ ملے تب تک پانی ہی پینا نہ چاہیے فقط عرق سونف^۱ کو وغیرہ پیا کرے
 اور جس قدر زائد میعاد کا حمل ساقط ہوا اسی قدر احتیاط کمانے پینے مین زیادہ
 رکھے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا اگر ہو تو زائد احتیاط کی ضرورت نہیں ہے فقط
 ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ کا حمل ساقط ہوا ہو تو اسکی
 احتیاط کمانے پینے مین ایک ہفتے تک رکھے یعنی ایک ہفتہ غذا نہ کماوے
 اور پانی ہی نہ پیے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ کا ہو تو اوسمیں
 غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکھے یعنی نوین روز غذا کماوے اور اوسی روز
 پانی ہی پیے آٹھ روز تک منقہی اور آبجوش ہی پر قناعت کرے اور پانی کی جگہ
 عرق مذکور ہی پیے اور چلے تک سرد اور ترش چیزوں سے پرہیز کرے اور اگر سات
 ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اوسکی احتیاط
 مثل زچا کے ہے اور اگر اتنی مدت کے بعد بچے کے پیٹ مین مرنے کے آثار
 پائے جاوین یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ مین وقت ولادت کے ہوتی ہے جاتی

۱۵۔ بعض زچاؤں کو عرق سونف بہت نقصان کرتا ہے اور ڈاکٹر صاف و مقطر پانی ہی دیتے ہیں۔

لیکن شروع مین نیم گرم دینا چاہیے۔

رہے اور دروزہ تم جاوے پیٹ زچا کا ٹنڈا اور ہاتھ پاؤں سرد ہو جاوین اور
 غفلت سی معلوم ہو جب یہ سب علامتیں پائی جاوین یا بعض تو اسی وقت
 اخراج کی دواؤں کا استعمال کرتا چاہیے اور کاڑھا وغیرہ بھی جلد تیار کر کے پلاوین
 اور جہاں تک ممکن ہو اس کے اخراج کی تدبیر جلد کریں تاکہ اس مردہ بچے کا زہر
 زچا کو اثر نہ کرنے پاوے اور جب بچہ پیدا ہو چکے تو اسی وقت زچا کے پیٹ
 کو خوب سوئٹ ڈالیں تاکہ سب لہو پانی زہر کا نکل جاوے اور پیٹ خوب
 صاف ہو جاوے بعد اسکے تھوڑے سے پیسے لیکر زچا کے بدن کے اندر
 رکھ دیں اور دو چار پیسے زچا کے سونہ میں بھی دیدیں اور پانی نذین بجائے اسکے
 یہ ادویات پلاوین - بانس کی گرہ - پوست اخروٹ - ڈوڈھ کپاس - پوست
 املتاس - ان چاروں چیزوں کو آٹھ دس سیر پانی میں جوش دین جب دو تھائی
 پانی باقی رہے تو بجائے پانی کے استعمال کریں اور طہارت بھی اسی سے کریں
 اور اکثر عورتیں اور عوام اطباء فلوس بھی داخل کرتے ہیں تین دن تک اسی پانی
 کو پیئیں چوتھے روز بجائے غذا کے کلمتی پکا کر صرف اسکا پانی پئیں اور جرم
 کلمتی کا دوسرے وقت کماوین یا پنجوین روز موٹھ بقدر دو تین تو لے کے پکا کر
 کماوین اور پانی کے عوض عرق سولف عرق مکوہ عرق گاؤز بان ملا کر پیئیں اور

۱۵۔ سوتا بھی نقصان دہ ہے اور بجائے سوتے کے پچکاری سے صاف کرنا چاہیے اس قسم کی پچکاری
 یہ کثرت دستیاب ہوتی ہیں ۱۶۔ پیڑ کا استعمال احتیاط کے خلاف ہے کیونکہ تانبے میں ایک قسم کی سمیت
 آجاتی ہے اور اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

دو ایک روز یہی موٹہ پکا کر کما دین اور اسی پر قناعت کریں نوین روز تھوڑی
 روٹی گیہون کی موٹہ کی دال کے ساتھ کما دین اور دسویں روز یہی اسی پر کفایت
 کریں مگر تھوڑی تھوڑی غذا بڑھاتے جا دین گیا رہوین روز سے گیہون کی روٹی
 مرغ اور تیتڑ وغیرہ کی بے روغن شوربے کے ساتھ بتدریج کمانا شروع کریں اور
 تفتن طبع کے لئے منقہ انجیر ولایتی وغیرہ میوہ جات مددہ کا موافق قوت ہضم کے
 استعمال کریں اور اکیسویں دن تھوڑا تھوڑا روغن گاؤ روغن بادام و پستہ غذا
 میں داخل کرنا شروع کریں غرض کہ جبکہ مراحجہ پیدا ہو وہ تین روز تک سوائے اون
 پینے کی دواؤں کے جو اوپر لکھی گئی ہیں اور کوئی چیز کمانے پینے میں استعمال نہ کریں
 چوتھے روز اول وقت صرف کھستی کا پانی پئیں اور دوسرے وقت اوسکا جرم
 کما دین پانچویں روز سے آٹھویں روز تک فقط موٹہ دو تین تولے پکا کر کما دین اور
 کوئی دوسرا نالج نہ کما دین نوین اور دسویں روز تھوڑی روٹی گیہون کی موٹہ
 کی دال سے کما دین اور پینے کو پانچویں روز سے گیا رہوین روز تک عرق
 سونف مکو کاؤزبان وغیرہ کا پئیں اور گیا رہوین روز سے پھر گیہون کی روٹی مرغ تیتڑ
 وغیرہ کے شوربے کے ساتھ کما دین مگر غذا کو تھوڑا تھوڑا بڑھاتے جا دین کیسا رنگی
 زیادہ نہ کما دین اور بیس روز تک روغن کسی طرح کا مطلق نہ کما دین اکیسویں روز
 سے تھوڑا تھوڑا روغن کمانا شروع کریں اور بارہویں روز سے تھوڑا تھوڑا پانی نجبا ہوا
 بھی پئیں مگر اس طرح سے کہ وقت کمانا کمانے کے پانی پئیں اور پھر عرق چودھویں روز

تک اسے قاعدے سے پتی رہیں پندرہویں روز سے اکیسویں روز تک اس طور سے کہ دو وقت پانی پین تو ایک وقت عرق اور بعد اکیس روز کے جب رغن کمانے میں داخل ہو تو عرق پینا ہی موقوف کریں فقط - پانی ہی پین لیکن سبب اہوا ہو اور چاہیے کہ چالیس روز تک اسی طرح پریز اور تدبیر اور علاج وغیرہ کریں - جن عورتوں کو بعد اسقاط کے ادراکم ہو تو وہ واسطے اخراج کے حار مدد و اوٹن کا استعمال کریں مثلاً ایک نسخہ ہی اس جگہ لکھا جاتا ہے -

تخم شبت تخم خربزہ بادیان بنج بادیان تخم قرطم اہل عرق بادیان
 ۱۷ ماشہ ۱۷ ماشہ ۱۷ ماشہ ۱۷ ماشہ ۱۷ ماشہ ۱۷ ماشہ
 میں جوش کر کے مل چنان کے شربت بزور می معتدل ملا کر پین اور چاہے پینا ہی مفید ہے غرض کہ ایسی عورتوں کو چالیس دن تک سرد پانی سے بچنا چاہیے اور سرد اور ترش چیزوں سے بھی پریز لازم ہے اور خاوند سے بھی الگ رہیں اور چونکہ اسقاط کے بعد ضعف بہت ہو جاتا ہے اس واسطے محنت اور مشقت کے کاموں سے بچنا ضرور ہے تاکہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے سے محفوظ رہیں اور دوسرے امراض رحمی نہ پیدا ہو جائیں کہ موجب فساد اور نقصان کے ہوں یہ سب دوائیں اور تدبیریں اگرچہ کتب طب سے لکھی گئی ہیں اور اکثر تجربے میں ہی آئی ہیں مگر بہرہی حاجت کے وقت کسی حکیم کی رائے کو ضرور شریک کر لیں اس کی صلاح کے بعد دوا اور علاج کی تدبیر کریں -



باب دوم فصل حمل کی چپان میں

جاننا چاہیے کہ آٹا حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف ہو جاتا ہے اسی لئے جب تندرست جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جائیں تو حمل ہی سمجھنا چاہیے اور بعض حمل میں بعض عورتوں کو ایسا ہی ہوتا ہے کہ حمل کے زمانے میں توڑا توڑا خون ہی آتا ہے اور حمل ہی قائم رہتا ہے یعنی منافق معمول کے زیادتی آمد کی نہیں ہوتی کچھ دہشتا سا لگتا ہے اور اس طرح کا حمل بعض وقت بعض عورتوں کو ہوتا ہے اکثر کو نہیں ہوتا پس بڑی علامت حمل کی یہی ہے کہ جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جائیں اور اسی بند ہونے پر گنتی ایام حمل کی ہوتی ہے درد سر اور متلی کا ہونا پنڈلیوں کا اینٹھنا چھاتیوں کا گد رانا بغیر درد کے یعنی جیسے جلس میں چھاتیان دکستی ہیں ویسے حمل میں نہیں دکستیں لیکن گد راضرور جاتی ہیں اور یہی آجانا سیاہی کا چھاتیوں کے مونہ پر اور اوٹھنا دھنیونکا یعنی بٹنی سے لیکر آدھی چھاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اوپر بٹنی کے گردا گرد دانے دانے سے اوٹھ آتے ہیں کہ اوٹھ کو ہندی میں دھنیان کہتے ہیں یہی علامتیں حمل میں لازم ہیں اور حمل میں طبیعت کا سست رہنا اور نیند کا بہت آنا لازم ہے اور بعض عورتوں کے حمل میں تھیں ہی ہوتی ہے سر ہی پھرتا ہے اور

کسی کی خوشی بھی آتے ہیں اور اکثر عورتوں کا جی بعض چیزوں کے کمانے
 پینے سے بیزار ہو جاتا ہے بلکہ اس کی خوشبو تک جبری معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزوں
 کی طرہ رغبت ہو جاتی ہے اور شروع شروع حمل کی سختی ٹھیکرے میں معلوم ہوتی ہے
 یعنی ناف کے نیچے بچوں پیچ میں ایک پور برابر ٹکلیا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور سٹین
 مانند نبض کے کچھ کچھ دھماکے بھی محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجھا جاتا ہے
 اسلئے کہ مرض کی سختی نلی وغیرہ میں ہوتی ہے اور حمل کی سختی اول اول بچوں پیچ
 ٹھیکری ہی میں ہوتی ہے پھر دوسرے مہینے تک نلی کی طرہ زیادہ ہوتی جاتی ہے
 اور تیسرے مہینے تو تمام پڑوہر جاتا ہے چوتھے پانچویں مہینے بچہ پڑکنے لگتا ہے
 اور پچھلے مہینے کا پہلی ٹھیکری ہی سے معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پڑکتا ہے تو
 اس کی لپک ٹھیکری ہی میں ثابت ہوتی ہے پھر بدین بدین بڑھتی جاتی ہے ساتویں
 مہینے تک تو خوب پڑکنے لگتا ہے یعنی تمام پیٹ میں پھر نا اوس کا خوب محسوس
 ہوتا ہے اور حمل میں پانچویں مہینے چھاتیوں میں دودھ بھی آ جاتا ہے اور اکثر عورتوں
 کو پانچویں یا ساتویں مہینے سے کولے میں درد شروع ہوتا ہے اور کسی کی پسلی لگتی ہے

۱۱ اگرچہ نبض کی سرعت اور قارورہ سے بھی اطباء حمل کی شناخت کر لیتے ہیں لیکن بھر ہی شک رہتا
 ہے اور وہ علامتیں جو عام طور پر حمل کی کبھی جاتی ہیں اور بہت سے امراض میں بھی ہوتی ہیں - حمل کا کامل
 یقین اسی وقت ہوتا ہے کہ جب پیٹ پر آ لہر کمر دکھایا جاتا ہے اور بچہ کے دل کی آواز کان میں

آتی ہے اور یہ سب باتیں پانچ چھ ماہ کے بعد معلوم ہوتی ہیں - ۱۲

یعنی پیدلی کی ڈک پیٹ میں چپتی ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت تکلیف ہوتی ہے اور حمل دالیوں کے پانون پر درم ہی آجاتا ہے کسی کے ساتون ہی مینے اور کسی کے پورے دنوں میں یعنی نوین مینے غرضکہ پانون پر درم کا آجانا ہی ضرور ہے تو بڑی مدت رہے یا بہت کم ہو یا زیادہ حاصل یہ کہ زمانہ حمل میں عورتیں بیماروں ہی کی طرح رہ کر سال بہر تک تکلیفوں ہی میں مبتلا رہتی ہیں اور ابتداء حمل سے ولادت تک کسی طرح کا آرام نہیں ملتا اور جو عورتیں کہ اولاد کو دودھ پلاتی ہیں اون کو نوڈ ہائی تین برس تک مطلق چین و آرام میسر نہیں ہوتا اتنے دن تکلیف ہی میں گذرتے ہیں چونکہ حمل کے زمانے میں انتہا درجے کی تکلیف دہ ایذا رہتی ہے اور مان کو کسی طرح کی راحت نہیں ملتی اسلئے اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں مان باپ کے ساتھ احسان کرنے کی چند جگہ وصیت فرمائی چنانچہ اکیسویں پارے میں یہ ارشاد ہوتا ہے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَوَضَعَتْهُ فِيْ عَمَاقٍ اِنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَى الْمَعِیْرِ یعنی اور حکم کیا ہم نے انسان کو بیچ مان باپ اوس کے کے بہلانی کا اوٹھاتی ہے اوسکو مان اوسکی سستی سے اوپر سستی کے اور دودھ پھٹانا اوسکا بیچ دو برس کے یہ کہ شکر کرو اسطے میرے اور واسطے مان باپ اپنے کے طرف میرے ہے پہر آنا غرضکہ اس ایذا کا حال ہی اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا ہے پس انتہا کی تکلیف سمجھنا چاہیے لیکن اس ایذا کا خیال نہ کرنا چاہیے جب سے حمل معلوم ہوا وہی

احتیاط ضرور چاہیے کس واسطے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بعد اس
ایذائے بچہ عنایت کرے گا اور وہ صالح اور نیک ہوگا تو اس ایذا کا نعم البدل
ہوگا اور مان باپ کو ادس سے چین اور آرام حاصل ہوگا۔

فصل حمل کی احتیاطیں

عورتوں کو لازم ہے کہ جس وقت آثار حمل کے معلوم ہو دیں تو اسکی حفاظت اور
احتیاط اس قاعدے سے رکھیں کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حار اور سرد کرکٹ
پینے میں نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکھیں اور کوئی دوا وغیرہ
استعمال کی بھی نکرین اور خلوت میں نہ جائیں اور بہت محنت اور شفقت سے بھی
اجتناب کریں اور بہت بار بار چیز بھی نہ اڑھنا دیں اور سہل بھی نہ لیویں اور چونک
اور فصد اور سنگی وغیرہ بھی نہ لگا دیں اور نہ برف کھا دیں کیونکہ ان سبب اندیشہ حمل
استقاط کا ہو جان اگر سہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتھو مہینے سے چھ مہینے تک سہل لینے کا
چند ان مضائقہ نہیں ہو مگر شروع حمل سے تین مہینے تک درساتوں میں جو بے بچہ کی دلاوت تک ہرگز سہل
نہ لیویں اگر اس مدت میں بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سوائے سہل کے کسی تدبیر سے
علاج نہ ہو سکتا ہو اور حکیم سہل ہی کی تجویز کرتے ہوں تو مجبوری سے تلین لیلیں
تو ہی سہل نہ لیں چونکہ اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بھی اسی طرح خیال رکھیں یعنی اگر
ان چیزوں میں سے کسی کی ضرورت ہو تو جو کم خون دینی والی چیز ہو اسکو علاج میں مقدم کریں

مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور چونک سے بھی کام نکل سکتا ہے تو چونک ہی کو مقدم کریں اور فصد سے بچیں مگر جان تک ممکن ہو سہل اور چونک اور فصد اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضرور ہے کیونکہ ان سب چیزوں سے اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکا کا بھی نہ کھاوین خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کھاوین کیونکہ اس سے بچے کو مرگی کی بیماری ہو جاتی ہے اور مچھلی بھی کھانا چاہیے کہ اس سے بچے کے بدن میں خشکی اور پھوڑے پُپسی وغیرہ ہوتے ہیں۔ مروج اور ترشی بھی کم کھانا چاہیے کیونکہ اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک سرد اور قابض اور دیرمضہ چیز نہ کھاوین تر بوڑا اور مہی اور ککڑی تو ہرگز نہ کھاوین اس لئے کہ ان چیزوں کے کھانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت ہوتی ہے اور بہت سخت سخت ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جن سے بچے کی جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکھا ہے کہ جن عورتوں نے یہ چیزیں دلاوت کے قریب کھائی ہیں ان کے بچے پیٹ ہی میں سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے ہیں اور اسی مرض میں مر گئے ہیں علاوہ اس کے ان چیزوں کے کھانے سے زچا کو بھی وقت چھنے کے نہایت ہی تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اس واسطے کہ ان چیزوں کی سردی سے بچہ پیٹ میں سست اور بیمار ہو جاتا ہے اور بسبب سستی اور بیماری کے دردوں کے وقت زور اور طاقت خروج کے لئے نہیں

کر سکتا ہے اور یہی ساتوین جینے سے بچے کے پیدا ہونے تک شوہر سے بھی احتیاط رہے کہ اس سے بھی بچے کو ضرر ہوتا ہے۔ اور حمل والی کمر بند کس کرنے باندھے اور دہلیز وغیرہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بھی نہ کھا کر اس سے آنول بڑھتی ہے اور بچے کے سر پر بال بھی زیادہ ہوتے ہیں کہ اس سے حاملہ کا سینہ بہت جلا کرتا ہے یعنی معدے کے موہنے پر اکثر جلن رہا کرتی ہے اور یہ بھی چاہیے کہ خوراک اپنی متوسط رکھے نہ بہت کماوے نہ فاقہ کرے اس واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ میں بہت بڑھتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے کہ جس سے وقت ولادت کے زچا کو بہت ایذا ہوتی ہے اور بہت کمانے سے بچہ پیٹ میں ناطاقت اور دُبلّا اور کم زور ہوتا ہے جتنے وقت آسانی سے نین نکل سکتا اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے پس مقدار میں متوسط غذا کمانا چاہیے کہ اس میں ہر طرح کا امن ہے اسی لئے خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْ سَطُهَا شَرُّهُ مِینِ وَارِدِهِ اور بہت مقویات اور میو جات وغیرہ کمانا بچا ہے کہ اس سے بھی بچہ قوی اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے وہی

۱۵۔ یوں تو کمانے کی احتیاط ہر وقت لازمی ہے گویا حمل میں خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنی چاہیے کیونکہ ابنِ دُنون میں بے چینی کی وجہ سے ہاضمہ میں فتور ہو جاتا ہے جس سے تکلیف بڑھ جاتی ہے اور بچہ پر بھی اوسکا اثر ہوتا ہے۔ ۱۲۔

۱۶۔ اس حدیث کو ابنِ سعّانی نے تاریخ بغداد میں بسندِ محمود بحولِ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بیہقی نے مطرف بن قزّہ سے اسکی تخریج کی ہے تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ السنک

زچاک تکلیف اور ایذا متصور ہے اور اکثر حمل والیاں مٹی بہت کماتی ہیں یہی
مضر ہے اور حکیم مٹی کمانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پیٹ میں
کیرے مثل کچوڑوں کے پیدا ہو جاتے ہیں اسی لئے چند حدیثوں میں مٹی کمانے
کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
مَنْ أَكَلَ الطِّينَ فَكَأَنَّمَا أَغَانَ عَلَى نَفْسِهِ یعنی جس شخص نے
مٹی گمائی تو گویا دوسنے مدد کی اپنی جان مار ڈالنے پر اس سے معلوم ہوا کہ مٹی
کمانے میں سوائے ضرر اور نقصان جان کے کسی طرح کا فائدہ نہیں پس ہرگز مٹی
کمانا نہ چاہیے اور حاملہ کو چاہیے کہ بہت خوشبو کی چیزوں کا بھی استعمال نہ کرے

۵۔ شرح جامع مغیرین اس حدیث پر نفع کی علامت لکھی ہے شرح جامع مغیرین کہا ہے کہ تنہی نے کہا ہے
اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یزید ہوازی ہے وہابی نے اس کو محمول کہا ہے اور باقی راوی اس کے حال
صحیح ہیں اور میزان میں کہا کہ یحییٰ بن یزید ہوازی کی حدیث مٹی کمانے کے باب میں صحیح نہیں ہے اور یہ شخص محمول
ہے تمام ہذا کلام میں ان کا اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور ایسا ہی غلط ہے کہا اور ابن جوزی نے کہا موضوع
ہے اور رافعی نے کہا جن حدیثوں میں مٹی کمانے سے نہی آئی ہے انہیں سے کوئی حدیث ثابت نہیں حافظ ابن حجر نے
فرمایا کہ ابن مندہ نے ان حدیثوں کو ایک جزو میں جمع کیا تو میں نے کوئی حدیث ثابت نہیں دیکھی ہے ان حدیثوں
کا ایک باب منع کیا اور کہا انہیں سے کوئی حدیث صحیح نہیں بعض محدثین نے مٹی کمانے کی تحریم اس آیت سے نکالی ہے
كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ لَعَلَّكُمْ تَزَكَّوْنَ اے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ تم اس چیز سے جو زمین میں ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ زمین
کو کھاؤ پس اس سے ثابت ہوا کہ مٹی کمانا حرام ہے غرض کہ جتنی حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب ضعیف
یا موضوع ہیں قابلِ حجت و نہیں لیکن چونکہ مٹی کمانے سے سخت سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں چنانچہ بدن و ملا
ہو جاتا ہے مٹی کمانے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے اور کچا پیٹ بڑا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قتل نفس سے

یعنی عطر وغیرہ بہت نہ سونگے خصوصاً ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگھنا اور لگانا بہت ہی منع ہے اور یہی حمام میں نہانا اور آئرن کرنا یعنی دوا کے پانی میں بیٹھنا اور پیٹ کا دھارنا یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزوں سے بچنا ضرور ہے فقط تمام ہوا بیان ان چیزوں کا جو حمل میں مضر ہیں اب جو چیزیں کہ حاملہ کو کھانا اور برتن ان کا لازم ہے وہ لکھی جاتی ہیں۔ جانتا چاہیے کہ اگر حمل والی عورت نہار موندہ ایک دو گھنٹہ ٹنڈے بانی کے پی لیا کرے تو اس سے بچے کی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں اور لوبیا کھانے سے بچہ عاقل اور خربوزہ کھانے سے خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چوٹا سا ٹکڑا اکویر کا کھالیا کرے تو اس سے بچہ گورا پیدا ہوتا ہے اور اوسمیں سوندھی خوشبو آتی ہے غرضکہ ان چیزوں کے کھانے میں کچھ حضرت نہیں ہے بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن ہر چیز کو کم کھانا چاہیے اس لئے کہ زیادتی ہر چیز کی مضر ہے اور حاملہ کو یہ بھی چاہیے کہ جب سے حمل معلوم ہوا سو وقت سے ولادت تک غذاے لطیف روک دینا معتدل کھائے پیے اور یہ بھی چاہیے کہ جب سے نوان مینا شروع ہو چکے کے پیدا ہونے تک بہت بیٹھی نہ رہے کچھ کام چلنے پہرنے کا کرتی رہے اور تھوڑی سی محنت وغیرہ کر لیا کرے اسلئے کہ اس سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے اور کسی طرح تکلیف نہیں ہوتی اور یہ بھی چاہیے کہ قریب زماۃ ولادت کے اپنے کھانے پینے میں اکثر ماش کی دال اور اسی کے پانی کا استعمال کرے

اس لئے کہ اس سے بھی بچہ آبسانی پیدا ہوتا ہے۔

فصل بچے کے وقت ولادت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہوں یعنی دروزہ معلوم ہو تو اس وقت زچا کو لازم ہے کہ بہت بیٹے نہیں آہستہ آہستہ چپل قدمی کرے اور کچھ غذا نہ کماوے اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پیے اگر بہوک معلوم ہو تو دس پانچ دنے منقہ کے کماے یا شور با جوان مرغ کا یا تھوڑا سا دودھ گرم گرم پیے مگر بہت نہ پیے اس لئے کہ زیادتی سے اندیشہ بہ بھمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو سولف کا عرق گرم کر کے پیے اور اگر بہت ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دو بار دہی عرق ٹھنڈا پی لے مگر تھوڑا تھوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے اور جب ٹینے کو جی چاہے تو گاؤں کی وغیرہ کمر کے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدھی ٹیٹی ہو اور آدھی لیٹی اور جتنے وقت کسی قابلہ یعنی دالی ہوشیار کا ہونا ضرور ہے کہ وہ احتیاط و ہوشیاری سے جنائے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ بار بار قابلہ کو نہ دکھاوے بلکہ ہاتھ ہی اوسکا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب دروزہ زیادہ ہو تو روئی کو تلی کے تیل میں ہبگو کر قابلہ کے ہاتھ سے آگے کی جانب استعمال کرادے اور ارٹھی کا تیل بھی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرب ہے اور

۱۵۔ لیکن ہاضمہ کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیے۔

جب وقت جننے کا قریب ہو تو کوئی عورت ہوشیار زچا کے پیٹ کو اس طرح سے تھامے کہ دونوں ہاتھ میں زچا کا پیٹ چنکر آہستہ سے نیچے کی طرف دبا رہے تاکہ بچہ اوپر کو نہ چڑھ سکے اور دو عورتیں زچا کے پانوں کو اس طرح سے تھامیں کہ ران سے ران نہ ملنے پاوے اور زچا کو چاہیے کہ اوس وقت سانس اوپر کو نہ لے ورنہ کی تکلیف کو مضبوط کرے چٹھے نہیں اور نیچے کی طرف زور دے سیدھی چٹ لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور اگر بیٹے کو جی چاہے تو قابلہ کے پاؤں پر جو دیکر اکر دبیٹے اور قابلہ کے گلے میں دونوں ہاتھ ڈال کر نیچے کی طرف طاقت اور زور کرے مگر بیٹے کے جننے سے لیٹ کر جھنسا سہل ہے اور سوائے اسکے بیٹہ کے جننے میں اندیشہ بدن کے نکل آنے کا بھی ہوتا ہے اور خدا نخواستہ جس عورت کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو قابلہ کو چاہیے کہ از ندی کے تیل میں زعفران بسی ہوئی ملا کر زچا کو استعمال کرادے اور اپنے خود دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے ہوئے بچے کا اخراج اسی کے استعمال سے ہوا تھا اور سہولت ولادت کے لئے صابون میں انڈے کی زردی ملا کر استعمال کرنا بھی مجرب ہے اور قابلہ کو یہ بھی چاہیے کہ روغن بادام یا اسی کا تیل لعاب اسی کے ساتھ ملا کر فم رحم پر ہست مل دے کہ اس تدبیر سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے سہولت ولادت کے بالخاصہ جو دوائیں مجرب اور مفید ہیں وہ یہ ہیں کہ زچا سنگ مقناطیس کا ایک بڑا ٹکڑا بائیں ہاتھ میں پکڑے اور مونگے کی جڑ دھننے زانو میں

باندہ ہے اور وارچینی کا زچا کو کملانا بھی مجرب ہے اور اگر جنبہ یا ہینگ بھی اوسمین
 ملا کر دیجاوے بشرطیکہ حرارت نہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اثر اسکا جلد ہوگا اور املاک
 کے چمکے ڈیڑھ تولہ نیکوب پاؤ بہر بانی مین جوش دے اور چنانکہ شربت بنفشہ ۲ تولہ
 یا آب نخود چٹانک بہر ملا کر زچا کو پلانا بھی سہولت ولادت کے لئے مجرب ہے
 اور املاک کے چمکوں کی زچا کو دھونی دینا بھی مجرب ہے اور انڈے کی
 زردی نیم برشت اور اوسپر سیاہ مرچ پسپائی ہوئی چٹک کے زچا کو کملانے سے بھی
 ولادت سہل ہوتی ہے اور میزان الطلب مین لکھا ہو کہ جس عورت کا جننا شکل
 ہو پس لازم ہے کہ اوسکو ابتدائی درد وضع حمل سے حمام مین لیجاوے اور گرم پانی
 مین پر گراوے اور آبرن مین بٹھا کر دغن سے کنج ران وغیرہ مین مالش کراوے
 اور چند قدم ٹھلاوے پھر ولادت کی جگہ پرے آوے لیکن یہ آبرن وغیرہ بعد
 فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیئے مگر یہ علاج اس ملک مین رائج
 نہیں اور نہ ہم نے کسی زچا کے لئے کرتے دیکھا ہے فقط کتاب مین لکھا ہے اور
 درودن مین سرد پانی اور ٹنڈی اور ترش چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے اور دروزہ
 مین بہت چیخنا اور چلانا بھی نہ چاہیئے بلکہ اوس وقت دم کو روکے اور اپنے پاؤں
 پر زور کرے اور کوتھے تاکہ بچہ جلدی ہووے لیکن یہ زور دینا اور کوتھنا قریب
 ولادت کے چاہیئے شروع درودن مین نہیں کیونکہ ابتدا مین دم کے روکنے اور
 اٹھ قریب زمانہ ولادت مین اڑنی کا تیل بھی پلانا مفید ہے تاکہ دو چار دست ہو جائیں اسکے علاوہ
 اکوفین بھی دیجاتی ہے۔ لیکن کوئی دوا بغیر ڈاکٹر سے مشورہ حاصل کیئے ہوئے نہیں دینا چاہیئے۔

آواز نہ نکالنے سے زچا کو تکلیف اور تکان زیادہ ہوتا ہے اور سواے اس کے دم کے گونٹنے میں پیٹ کے رگ پٹھون کے بگاڑ کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور جننے میں جسدیان بھی دینا نہ چاہیے کہ اس سے بھی اندیشہ پیٹ کے بگاڑ کا ہے اور بعض عورتوں کے آنول کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچھ دیر میں ہوتا ہے پس اس وقت اس کے نکالنے میں جلدی نہ کرے اور قابلہ کو دستکاری نہ کرنے دے کہ اس میں بھی اندیشہ رگ پٹھون کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے اخراج کی تدبیر خارجی ہی کرنا چاہیے جیسے زچا کو چمپنک دلو نانا یا کسی کے پر سے اور بکائی دوانا یا کوئی چیز مثل ہکنی وغیرہ کے زچا سے ٹپکوانا یا مہر کے بال زچا کے مونہ میں دینا کہ اس سے بھی اولبکائی آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیریں کرنا چاہئیں کہ جن سے زور پڑ کر آنول کا اخراج ہو جاوے اور جب تک آنول نہ نکلے تب تک زچا کا پیٹ تھامے رہنا چاہیے اور یہ بھی چاہیے کہ زچا کو سانس کینچ کر نہ لینے دین نیچے ہی کی طرف زور کرادیں تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑھے اور نیچے کی طرف زور دینے سے اس کا جلدی اخراج ہو جاوے۔

۵۔ آنول دیر سے نکلنے کی وجہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے۔ طبیعت خود بخود زائد چیز کو دفع کرتی ہے صرف پیٹ پر ہاتھ کا سہارا ہے۔ یہ بھی سنے میں آیا ہے کہ ناف پر بس کچھ رکھنا مفید ہے۔

فصل مولود کی تدبیر میں

جاننا چاہیے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو قابلہ کو لازم ہے کہ پہلے بچے کا نال خوب سونت ڈالے اور پھر اوس کو چار انگلیں چھوڑ کر نارے سے باز رہے اور پھر اوس نارے کے دو سرے کو پندا دیکر بچے کے گلے میں ڈال دے مگر اوس پندے کو ڈھیلا رکھے تاکہ بچے کے گلے میں نہ پھنسے اور پھر اوس نال کو نارے کے اوپر سے کسی چاقو چھری وغیرہ سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے بہت احتیاط چاہیے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچہ ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ میری برادری میں ایک جگمہ ایسا ہی ہوا تھا کہ ایک دائی نے اس طرح بے انداز بچے کا نال کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھ پہر کے بعد مر گیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے بچے کی ناف پک جاتی ہے اور پھولی ہوئی بھی رہ جاتی ہے پس نال کاٹنے میں بہت احتیاط چاہیے اور جب بچے کا نال کاٹ چکے تب بچے کو مین یا منہ دی ملکر نرے گرم پانی سے منلاوے اور اوسی وقت منلانے میں بچے کا گلا بھی کر دے اور پانچھانے کے مقام کو بھی اونگلی سے کشادہ کر دے اور چپاتیان بھی بچے کی مسک دے تاکہ اوسکی بطوبت وغیرہ نکل جاوے کیونکہ اگر چپاتیوں میں کچھہ رطوبت رہ جاوے گی تو چپاتی کے پکنے کا اندیشہ ہے یعنی اس رطوبت کے

رہنے سے بچے کی چھاتیان پک جاتی ہیں یا چھاتیوں میں گٹھلیاں پڑ جاتی
 ہیں۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے پسینے میں بو آتی
 ہے غرض کہ چھاتیوں کی رطوبت کو خوب صاف کر دے کہ کسی طرح کے ضرر کا شکار
 نہ رہے اور دختہ کے پیشاب کے مقام پر بھی توڑی سی مصری پیسکر چڑک
 دے کہ اس سے رطوبت غلیظ اوس کے بدن کی نکلی جاوے اور جب بچے کو
 نہلا کر فارغ ہوں تو پہر چاہیے کہ کسی بزرگ آدمی کا پُرانا کپڑا لیکر بچے کے
 گلے میں ڈال دین اور ایک ٹکڑا اوسی کپڑے کا بچے کے سر پر باندھ دین اور یہ فقط
 واسطے برکت اور نیک فال لینے کے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اوس بچے کی عمر دراز
 کرے اور عادات نیک دے سوائے اسکے ایسے کپڑے پہنانے میں اور کچھ فائدہ نہیں
 ہے اور نہ یہ بات طب سے ہے اور نہ شرع شریف میں اس کا کچھ حکم آیا ہے مگر جو کہ نیک
 فال لینا شرع میں درست ہے اس واسطے جو عورتیں اپنی اولاد کو اولاً کسی بزرگ کے
 کپڑے تبرکاً پہنا دیتی ہیں اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ علما فال لینے کو منع نہیں کرتے
 پس میرے نزدیک بھی یہ سبب نیک فالی کے جائز ہے البتہ فال بدلینا نہ چاہیے
 اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال بدلنے کو شرک فرمایا ہے
 پس اس سے بچنا لازم ہے بغوی نے شرح السنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَلَّرُ وَكَانَ يُحِبُّ الْإِسْمَ الْحَسَنَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لیتے اور شگون بد نہ لیتے اور سوت
 رکھتے نام نیک کو یعنی اوس کے ساتھ قال لیتے اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
 کرتے ہیں کہ آپؐ فرمایا الطَّيْرَةُ شِرٌّ لِّكَ قَالَهُ ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ
 بَيْنَ هَبَّةٍ بِالنَّوْكَلِ یعنی شگون بد لینا شر ہے یہ بات تین بار فرمائی
 یعنی مبالغہ تاکہ لوگ اوس سے بہت بچیں اور نین ہم میں سے کوئی مگر یعنی
 بمقتضائے بشریت ہر ایک کے دل میں کہی قال بدرے تردد و خلعان راہ پاتا ہے لیکن
 اللہ تعالیٰ بسبب توکل کے اوس کو لیجاتا ہے یعنی اگر یکم بشریت کے کچھ شک و ہم
 دل میں آجائے تو چاہیے کہ خدا پر توکل کرے اور اوس کام کو جاوے اوس ہم
 کا تابع نہ ہو اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ میں نے امام
 بخاری کو سنا وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے استاد یوں کہتے
 تے - وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ بَيْنَ هَبَّةٍ بِالنَّوْكَلِ یہ کلام میرے
 نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 وسلم کا ارشاد اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہنا چکین تو پھر اوسکی آنکھوں
 میں سرمہ لگا دین -

فصل بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکیں تو ہر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی کو بلا کر بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے دانہ کان میں اذان کہلاوین اور پھر بائیں کان میں اقامت یعنی بعد علی الفلاح کے قدامت الصلوٰۃ بھی کہنا چاہیے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُأَذِّنُ فِي أُذُنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَكَلَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَفَسَّالُ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ حَسَنٌ

یعنی ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے حسن بن علی کے کان میں اذان کہی جبکہ ان کو بی بی فاطمہ نے جنا مناد اذان نماز کے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ایک نسخے میں صحیح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور اقامت کہنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہو گا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اسکو ضرور ادا کرنا چاہیے اور یہ بھی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اسکا کوئی بزرگ اسکا

کا نون میں اذان اور اقامت کہے کہ یہ اولیٰ ہے اور اگر سنت ادا ہونے کے لئے
 کوئی غیر شخص بھی بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہے تو یہی درست ہے
 اذان اور اقامت کا کتنا وقت و لاوت کے اس واسطے چاہیے کہ سب سے پہلے نام
 اللہ تعالیٰ کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان میں پہنچ جاوے اور وہ اپنے خالق
 کا نام سب کلام سے پہلے سنے اور تخصیص اذان و اقامت کی اس واسطے ہو کہ
 شیطان اسکی آواز سے ہلکا نہ ہو اور اذان اور اقامت کی برکت سے انشاء اللہ
 تعالیٰ بچے کو اُمّ الصبیان کا مرض ہی نہیں ہوتا اور بچہ اس مرض سے پناہ میں رہتا
 ہے جیسا کہ ابو یعلیٰ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ
 مَنْ وَلِدَ لَهُ وَلَدًا فَادْنِ فِيْ اُذُنَيْهِ الْيَمْنٰی وَ اَقِمَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْيَسْرٰی
 قصہ اُمّ الصبیان یعنی جبکہ ہاں بچہ پیدا ہو پھر وہ اوس کے دہنے کان میں اذان کہے
 اور بائیں کان میں اقامت تو اُمّ الصبیان اوسکو ایذا نہ پہنچائیگی۔ جامع صغیر
 کی شرح یعنی غزیری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن السنی نے اس
 حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور تلخیص حیر میں بھی اس حدیث
 کو وارد کیا اور کچھ کلام اور سپر نہیں کیا پس اذان اور اقامت بچے کے کانوں میں
 کتنا ضرور ہے اور شرعۃ الاسلام میں منقول ہے کہ جب بچے کے کانوں میں اذان
 اور اقامت کہہ چکے تو پھر اوسکے بائیں کان میں یہ دعا بھی پڑھے **اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ**
بِرًّا نَفِیًّا وَاَنْتَ فِیْ الْاَسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کو بھی دو تین بار

پڑھے اُعِيذُ بِاللّٰهِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا احْتَدَ اور روضہ میں شرح
 مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادت سے لکھا ہے کہ فرزند نوتولد کے کان میں یہ دعا پڑھنا
 مستحب اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
 بعد اسکے کجور یا چوہا یا شہد یا کوئی اور بیٹھی چیز اوس کے تالو میں ملنا مستحب ہے
 اسی کو تحنیک کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہ عَنْہَا
 اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کَانَ یُوْتِیْ بِالْصَّبِّیَّانِ فِیْبَرِّکُ
 عَلَیْہِمَّ وَیُحْمِیْکُہُمُ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک
 لوگ بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر ہونے لاتے تھے
 آپ انکے حق میں برکت کی دعا فرماتے تھے اور ان کی تحنیک کرتے تھے اسکو
 مسلم نے روایت کیا لیکن کجور افضل ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے ابو موسیٰ کے لڑکے کے تالو میں کجور ہی چبا کے ملی تھی جیسا کہ مسلم کی دوسری
 روایت میں وارد ہوا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَنْتَبْتُ بِہٖ النَّبِیَّ
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فَسَمَّاهُ اِبْرَہِیْمَ وَخَشَّکَہٗ بِتَمْرِ تَہِ
 یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہتے ہیں میرے ہاں لڑکا پیدا
 ہوا پھر میں اوس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیگیا آپ نے اوسکا نام
 اے پناہ دیتا ہوں میں اوسکو اللہ کے ساتھ جو نژاد ہمارے بڑائی حسد کرنے والی سے جبکہ وہ حسد کرے
 اے یعنی اے اللہ بیشک میں پناہ دیتا ہوں اوسکو تیرے ساتھ اور اوسکی اولاد کو شیطان رائے

ابراہیم رکما اور کجور چاکر اوسکے تالو میں ملدی پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اوس کا کرنا بہتر ہے۔ علمائے لکھا ہے کہ چوہا را کجور شہد وغیرہ کے کھلانے سے بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کجور یا شہد وغیرہ دیکھیں تو اسوقت ایک آدھ پان میں ذرا سا چونہ کتہہ لگا کر تھوڑی سی زعفران ڈال کر پٹ کٹی وغیرہ میں کوٹ کے تھوڑا سا عرق اوسکا بچے کے حلق میں ڈال دین تاکہ نہانے وغیرہ کی سردی جاتی رہے بعد اسکے بچے کی حفاظت اور گھٹی اور زچا کی احتیاط کی تجویز کریں اور حال انکا اور فصلوں میں لکھا جاوے لگا۔

فصل پنجم کی گھٹی اور احتیاط کے بیانیہ

جاننا چاہیے کہ بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنی اور چوہا را یا شہد تالو میں لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچھ کر دو روز تک اولاً دوا دستون کی جس کو گھٹی کہتے ہیں سستی سستی نہ بہت گرم نہ ٹھنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہیں کہ ایک پڑے کی تہی انگلی کی برابر موٹی بنا کر گھٹی میں بگو کر بچے کے مونہ میں دین تاکہ اس طرح کی گھٹی پینے سے بچے کو دودھ پینے کی عادت پڑ جاوے چمچہ اور پھوئی سے گھٹی پلانے میں بچہ دودھ جو سنا بھول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ درست ہو کر خوب صاف ہو جاوے تو تیسرے روز بچے کو دودھ دین اور پانچ روز تک اس قاعدہ سے دودھ پلاوین کہ دو وقت دودھ دین تو ایک وقت گھٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب

جلد بخیر ہون سے ثابت ہوا جو کہ گھٹی واقعی مضر ہے اور ماں کا دودھ دینا چاہیے۔ لیکن اگر ضرورت ہو تو رٹڈی کا تیل اندر تالو میں لگانا کافی ہے۔

صاف ہوتا رہے اور بعد رسات روز کے پھر بچے کو دودھ ہی پلاوین لیکن نوین روز پھر گھٹی دین اس طرح سے کہ تمام دن مین دو تین بار گھٹی دین باقی وقتوں مین دودھ پلاوین اور اسی طرح سے ہر دو ہائی مین ایک روز پیشتر نہلانے سے بچے کو گھٹی دیا کریں اور چلے تک گھٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور رکھیں تاکہ بچے کا پیٹ خوب صاف ہو جاوے۔ اور بعد چلے کے جب تک دودھ پیتا رہے دوسرے تیسرے مہینے گھٹی دینا ضرور ہے تاکہ دودھ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا ہے اور اوس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہین اس گھٹی کے دینے سے نکل جائے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہو جائیگا تو اکثر امراض کا اندیشہ بھی نہ رہیگا اس واسطے کہ بہت مرض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہین اور ہر روز بچے کا ہاتھ نہ نہ کلا کان چڈھا وغیرہ کیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں اور کپڑے کی تہی بنا کر ناک بھی بچے کی صاف کر دیا کریں تاکہ بچہ صاف اور ستھرا رہے کہ دیکھنے والوں کو نفرت نہ آوے اور بچے کی عادت بھی صاف رہنے کی رہے اور ہاتھ گلے کان چڈھے وغیرہ مین میل بھی نہ جھینے پاوے کیونکہ اس سے بو آنے لگتی ہے اور بچے کا گوشت گلکار زخم پڑ جاتے ہین اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے تو پانی سے طہارت کر دیا کریں تاکہ بچہ پاک صاف رہے اور بو وغیرہ بھی نہ آوے اور سوائے عذائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن مین خارش اور سوزش بھی ہونے لگتی ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت اشارہ

کرنے کی سکھا دین تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکنے والا اسکو
 گود اور بستر سے علیحدہ کر کے پیشاب وغیرہ کرایا کرے تاکہ رکنے والے اور مان
 اور بچے کے کپڑے اور بچہ ہونے وغیرہ پاک صاف رہیں اور پیشاب وغیرہ کی بدبو
 بھی نہ آوے اور رکنے والوں کی نماز میں خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو غنڈک
 میں رکھنا نہایت اچھا ہے غنڈک اسے کہتے ہیں کہ ایک کپڑا گڑبڑہ گڑ کا نسب
 آدھ گڑ کا چوڑا اور سپر بچے کو ٹٹا کر اوسکے ہاتھ پانوں میں ہے کر کے گلے کے میان
 سے تختے تک بچے کے پیٹ دیتے ہیں اور اوسپر کوئی ناپا یا بند وغیرہ بھی باندھ
 دیتے ہیں غنڈک اس طرح سے کپڑے میں بچے کو پیٹتے ہیں کہ اوسکا صرف مونہ کھلا رہتا
 ہے باقی سب جسم لپیٹ جاتا ہے اور اس میں بچے کو نہایت ہی آرام ملتا ہے اور
 اس کپڑے کے پیٹنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتھ پانوں میں سیدھے رہتے ہیں
 اور پیشاب وغیرہ بھی اسی کپڑے میں جذب ہو جاتا ہے اور کپڑوں میں دھبیا نہیں
 لگتا اس لئے غنڈک کر دینا بہت بہتر ہے پس چاہیئے کہ چار پانچ کپڑے غنڈک
 کے واسطے بنالیں اور تین چار بار دن میں اوس کپڑے کو بدل ڈالیں اور دوسرے
 کپڑے کی غنڈک باندھ دین اور وہ کپڑا دھونے کو دیدیں۔ اسی طرح سے غنڈک کے
 کپڑوں کو بدلتے رہیں کہ اس میں کئی فائدے ہیں اور یہ رسم غنڈک کی عرب میں بہت
 جاری ہے اور افغانستان میں بھی اسکا نہایت رواج ہے اور بچے کا مونہ سوتے میں
 کسی کپڑے سے چھپا دیا کریں کھلا نہ کریں تو اوسے مونہ کھلے سونے کی عادت نہوے

ایسے کہ نہ کوئی لکڑی سونے سے سردی میں ہوا سے بچے کے کال وغیرہ ہٹ جاتے
 ہیں کہ جس سے بچے کو بہت ایذا ہوتی ہے اور کمبھی وغیرہ کی بھی احتیاط نہیں ہو سکتی۔
 اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو کسی کے ساتھ نہ سلاوین الگ سونے کی عادت ڈالیں الگ
 سونے میں بچہ توانا ہوتا ہے اور دوسرے کی بہا پ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے
 محفوظ رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کملائی سے بھی کم ہلتا ہے اور ہاتھ
 پاؤں کے دینے کا اندیشہ بھی نہیں رہتا ہے پس بچے کے الگ سلائے میں بہت
 فائدے اور مصالحتیں ہیں اور سکو الگ ہی سلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ
 کھٹوے پر اسے سلاوین اور اس کے دونوں طرف کی بیٹیوں سے ملا کر دونوں پلنگ
 اتار اور کھلائی کے بچہ یا دین تاکہ بچہ الگ سووے اور اس کے گرنے وغیرہ کی بھی محنت
 رہے اور بہت جھوٹے اور گود میں بچے کو نہ رکھیں کہ اس سے بچہ ناطاقت اور
 کمزور رہتا ہے اور اس کی عادت بھی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جھوٹے اور بے گود کے
 کسی وقت نہیں رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اس کی مان اور کملائی
 کو نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہ جھولا نہیں مل سکتا اور نہ
 ہر وقت بچے کو کوئی گود میں رکھ سکتا ہے پس ایسی حادثات بچے کی نہ ڈالنا چاہیے کہ
 جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ بھی تکلیف اوٹھاوے اور بچے کو ہرگز افیون کھانا
 نہ چاہیے کیونکہ اول تو افیون کھانا اور کھانا دونوں حرام ہیں دوسرے افیون کھانے
 سے بچہ کالا اور بد مزاج ہو جاتا ہے سوائے اسکے افیون نہ رہے اگر زیادہ ہو جاوے

تو بچے کی جان کا اندیشہ ہے سو سین سواے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔
 طبرانی نے کبیر بن ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ کَہْمَیْجَلُ
 شِفَآءَ کَہْمُ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکَ کَہْمُ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی تمہاری
 شفا اوس چیز میں جسکو تمہرے حرام کیا جامع صغیر میں اس حدیث پر صحت کی علامت کی
 ہے اور عرف الحادی میں لکھا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی اور ابن حبان
 نے اسکو صحیح کہا اور چھوٹے بچے کی احتیاط زیادہ ہو اسے رکھیں اس لئے کہ بچے
 کو موابہت جلد اثر کرتی ہے اور اوسکی سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا
 ہو جاتے ہیں پس چاہیے کہ اکثر اوسکو گرم کپڑا پہنائے رہیں اور سردی کے وقت بند
 اور گرم مکان میں جہاں ہو کالم آتی ہو رکھیں اور گرمی میں بہت سرد مکان میں بھی
 نہ رکھیں غرض کہ بچے کو بہت سردی اور گرمی سے بچاتے رہیں اور ہر وقت بچے
 کی طبیعت کا دھیان رکھیں کیونکہ اوسکا مزاج بہت نازک ہوتا ہے سردی گرمی
 اوس کو جلد اثر کرتی ہے اسکا بہت ہی خیال رکھنا چاہیے جس وقت ابر ہو یا مینہ
 صاف کا برسا ہو یا جاڑا زیادہ پڑتا ہو تو اوس وقت بچے کو نہلانا چاہیے جب
 پانی برس چکے ابر کھل جاوے اور دھوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس وقت
 بچے کو نہلانا چاہیے اس لئے کہ سردی اور ابر وغیرہ میں نہلانے سے بچے کو اکثر
 امراض پیدا ہوتے ہیں اور بعض اوس میں سے مہلک بھی ہوتے ہیں کہ جس سے بچے کی
 جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے گلے نہ کرادیں کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے

اور اُس کی عادت بگڑ جاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لئے شریع شریف میں اسکی ممانعت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے کی نہ ڈالیں اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہیں ورنہ لیپ وغیرہ کر دیا کریں اور جب تک بچہ دودھ پیتا رہے چاہیے کہ اُس کی مان یا آٹا جو جیکا دودھ پیتا ہو دو سے تیسرے دن توڑا ساق سوئف کا پلا دیا کریں اور اسی طرح بچے کو بھی ایک چمچ عرق سوئف کا دو سے تیسرے روز دیدینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ میں کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودھ پلانے والی کے کمانے وغیرہ کی کسر بچے کو کچھ ضرر نہ کرے اور اسکا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس سے وہ ہمیشہ کو تندرست اور توانا رہے

فصل زچاکی احتیاط کے بیانیہ

جاننا چاہیے کہ جب عورت کے بچہ ہو چکے اور آلول بھی نکل چکے اس وقت زچا کو بیٹھا کر اس کے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے چٹک کر خوب دبا دیں اور نیچے کو سونٹیں تاکہ جو کچھ خون فاسد اور خراب ہو نکل جاوے پھر زچا کو کپڑے پہنا کر لینگ پر آہستہ

ابو بخاری رحمہ اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدُوْا اَمْسِيَةً لَكُمْ بِالْغَيْرِ مِنَ الْعَذَّةِ وَلَا عَلَيْكُمْ بِالْفَيْسِ يَعْنِي النَّسْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ بِنِ فَرَايَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے نہ عذاب کر دو تم اپنے لڑکوں کو ساتھ دبانے کے ہاتھ سے یا کپڑے سے بیماری خلق کو اور لازم ہے تمکو استعمال کٹ کا ف عذرہ ایک بیماری ہے جو ش خون سے بچوں کے خلق میں پیدا ہوتی ہے اس کے دفع کے لئے دایاں بچوں کے نالو کو انگوٹھے سے دبا دیں اور بائیں سے سیاہ خون نکلتا ہے آپنے اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکا علاج کٹ سے کرو یعنی اسکو بائی من حل کر کے خاک میں ٹپکا دیں اسکو سھوٹا کہتے ہیں پس وہ

سے چت لٹا کر آٹھ نوگز سنگین کپڑا بے کلاپ مثل مثل یا نین سکمہ وغیرہ کے چار تہ کر کے زچا کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کینچن کر باندھیں اور اسی طرح سے اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچا کے پیٹ کو دو دن وقت قابیلہ سے بندھا دیا کریں اگر کسی کے پیٹ پر دانے وغیرہ ہو جاویں اور پٹی باندھنے میں زیادہ ایذا ہوتی ہو تو تین روز اسی طرح سے زچا کے پیٹ کو باندھنا نہایت ہی ضرور ہے کہ اس سے جوڑ جوڑا اسکے اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور خون کی آمد بھی زیادہ ہوتی ہے اور زچا کے سر پر کساؤ باندھ دے تاکہ ہوا سر کو نہ لگے پھر رضائی وغیرہ اوڑھا کر ہوا سے بہت احتیاط رکھیں اور کم سے کم چار پیر تک اسکو چپت ہی لیٹا رکھیں نہ کروٹ لینے دین اور نہ بیٹھنے دین اس لیے کہ اس سے بدن کے نکل آنے کا اندیشہ ہے اور جب پیٹی باندھ چکیں تو ایک پیرا پیلے پان کا بنا کر او میں زعفران یا مشک ڈال کر زچا کو کھلاویں تاکہ اسکی گرمی جبرون تک پہنچے اور آٹھ پیر تک زچا کو سواے پان کے اور کچھ نہ کھلاویں اور پینے کو سونف کا عرق گرم کر کے دین بعد آٹھ پیر کے صرف دس پندرہ دانے منقہ کے اور پانچ سات دانے بادام کے ورق طلا اور نقرہ لگا کر زچا کو کھلاویں

لیکن جدید تجربوں سے فائدہ دینا مضرت ثابت ہوا ہے چار پیر کے بعد بکری کی بخنی یعنی آب جوش - آش جو دودھ - چار دینا چاہیے - اگر دودھ پلانا منظور نہیں ہے تو ہلکے قسم کے عمود بیکٹ جو نہایت زود ہضم ہوتے ہیں دے جائیں - لیکن میدہ وغیرہ کے بیکٹ جو معمولی قسم کے ہوتے ہیں ہرگز نہ دے جائیں - رقیق غذا سے دودھ زیادہ ہوتا ہے - تیسرے روز تھولی - شریدا - اور کوئی ہلکی غذا دینا چاہیے -

اور دوسرے وقت بھی یہی کملاوین اسی طرح سے تین روز تک اسی قدر منقی
 اور بادام ہی پر اکتفا کریں زیادہ ندین اور پیٹنے کو وہی سولف کا عرق لیکن بعد آٹھ
 کے بچے ہونے سے ٹنڈے عرق دینے کا مضائقہ نہیں بوتل کا نکلا ہوا عرق
 پلاوین غرضکہ تین روز تک سوا سے منقی اور بادام اور بوتل کے نکلے ہوئے عرق کے
 اور کوئی چیز کمانے پینے میں زچا کو ندین بعد تین دن کے فوجان بکری یا چوزہ مرغ
 کی بخنی بنا کر زچا کو پلاوین اور اوس بخنی میں دھنیا کم ڈالیں ایک وقت میں ایک
 چائے کی پیالی کے انداز سے زیادہ نہ پلاوین تین روز تک دو وقت بھی بخنی پلانے
 رہیں اور اگر پچ میں زچا کو کچھ اشتہا معلوم ہو تو وہی پانچ سات دانے منقی کے دینا
 اور پیٹنے کے واسطے سولف کا عرق کسی مٹی کے آبخورے وغیرہ میں ٹنڈا کر کے پیاس
 کے وقت زچا کو پلاوین اور جس کو پیاس زیادہ اور عرق سولف کا گرمی کرتا ہو تو مکہ
 اور گاوڑبان کا عرق ملا کر پلاوین غرضکہ سات روز تک کمانا اور پانی مطلق ندین
 اس لئے کہ ابتدا میں رزق کمانے اور پانی پینے سے مادہ فاسد حیض کا باقی رہتا
 ہے اور اس سے زچا کو بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے اور طرح طرح کی
 بیماریاں پیدا ہوتی ہیں خصوصاً مرض ریح کے زیادہ پیدا ہوتے ہیں پس جہاں تک
 ممکن ہو رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکھیں اکثر حکیموں سے ایسا سنا ہے کہ اگر
 زچا چالیس روز تک پانی نہ پئے تو اوسکو کوئی مرض ریح کا نہیں ہوتا لیکن اشتہا
 پر ہیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے پس کم سے کم سات روز تک بہت احتیاط رکھیں جب

۱۲ ہٹوان روز ہو تو اس کو اس طرح سے غذا کلا دین کہ نری بکری یا مرغ کے شور بے
 میں ایک یادو پہلکے کا خرید بنا کر دین اور چانول مطلق ندین پانی کو سونے یا لوہے
 یا فقط اینٹ سے بجا کر کھنا کھنا پلا دین ٹنڈا اور کچا پانی ندین بجا ہوا اور سہنا سہنا
 پانی پلانا چاہیے اس لئے کہ ٹنڈا پانی پینے سے اکثر زچاؤن کو کو سہ ہو جاتی ہے اور
 سونے کا گچھا ہوا پانی زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ اول روز زیادہ
 پانی نہ پلا دین صرف کمانے کے وقت آدھے یا پون آجھورے سے زیادہ ندین
 غرض کہ ایک دور ورت تک اس طرح پانی پلانا چاہیے کہ کمانے کے وقت تو پانی دیا
 جاوے پھر اگر بچ میں زچا کو پیاس معلوم ہو تو پانی ندین عرق پلا دین اور دس روز تک
 یہ قاعدہ رکھیں کہ ایک بار پانی دین تو دوسری بار عرق پھر دوبار پانی دین تو ایک بار
 عرق غرض کہ پانی زچا کا بتدریج بڑھا دین کیسا رنگ نہ پانی پر کفایت نکرین اور رات
 کو اگر زچا پانی مانگے تو عرق ہی پلا دین پانی ندین اور بعد دس روز کے پھر عرق پلانا
 موقوف کریں تازہ بجا اور ٹنڈک دو کر کیا ہوا پانی پلا دین رات کا بجا اور ٹنڈا
 ندین صبح اور شام دونوں وقت میں روز تک اسی طرح کا پانی پلا دین بعد میں
 دن کے پھر ٹنڈے پانی دینے کا مضائقہ نہیں لیکن کچا اور باسی ندین اور غذا میں
 چانول کم کلا دین گئی اور مٹھاس ہی زیادہ دینا چاہیے اور یہ احتیاط کمانے پینے
 میں ایک مہینے تک ضرور ہے پھر اتنی احتیاط کی حاجت نہیں لیکن سرد اور ترش
 ۱۳ نام بیماری ۱۲ عوش دیا ہوا پانی تازہ سا دینا چاہیے عرق سونف بعض زچاؤن کے
 لئے مفید ہے ۱۲

چیزوں سے دوچار مہینے تک پرہیز کرنا ضرور ہے کہ اس سے خوف ورم وغیرہ کا ہے
 اور زچا کے سر میں تیل خوب ڈالیں اسلئے کہ خون کے نکل جانے سے دماغ میں جو خشکی
 اور ضعف پیدا ہوا ہے اس تیل کے لگانے سے جانا رہیگا اور دماغ میں طاقت
 آویگی اور یہ بھی چاہیئے کہ زچا کی آنکھوں میں ہر روز کو راکا جل لگادیں کہ اس سے
 آنکھوں کو قوت رہتی ہے اور زچا کے پیٹ پر کسی طرح کی مائش نہ کرادیں کیونکہ مائش
 کرنے سے سب رگ پٹھے نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں پھر ہر وقت حاجت پیٹ ملوانے
 کی رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بھی مثل مشتری یا جہاڑ یا سمیٹ وغیرہ کے
 انکراوین اس واسطے کہ جہاڑ وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہو جاتا ہے اور سمیٹ کے
 لینے سے دوسری بار کے جھنے میں عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرض کہ بعد
 بچہ ہونے کے پھر کسی طرح کی دوا اور مائش پیٹ کی ہرگز نہ چاہیئے بلکہ قابلہ کو پھر کسی طرح
 کی دستکاری وغیرہ نہ کرنے دیں اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام دالی گری کا قابلہ
 نہ لیں اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچا کو نہ نہلا دیں ساتویں روز اس طور سے
 کہ چڑھتے دن گرم وقت نہار مو نہ نہلا دیں اور سر میں اس کے پہلے خشخاش پیکر ملیں اور
 ہر جوڑ پر ایک ایک زردی انڈے کی بعد اسکی زرد گرم پانی سے سر اوسکا دھوئیں پھر
 باوام اور زعفران ملا کر زچا کے تمام بدن پر ملیں اور بالونے کو پانی میں جوش دیکر زردے
 اوس پانی سے اوس کے تمام بدن کے ہرہر جوڑ کو خوب دھوئیں اور بند ہی دھار سے پانی
 ڈالیں کہ اوس جوڑ پر زور سے پڑے جب سب جوڑ دھو چکیں تو اوس بالونے کے پانی

کے چار پانچ لوٹے بہر کر زچا کے زیر ناف اس طرح سے ڈالیں کہ اوسکی دہار زور سے
 زچا کے پیڑ پر معلوم ہوتا کہ اوس کی گرمی سے آمخون کی زیادہ ہو جاوے اور پانی باجوئے
 کا اسقدر زیادہ رکھیں کہ دہار نے وغیرہ میں کم نہ پڑے جتنا زیادہ دہار جاوے گا اوتنا ہی
 زچا کے جوڑون کو مفید ہوگا لیکن جہاں تک ہوسکے نملانے میں جلدی کریں مگر پہلے
 سے نملانے کی جگہ کو کہہ دیا وہاں کی بند ہو آگ سے خوب گرم کر لیں اور بعد نملانے
 کے بھی کسی بند مکان میں ہوا سے بچا کر بٹھا دیں اور انگلیٹھی وغیرہ بھی آگ سے بہر کر
 اوسکے پاس رکھ دیں اور سر کے بالوں کو بھی جلدی سے خشک کر لیں اور گرم کپڑے
 پہنا دیں بعد اس کے دہی غذا جو اول لکھی گئی یعنی شوربے میں پہلا کھگو کر کھلا دیں
 اور دہی آدھا آبخورہ کجے ہوئے پانی کا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے پلا دیں بعد اسکے
 پہلے پکے پان کے پیڑے میں زعفران یا مشک ڈالکر کھلا دیں اور اسی طرح کا
 بیڑا نملانے میں بھی دیوں اور اسی قاعدے سے ہر چلے یعنی دسویں اور بیسویں اور
 چھینے پر نملادیں جب چالیسویں روز بڑا چلا ہو تو اوس دن اپنی عادت قدیم کے
 موافق نملادیں یعنی پھر حاجت ان دواؤں کی نہیں ہے لیکن سردی اور ہوا وغیرہ
 کی احتیاط رکنا ضرور ہے اس واسطے کہ جننے سے عورت ضعیف اور ناتوان بہت
 ہو جاتی ہے اور ضعف کے سبب سردی وغیرہ جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلا نملانے
 کے چاہیے کہ دور کحت نماز شکرانے کی پڑھے اسلئے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایسے
 صدر عظیم سے بجا کر اپنے فضل و کرم سے صحت اور تندرستی عنایت کی کہ گویا دوا

زندگی عطا فرمائی اوس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اوس کی بندگی اور منت کرنا اور اوس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اور اپنی اولاد کی صحت اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضرور ہے تاکہ ارحم الراحمین اسپر اور اسکی اولاد پر اپنی مہربانی فرما کر دونوں کی عمر دراز کرے اور دنیا اور آخرت کا چین اور آرام نصیب فرما دے اور یہ بھی زچا کو چاہیے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلے تک خاوند کے پاس بجاوے اگرچہ درمیان چلے کے پاک بھی ہو جاوے چلے کے اندر جب پاک ہو جاوے یا یہ مدت پوری گزر جاوے حکم نفاس کا جانا رہتا ہے بہر نماز روزہ منع نہیں بلکہ اوسی وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے چالیس روز کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہیے۔

فصل بچے کے دودھ پلانے کے بیان میں

جانتنا چاہیے کہ اگر بچے کو مان کا دودھ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی دن زچا کے شور باٹنے اور دودھ کے اوترنے کا ہے اولاً کسی بڑی عمر کے دودھ پیتے بچے کو اوس کا دودھ پلو این تاکہ وہ بچہ اوس جیسے ہوئے دودھ کو خوب چوسے اگر کوئی ایسا دودھ پیتا بچہ نہ لے تو دودھ کیمنچنے کے شیشے سے جیسے ہوئے دودھ کو نکال ڈالیں یا گرم پانی بوتل میں بہرین جب وہ گرم ہو جاوے خالی کر کے اوسے

۱۷۔ جدید تحقیقات یہ ہے کہ پہلے ہی روز بچہ کو مان کے دودھ لگانا چاہیے کیونکہ چیکے سے بچہ کو دست ہو جاتے ہیں اور یہی چیکہ گھٹی کا کام دیتا ہے۔

گرم پتل کو جس کی بہا پ نہ نکلی ہو زچا کی چہاتیوں میں لگا دین تاکہ اوہمیں سب جہا ہوا
دودھ جبکہ ہندی میں چپکا کہتے ہیں کچ آوے پر اس دودھ کے خوب صاف ہو جانے
کے بعد اپنے بچے کو پلا دین غرضکہ جہا ہوا دودھ یعنی چپکا ہرگز بچے کو نہ پلا دین اس لئے
کہ یہ دودھ اوسکو نہایت نقصان اور ضرر کرے گا اگر مان کو اپنا دودھ پلانا منظور نہ ہو
تو چاہیے کہ اپنی چہاتی ہرگز بچے کے مونہ میں نہ دے کیونکہ اوسکا مونہ رنگنے سے
دودھ زیادہ اترتا ہے پرنہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ پتل
وغیرہ سے اوس جھے ہوئے دودھ کو کینچ ڈالیں اس واسطے کہ اوس کے رہنے
سے چہاتیان پاک جاتی ہیں اور اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور دوبار
جننے میں اوہیں دودھ بھی کم ہوتا ہے پس بعد نکالڈالنے چیکے کے لیپ دودھ کے
خشک کرنے کا لگائیں اور اس کے لئے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید
ہے اولٹی انگلیا کا پھننا اور مسور کا لیپ بھی دودھ خشک کرتا ہے مگر اس کے لیپ
میں یہ نقصان ہے کہ دوسرے وقت کے جننے میں دودھ کم ہو جاتا ہے اس واسطے
سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کریں کہ اوہمیں کوئی نقصان نہیں جب آنا کا دودھ پلوانا
منظور ہو تو اس امر کا خیال رکھنا ضرور ہے کہ جس عورت کو واسطے دودھ پلانے کے
مقرر کریں اول اوسکا دودھ دیکھ لیں اگر اچھا ہو تو اوسی عورت سے پلوادین ورنہ بعد
شناخت کے جگہ دودھ بہتر ہو اس سے پلوادین چچان عمدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور
پتلا خوب صاف ہو زرد اور گاڑھا اور اوہمیں کسی طرح کی چکنائی خواہ ہٹکی یا جالا وغیرہ نہ ہو

اور یہ بھی دودھ کے اچھے ہونے کی پہچان ہے کہ اوسمین ایک جون ڈال دین اگر
زندہ رہے اور تیر جاوے تو جانین کہ یہ دودھ اچھا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیے
اگر وہ جون مر جاوے تو اچھا نہیں پس ایسا دودھ ہرگز نہ پلا دین کہ بہت نقصان کرتا ہے
اور لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودھ پلانا مفید ہے اور اس کا لحاظ
بھی چاہیے کہ اتنا جوان ہو میں بچیس برس کی عمر سے زائد نہ واس واسطے کہ جوان عورت
کا دودھ بوڑھی عورت کے دودھ سے زیادہ قوت اور طاقت رکھتا ہے اور بچے
کے لئے نہایت مفید ہے اور دودھ بھی اوسکا تازہ ہو یعنی بچہ اوسکا چہ سات
مہینے سے زیادہ کا نہ واسطے کہ بڑے بچے کی مان کے دودھ کم ہوتا ہے اور اوس سے
دو بچوں کا پیٹ بڑنا مشکل ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بچے کو روزیل اور بدخلق اور
احمق اور فاحشہ اور بچیا عورتوں کا دودھ نہ پلا دین کیونکہ دودھ بدن میں تاثیر کرتا
ہے اور اوسکا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون تفسیر نراہی میں لکھا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق اور فاحشہ عورتوں
کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ ان کا دودھ پلوا یا کرو اس واسطے کہ دودھ بدن میں تاثیر
کرتا ہے اور بچے کو اوسکا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب کوئی عورت
دودھ پلانے کے لئے مقرر کر دین تو ان شروط مذکورہ کا ضرور خیال رکھیں یعنی وہ
عورت اچھے اور تازے دودھ کی جوان اور شریف پرہیزگار خوش خلق اور حیا دار ہو

۱۵ نیل گون دودھ کم زور بنایا جاتا ہے۔ زرد خراب ہوتا ہے۔ سفید قوی اور مفید ہوتا ہے۔ ۱۱

پہر جب ایسی آتا سے دودھ پلانے کا قصد ہو تو دو ایک روز پیشتر دودھ پلانے
 سے غذائے لطیف اور زود ہضم مثل تولی یا ثرید یا کچڑی کے کما دین لیکن کچڑی
 اور تولی شوربے کے ساتھ دینا چاہئے مگر یہ شوربا بوڑھی بکری گائے بھیڑ وغیرہ کا
 نہ ہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہیں اور اسی طرح ہمیشہ آنا کو ثقیل اور
 بادی چیزیں مثل گائے کے گوشت اور بیگن وغیرہ کے نہ کما دین اور سرد اور ترش
 چیزیں بھی نہ دین اس لئے کہ یہ سب چیزیں بچے کو ضرر کرتی ہیں مرقع اور گئی بھی کم
 دینا چاہئے مٹھاس اور دودھ جوتے پانچوین دن آنا کے کمانے میں اگر دیا جاوے
 تو کچھ قباحت نہیں مگر یہ چیزیں آنا کو کثرت سے دینا نہ چاہئیں کیونکہ بہت شیرینی
 کمانے سے بچے کے پانچخانے کی جگہ ایک قسم کے کھڑے باریک باریک پیدا
 ہو جاتے ہیں جسکو ہندی میں چنچنے کہتے ہیں اور اس سے بچے کو ایذا اور تکلیف بہت
 ہوتی ہے کہ پانچخانے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے اور اس جگہ خارش بہت ہوتی ہے
 اور دودھ کے بہت استعمال کرنے سے کماشی اور زکام اور آنکھ میں دکنے کا اندیشہ
 ہے غرض کہ دودھ پلانے والیوں کو سب چیزیں دن سے جو اوپر مذکور ہوئیں پرہیز کرنا
 ضرور ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئیں اور بہت
 گرم کما نہ بھی نہ کما دین اور قابض چیز کے کمانے سے پرہیز کریں سرد ہوا اور سردی
 سے خصوصاً بارش اور سردی کے موسم میں نہایت احتیاط رکھیں اس واسطے
 کہ ابر اور بارش کی فصل میں ایسی چیزوں کے کمانے سے بچے کو اندیشہ مہلک

بیماری کا ہوتا ہے یعنی اکثر بچوں کو پہلی کا مرض جس کو عورتیں باد لون کی بیماری
 کہتے ہیں ہو جاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے اور یہ بھی چاہئے کہ سردی اور
 بارش میں نہانے سے بہت بچیں یعنی جس دن سردی زیادہ یا مینہ برتا ہو اس
 دن ہرگز نہ نھائیں جب پانی تم جاوے دھوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اس
 وقت نہ نھائیں اور گیلے بال بچے کو دودھ نہ پلا دیں جب بال خشک ہو جاویں
 تو پہلے توڑی سی روٹی کھالیں پھر دودھ پلا دیں اور جب خوب ہوک لگے
 اس وقت کمانا کما دیں کیونکہ بے ہوک کمانے سے اندیشہ سوسہضمی کا ہوتا ہے
 اور دودھ پلانے والی کی سوسہضمی سے بچے کو بھی نقصان ہوتا ہے اس واسطے اس
 کو زود ہضم اور ہلکی اور نرم چیزیں مثل تھولی اور کچڑی اور روٹی بکری کے شوربے کے
 ساتھ کھلاتے ہیں تاکہ سوسہضمی کے ضرر سے وہ اور بچہ دونوں محفوظ رہیں دودھ پلانے
 کے زمانے میں اگر کوئی دودھ پلانے والی حاملہ ہو جاوے تو اس کا دودھ ہرگز ہرگز بچے
 کو نہ پلا دیں کیونکہ یہ دودھ چیکا ہو جاتا ہے اور ایسا دودھ بچے کو نہایت نقصان کرتا
 ہے اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودھ بھی نہایت مضر ہے پس جب تک بچہ
 دودھ پئے دودھ پلانے والی اور بچے کے مان باپ کو ان سب باتوں کا جو اوپر
 گذر چکین خیال رکھنا ضرور ہے اور مدت دودھ پلانے کی اکثر علما کے نزدیک سول
 مقرر ہیں اس لئے کہ دو سہ پارے میں قرآن شریف کے اللہ تعالیٰ نے
 ارشاد فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَتَّىٰ كُنَّ كَالْكَافِ

ثابت ہے غرضکہ انہیں مدتوں کے اندر دودھ چھوڑنا چاہیئے یعنی اگر بچہ قوی ہو تو پونے دو برس تک پلاوین اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کر لیں اور اگر ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑھائی برس تک دودھ پلاوین زیادہ اس سے نہ بڑھاوین اگرچہ بعض عالموں کے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بھی ہے۔

باب چہارم فصل عقیدے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ عقیدہ کیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان میں چہرے کاٹنے کے ہیں اسی لیے شرع کی بول چال میں عقیدہ اس قربانی کو کہتے ہیں جو کہ ساتویں دن بچے کی پیدائش سے ذبح کی جاتی ہے اور کبھی حقیقتہ بچے کے بالوں کو بھی کہتے ہیں آئین علماء کا اختلاف ہے کہ عقیدہ واجب ہے یا سنت یا مستحب علماء ظاہریہ یعنی جو لوگ ظاہر ہمیشہ پر عمل کرتے ہیں اور حسن بصری رضی اللہ عنہ عقیدے کو واجب کہتے ہیں ایسے ہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور ان کے سوا اور اکثر علماء کے نزدیک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲ - عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچہ دو برس سے زیادہ بیٹے میں نہیں رہتا اگر عقیدہ نکلے کے سایہ کے ہو دار قطنی نے جمیلہ بنت سعد کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ میں نے زیادہ کرتی عورت حمل میں دو برس پر بقدر اوس چیز کے کہ جو بچے کے عمو کا سایہ اور روایت کی دار قطنی نے ولید بن مسلم کے طریق سے انہوں نے کہا میں اس حدیث کا حال امام مالک رحمہ اللہ سے

سنت ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض
 کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک نفل ہے امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہیں کہ حقیقہ
 مستحب ہے اس لئے کہ امام احمد اور ابو داؤد و نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہوں
 نے اپنے باپ شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا قَالَ مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَقِيقَةِ فَقَالَ لَا أَحَبُّ الْعُقُوقِ وَكَأَنَّهُ كِرَّةُ الْأَسْمِ
 فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا سَأَلْنَاكَ عَنْ أَحَدِنَا يُؤَلِّدُكَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ
 يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيُفْعَلْ عَنِ الْعُكُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَاَتَانِ
 عَنِ الْجَبَارِيَةِ سِتَاةٌ یعنی عمرو کے دادا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم عقیقے سے بوجے گئے آپ نے فرمایا میں عنقوت کو دوست نہیں رکھتا
 گویا اس نام کو کہ وہ رکھا گوگون نے غرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے یہ پوچھتے
 ہیں کہ ہم میں سے کسی کے بیان بچہ پیدا ہوا فرمایا جو شخص تم میں سے دوست رکھے
 کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو او سے چاہیے کہ کرے لڑکے سے دو کبریاں
 برابر اور لڑکی سے ایک بکری اس حدیث شریف سے عقیقے کا مستحب ہونا
 صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے کہ جو شخص تم میں سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳ - پوچھا وہ انہوں نے فرمایا یہ کون کتا ہے یہ ہماری پڑوسن محمد بن عبد اللہ

کی بی بی ہر حمل اسکا چار برس کا ہوتا ہے یہی بے کتا تائید کرتا ہے اس قول کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کا قول کہ انتظار کرے مفتوحہ کی عورت چار برس کا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نصب البراہین میں خرچ

دوست رکے کرے بلکہ صاف مزہج افرماتے رہیں وہ حدیثیں جنہیں لفظ بہن یا
 امر ہے سو بہن سے وجوب نہیں نکلتا اوس کے اور معنی بہن اور بربیل حدیث مذکور
 کے امر وجوب کے واسطے نہیں ہے بلکہ امر تنجیابی ہے جیسا کہ بخاری نے
 سلمان بن عامر رضی سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْعُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاهْرَبُوا عَنْهُ دَمًا وَارْمِطُوا عَنْهُ أَدَى
 یعنی سلمان نے کہا سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
 ساتھ پیدا ہونے والے کے کے عقیقہ ہے پس فرج کرو اسکی طرف جانور اور دو رکرو اس
 سے ایذا یعنی بال سر کے اور بیل وغیرہ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْعُلَامُ مَرْثِيٌّ بِعَقِيقَتِهِ يَنْجُو عَنْهُ يَوْمَ السَّاعِ
 وَيُسَلِّمُ وَيُخْلَقُ رَأْسُهُ یعنی حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ بے سبب یا بے
 اپنے عقیقے کے فرج کیا جاوے اوس سے۔ مالوین دن اور نام رکھا جاوے یعنی
 ساتوین دن اور موٹا جاوے سر اوسکا اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابو داؤد
 و نسائی نے روایت کیا اگر روایت ابو داؤد و نسائی میں مَرْثِيٌّ کی جگہ رَحِيلَةٌ
 ہے اور ایک روایت احمد و ابو داؤد میں بجائے ویسی کے لفظ یافعی ہے ابو داؤد
 نے کہا لفظ ویسی صحیح تر ہے بہن کے معنی میں علما کا اختلاف ہے اکثر نے یہ کہا کہ
 بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق میں یعنی جس بچے کا عقیقہ

ہوا اگر چھٹپنے میں مرجا دیکھا تو وہ قیامت کے دن مان باپ کی شفاعت نہ کرے گا
 امام احمد رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ ہلایون اور سلتی
 آفات اور زیادتی نشوونما سے روکا گیا ہے یعنی جب تک اس کا عقیقہ نہ ہوگا
 اکثر علیل و بیمار رہے گا بعض نے یہ کہا کہ اذی و پلیدی کے ساتھ گروہے جیسا کہ
 پہلی حدیث میں گذرا اَمِطُوا عَنْهُ اَذًی یعنی بال اور میل کھیل وغیرہ اس سے
 دور کرو پہلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتویں دن عقیقہ
 کرنا چاہیے اگرچہ علمائے اسکی مدت بھی زیادہ کر دی ہے یعنی یون لکھا ہے کہ اگر
 کسی ضرورت سے بچہ کا عقیقہ ساتویں روز نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن
 کرے اگر ان دنوں میں بھی نہ ہو سکے تو جب ممکن ہو اس وقت کر دے مگر
 اس قول پر کوئی دلیل صریح حدیث سے معلوم نہیں ہوتی پس ساتویں دن عقیقہ
 کرنا اولیٰ افضل ہے گو کسی ضرورت قوی سے تاخیر بھی جائز ہو مثلاً بچہ کچھ ایسا
 بیمار و علیل ہو گیا کہ اس کے سر کو پانی لگانا ضرر کر رہا ہے تو چودھویں یا اکیسویں
 روز اس کا عقیقہ کرنا مضائقہ نہیں لیکن جہاں تک ہو سکے چلے کے اندر ہی عقیقہ
 کر دے زیادہ دیر نہ کرے اور بغیر ضرورت قوی کے ساتواں روز عقیقہ کا نہ ٹمائے
 یعنی جب ولادت کو چہ روز گذر جاوے تو ساتویں روز بچے کو نہلا کر مسلمان
 ٹائی سے اس کا سر منڈوا دے نہ ہندو سے اور اسی دن عقیقہ کا جانور
 بھی ذبح کر دے کیونکہ حدیث مذکورہ میں مراد ذبح سے یہی عقیقہ کا جانور ہے اور آوی

دن بچے کا نام رکھنا ہی سنت ہے اس لئے کہ یہی اسی حدیث سے ثابت ہے
 غرض کہ ان سب امور کے ادا کرنے کا حکم ساتویں ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت کے
 اسی روز کرنے چاہئیں تاکہ خلاف سنت کے نہ ہو مگر ذبح کرنا جانور کا بچے کے
 سر منڈاتے وقت چاہیے اگر لڑکا ہو تو دو بکریاں ذبح کرے اور جو لڑکی ہو تو
 ایک بکری یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضرور نہیں کہ بیٹی کی طرف سے بکری ہو
 اور بیٹے کی طرف سے بکری چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف میں آیا ہے جس کو
 ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے عَنْ اُمِّ كُرَيْبٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَنِ الْعَلَاءِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيتَةِ
 شَاةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذِكْرُ أَنْكَنْ أَمْ إِنَّمَا نَسَا یعنی ام کرز سے روایت ہے
 انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
 لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقہ
 میں اور ضرور نہیں کرتا تم کو یہ کہ وہ نہ ہوں یا مادہ یعنی یہ وہ بیان نہ کرو کہ لڑکے کی
 طرف سے نہ چاہئیں اور لڑکی کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا
 کہ عقیقہ میں جانور کے نہ مادہ ہونے کی کچھ قید نہیں صرف لڑکے کی طرف سے
 دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علما نے یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکے
 کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے اگر کوئی
 شخص لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں ایک ہی بکری ذبح کرے تو یہی درست ہے

جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا
 وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تروا
 ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین
 رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں ایک ایک دنبہ اور نسائی کے نزدیک دو دنبے اس سے
 یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقے میں بکری کی تخصیص نہیں ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے
 دنبہ اور عقیقے میں بھیڑ ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بکری اور بھیڑ ایک
 سال سے اور دنبہ چھ مہینے سے کم کا ہوا اور کچھ عیب دار بھی نہ ہو یعنی لنگڑا والا اندھا
 بہت دُبلابھی نہ ہو بلکہ جو شہر طین اور صفین قربانی کے جانور میں چاہیں اور سب کا
 عقیقے کے جانور میں ہونا بھی ضرور ہے۔ جب بچے کا سر مٹا چکے تو اوس کے بالوں
 کے ہموں چاندی خیرات کرے علمائے سونا دینا بھی جائز لکھا ہے یعنی اگر کسی کو
 مقدور ہو اور وہ بچے کے بالوں کی برابر سونا خیرات کرے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر امام حسن
 رضی اللہ عنہ کے بالوں کے ہموں چاندی ہی دینی تھی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا
 ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
 قَالَ عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةً وَقَالَ
 يَا فَاطِمَةُ احْلِي فِي رَأْسِكَ وَتَصَدَّقِي بِزِينَةِ شَعْرِهِمْ فَضَةً فَكَانَ دَرَاهِمًا أَوْ
 بَعْضُ دَرَاهِمٍ رَوَاهُ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ عَرَبِيٌّ وَاسْنَادُهُ كَأَيْسَرِ عُمَيْسٍ

لَا نَكْفِيكَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَلَيْهِ إِلَّا بِطَالِبٍ یعنی روایت ہے محمد بن علی حسین سے
یعنی امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام سے کہ نقل کی
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہ کما عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت امام حسن کی طرف سے ساتھ ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اے فاطمہ مونڈ تو سر اوسکا اور لے دے ہموزن اوسکے بالون کے چاندی
پس وزن کیا بنے بالون کو تو اوندکا وزن ایک درہم پادہم سے کم تھا روایت کیا اسکو
ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متقص نہیں ہے اس لئے کہ
محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہیں پایا پس اس حدیث سے چاندی
دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولیٰ ہے اس لئے کہ سونا دینے
میں ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور اہل بیت سے بڑھ کر مرتبہ میں کسی کی
اولاد نہیں ہے پس جو اون کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا افضل اور اعلیٰ ہے پھر
اوس کے بالون کو زمین میں دفن کر دے یا دریا میں ڈال دے اور سر منڈانے کے بعد
کوئی خوشبودار چیز مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر مل دے کہ یہ سنت ہے حالانکہ
کا خون نہ ملے کیونکہ یہ رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ بُرَيْدَةَ
قَالَ كُنَّا فِي الْحَاجِلِيَّةِ إِذَا أُؤْتِيَ أَحَدُنَا عِلْمًا دَخَلَ سَائَةً وَلَطَخَ
رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَدْفِنُ الشَّائِعَ يَوْمَ السَّابِعِ وَالْخَنِي
رَأْسَهُ وَلَطَخَهُ زُغْفَرَانٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ تَرْغِيْبُ وَتُسْمِيَةٌ يَعْنِي كَمَا

بریدہ نے جاہلیت میں ہماری یہ عادت تھی کہ جب پیدا ہوتا کسی کے بیان ہم میں
 سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرنا اور اس کا خون بچے کے سر سے لگاتا پر جب اسلام
 آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے ہیں اور بچے کا سر موٹہ کرتے ہیں اور اس کے
 سر کو زعفران لگاتے ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور زرین نے و تسمیۃ
 کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتویں ہی دن اسکا نام رکھتے ہیں زعفران ملنے سے یہ بھی
 فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا نہیں ہوتا ہے عقیقہ کے جانور کو اگر بچے کا باپ
 خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر ہے اگر باپ نہ ہو تو اور کنبے کے لوگ مثل دادا
 یا چچا وغیرہ کے اس جانور کو ذبح کر دیں اور غیر شخص کا ذبح کرنا بھی درست ہے
 لیکن کنبے والے افضل ہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقہ کے جانور کا گوشت بچے
 کے مان باپ دادا نانی نانائہ کما دین سو غلط ہے اس لئے کہ شرع
 شریف میں اس گوشت کے کمانے سے گہر والون یعنی مان باپ اور رشتے داروں
 اور برادری والوں اور دوستوں وغیرہ کسی کو مخالفت نہیں آئی ہے ان سب
 لوگوں کو اسکا کمانا درست ہے لیکن اس گوشت میں سے ایک تہائی حصہ خیرات
 کر دے اور دو حصے گہر اور برادری اور دوستوں وغیرہ میں تقسیم کرے کچا باٹے
 یا کمانا پکا کر کھاوے دونوں طرح درست ہے دانی اور نانی کا اس گوشت میں کچھ
 حق اور حصہ شرع سے مقرر نہیں اپنی طرف سے اگر ان کو بھی تھوڑا سا دیدے تو
 کچھ مضائقہ نہیں مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نانی اور دانی کا ہے سو

حدیث صحیح سے اس کی کچھ اصل نہیں اسی طرح عقیتے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں ہاں مراہیل ابو داؤد میں جعفر بن محمد کی روایت سے قابلہ کو عقیتے کی بکری کے پائے دینا اور اس کی ہڈی نہ توڑنا معلوم ہوتا ہے اسی لئے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ عقیتے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور ان کے سوا اور لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے۔

فصل بچے کے نام رکھنے کے بیان میں

مان باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکھنا منظور ہو تو اچھا نام تجویز کریں بلکہ اگر بیویوں کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھیں جیسے ابراہیم ایوب موسیٰ اسحق اور اون کی عورتوں کے نام پر جیسے سارا ہاجرہ بلقیس وغیرہ بیویوں کی بیبیوں اور بیٹیوں کے نام تھے اپنی لڑکیوں کے نام رکھیں تو بہتر ہے صحابہ اور صحابیات کے نام پر بھی نام رکھنا بہت اچھا ہے جیسے ابوبکر صدیق عتیق عمر عثمان طلحہ سعد انس جابر سہل وغیرہ لڑکوں کے واسطے اور اسماء سلمہ وغیرہ جو صحابیات کے نام ہیں عورتوں کے لئے اور اہل بیت کے نام پر بھی جیسے حسن حسین جعفر باقر حمزہ عباس وغیرہ لڑکوں کے نام رکھنا اولیٰ ہے اور لڑکیوں کے واسطے زینب رقیہ کلثوم فاطمہ عائشہ صفیہ جویریہ خدیجہ وغیرہ نام رکھنا انبہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں پر

کہ علمائے قریب چار سو کے لکھے ہیں اپنی اولاد کے نام رکھنا نہایت بہتر اور مبارک ہے جیسے محمد احمد محمود حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنیٰ برکت یہ بھی ہے کہ جس کے گریبانہ ہوتا ہو وہ ابتداءً حمل سے چار مہینے کے اندر اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ میں ہے اس کا نام میں محمد رکھا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بچہ زریں پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا اس عمل کا تجربہ اکثر بزرگوں نے کیا ہے اور جس نام میں لفظ عبد کا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَاءٍ لَكُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

یعنی کس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق دوست تر تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے نام بہت پسند ہیں پس چاہیے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھیں یعنی اگر لڑکا ہو تو عبد اللہ عبد الرحمن عبد الرحیم عبد العزیز عبد القیوم وغیرہ جتنے نام اس طرح کے ہیں ان پر لفظ عبد کا بڑھائیں اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے نام سے پہلے لفظ آمنہ کا زیادہ کر دیں جیسے آمنۃ اللہ آمنۃ الرحیم آمنۃ السلام

امۃ الرحمن اس لئے کہ عبد کے معنی غلام کے ہیں اور امۃ کے معنی لوٹدی کے
 اور اللہ ہی کے سب لوٹدی غلام ہیں پس اپنے مالک ہی کی طرف نسبت کرنا
 تریباً ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اوسکی لوٹدی غلام بننا جائز نہیں یعنی ایسے
 نام نہ رکھیں کہ جن میں لفظ بندہ یا عبد کا مخلوق کی طرف منسوب ہو جیسے اکثر
 نادان لوگ مثل بندہ علی عبد الحسین عبد البنی غلام محی الدین غلام چشتی
 غلام جمیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہیں اور جو لوگ ایسے نام رکھتے ہیں کہ
 اونہیں بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش
 مدار بخش بنی بخش سویہ خالی شرک سے نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی
 کو طاقت بخشنے کی نہیں پس تاو در بخش خدا بخش آکہ بخش مولیٰ بخش نام رکھنے
 میں کیا قباحت و نقصان ہے پیغمبروں علیہم السلام اور انکے آل و اصحاب و صحابہ
 و اولیاء و صالحین رضی اللہ عنہم کے اسماء کیا کم ہیں جو مدار بخش سالار بخش وغیرہ
 مشرکوں کے سے نام رکھنے لگے غرض کہ ایسے نام رکھنا کہ جنکے معانی میں شرک
 نظر آتا ہو شرعاً منع ہے اور اسکے سوا جن ناموں کے معنوں میں بُرائی ہو اور لگا کر
 بھی جائز نہیں جیسے اجدع کہ اصل لغت میں کان اور ناک ہاتھ اور ہونٹ
 کٹے ہوئے کو کہتے ہیں اور ایک شیطان کا بھی نام ہے جیسا کہ البوداؤد و ابن ماجہ
 نے روایت کیا ہے عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ لَقِيتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ
 مَسْرُوقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ الْاَجْبَعُ شَيْطَانٌ یعنی مسروق سے روایت ہے کہ کما ملاقات کی میں
 حضرت عمرؓ سے ادنون نے فرمایا تو کون ہے میں نے کہا میں مسروق اجدع کا
 بیٹا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو فراتے سنا کہ
 اجدع شیطان ہے اسی طرح حزن نام رکنا نچا ہے کیونکہ حزن اصل میں زمین
 سخت کو کہتے ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو تغیر فرمایا
 جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُمَيْرٍ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ
 إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَخَلَّ ثَنِيَّ أَنْ أَجِدَّكَ حَزْنَ أَقْدَمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ إِسْمِي حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا
 عُنْجَائِرٍ اسْمًا سَمَّيْنَاهُ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زِلْتُ فِيْنَا
 الْحَزْنَ وَنَتَّبَعْتُهُ یعنی روایت ہے عبد الحمید بن جمیر بن شیبہ سے کہ کما میں
 بیٹا تھا سعید بن مسیب کے پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ
 میرے دادا کا نام حزن تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے
 فرمایا تیرا کیا نام ہے انہوں نے کہا میرا نام حزن ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے
 انہوں نے کہا میں اوس نام کو نہیں بدلتا جس کو میرے باپ نے رکھا سعید بن مسیب
 کہتے ہیں ہمارے خاندان میں اب تک سختی رہی یعنی اوس نام کی شومی باقی رہی اگر
 حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس نام کو بدل کر سہل رکھ لیتے تو ہمیشہ ہمیشہ
 کو برکت و خوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت شریف

تھے اوس جماعت میں تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اوس سے فرمایا تیرا کیا نام ہے اوس نے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنی قطع اور درخت کاٹنے کے ہیں اس لئے اسکو آپ نے ناپسند فرمایا اس کے بدل میں زرعہ نام رکھا جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر جو دوخیر و برکت کی ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدل دیا آپ نے عاص و عزیز و عتکہ و شیطان و حکم و غراب و حباب و شہاب کے ناموں کو اور کہا ابو داؤد نے کہ اختصار کے لئے میں نے ان حدیثوں کی اسناد کا ذکر نہیں کیا جنہیں ان ناموں کا تغیر واقع ہوا ہے پس بدل دیا آپ نے عاص کو جو مخفف ہے عاصی کا کیونکہ معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہیں اور عزیز کو اس لئے بدل لاکہ ایک توبہ اسم الہی ہے سو بندے کو چاہیے کہ عبد العزیز نام رکھے خود عزیز نہ بنے دوسرے اس کے معنی ہیں عروت و غلبہ ہے سو بندے کو خشوع و خضوع چاہیے نہ عروت و کبر اور تغیر کیا عتکہ کو اس واسطے کہ اوسکے معنی غلظت اور شدت کے ہیں اور حکم کو اس لئے بدل لاکہ حکم مبالغہ حکم کا ہے اور حکم حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے اوس کی خلق اوس کا امر ہے اور غراب کو بھی اس لئے بدل دیا کہ کوئے کو کہتے ہیں اور کوئے جانور دن میں پلید ہے مردار اور نجاست کھاتا ہے اور حل و حرم میں مارا جاتا ہے اور اوس کے معنی دور ہونے کے بھی ہیں اور بدل دیا

حباب اور شہاب کو بھی اسلئے کہ اول نام شیطان کا ہے اور سانپ کو بھی کہتے ہیں اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے بھڑکتے شعلے کو کہتے ہیں غرض کہ ایسے نام کہ جن کے معنوں میں بُرائی ہونہ رکھنا چاہئیں بلکہ اون کا تغیر کرنا مستحب ہے اور ایسے نام رکھنا بھی درست نہیں کہ جن میں ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی ہو کہ اسکی بھی حدیثوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نام کو متغیر فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے قَالَتْ سَمِيتُ بَرَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبَرِّ مِنْكُمْ سَمَوْهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

یعنی کما زینب بنت ابی سلمہ نے کہ نام رکھا گیا میرا بڑہ یعنی نیکو کار پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اچانہ جانو اپنی جانوں کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کون تم میں نیک اور اچھا ہے نام رکھو اسکا زینب روایت کیا اسکو مسلم نے پس اس حدیث سے ممانعت بڑائی والے نام رکھنے کی اور بدل دینا اس کا یہ دونوں تین صاف معلوم ہوتی ہیں اور اوپر کی حدیثوں سے فقط بدل دینا بُرائی والے ناموں کا تصریح سے نکلتا ہے پس جن لفظوں میں تعریف اور بزرگی یا بُرائی نکلتی ہو ایسے نام رکھنا درست نہیں ہاں جن اسموں کے معنی اچھے ہوں اور عبادت اس شخص کی بہ نسبت معبود برحق کے سمجھی جاوے ایسے ناموں کا رکھنا شرعاً نہایت بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اسکے ساتھ عوام کی زبان پر بولنے میں سہل بھی

ہوں تو نہایت ہی خوب ہے۔

فصل چہٹی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں جو بچے کو چمڑ روز
ہنلاتی ہیں اور اوس دن اوسکا سر نہیں منڈواتیں صرف ہنلا کر بچے اور زچا دونوں
کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہیں اور دونوں کے سر پر گوٹے یا بنت کی پٹی بنا کر شل گوشوارے
کے باندھ دیتی ہیں سو یہ سب بدعت ہے بلکہ مشرکوں کی رسموں سے ہے چنانچہ
ہندوؤں کے یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ زچا اور بچے کو پیدا ہونے سے چھٹے
روز ہنلا کر زرد کپڑے پہناتے ہیں اور زچا کو دلہن کی طرح بنا کر اوس کے اور بچے
کے سر پر گوشوارے کی طرح گوٹے یا بنت کی پٹی سیکر باندھ دیتے ہیں اور یہ بھی
کافروں کی رسموں سے ہے جو بعض عورتیں قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچا کی گود
میں دیکر باہر صحن میں نکالتی ہیں اور اوس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا ستا
کرتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کلام مجید دیتی ہیں کہ وہ زچا کے سر پر اوسکا
سایہ رکھے رہتی ہے اور اوس کے دیوار کو ننگی تلوار دیتی ہیں کہ وہ زچا کے سر پر رکھے
ہوئے اوس کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چوہک میں گھی بہ کر چار بتیان
ٹاڑے کی روشن کرتی ہیں اور اوس چوہک کو ایک تنالی میں رکھکے ایک عورت
کو دیتی ہیں کہ وہ زچا کے آگے آگے لئے چلتی ہے اور ایک روغنی روٹی اور
ٹکلیاں لپی ہوئی دانی کو دیدیتے ہیں جب زچا ان رسموں کے بعد صحن میں ٹہیر کر سوچ

کو دیکھتی ہے تو وہ دائی زچا کے سر کے پاس لیجا کر اس روٹی کے چار ٹکڑے
 کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچا میری اسی طرح
 اوس روغنئی ٹکلیا کو بچے کے سر کے پاس لیجا کر توڑتی ہے اور وہی الفاظ جو
 زچا کے واسطے کہے تھے بچے کے لئے بھی کہتی ہے اور بعض عورتیں غروب کے
 بعد سورج کے بدلے تارے دکھاتی ہیں اس میں بھی وہی سب باتیں جو پہلے بیان
 ہو چکی ہیں کرتی ہیں پھر زچا سورج یا تارے دیکھ کر جب اپنے زچا خانے میں آتی ہے
 اوس وقت دیوار اسی رنگی تلوار کو جو اوس کے ہاتھ میں ہوتی ہے زچا خانے
 کی جو کھڑکی سے چھوڑ دیتا ہے اور اس کا نیگ بھی یہی لیتا ہے اس رسم کو جاہلون
 کی بول چال میں مرگ مارتا کہتے ہیں بعد اس رسم کے جب زچا اپنے پلنگ
 پر آتی ہے تو عورتیں اوس کے سامنے چوکی بچھا کر ایک تھال بھر چانول کے پٹے
 اوس میں دودھ شکر میوہ پڑا ہوا اوس چوکی پر رکھتے ہیں اور سات یا نو خواہ گیارہ
 سہاگنوں کو جمع کر کے زچا کے ساتھ اوس تھال میں کھانا کھاتے ہیں پھر اوس
 تھال میں سب برادری کی بیبیاں اپنے اپنے مقدور کے موافق روپے اٹھینا
 وغیرہ ڈالتی ہیں اور یہ سب دائی کو دیا جاتا ہے اور اس چٹھی ہی کے دن بچے کی
 پہوپنیل کی ڈلی سے گھر کے چاروں کونوں پر دودھ چار چار لکیریں لہر دار بنا دیتی ہے
 اسکو ہندو ستیا رکھنا کہتے ہیں اسکا نیگ بھی ننہ کو اسی دن ملتا ہے حاصل
 یہ کہ اس طرح کی بیہودہ خرافات رسمیں جو جاہلون نے کفار سے سیکھی ہیں اور بہت

ان میں سے انکے شادی ٹکٹوں میں رائج ہیں مسلمان ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ ایسی رسموں سے بچتی رہیں اس لئے کہ یہ رسمیں کافرا و مشرکوں کی ہیں ان پر اعتقاد رکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافر و مشرک ہو جاتا ہے جس کی بخشش کی کبھی امید نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ وَاِنَّ عَذَابَ الشُّرَکَاءِ لَشَدِيدٌ یعنی بیشک اللہ نہیں بخشتا شرک کو اور بخشتیتا ہے باقی گناہوں کو جس کے لئے چاہے پس سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ چٹھی کے بدلے عقیقہ کیا کریں کہ مشروع و مستحب بلکہ بعض کے نزدیک سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود ہی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور لوگوں کو بھی ادا سکے کرنے کا حکم فرمایا پس جہان تک ممکن ہو ہر امر میں آپ کے فعل کی پیروی اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیے تاکہ نجات دارین کی حاصل ہو۔

فصل ختنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ختنے کے واجب ہونے میں علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور بہت سے علما فرماتے ہیں کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونوں کے حق میں واجب ہے امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونوں کے حق میں سنت ہے اور بعض علما کے نزدیک مردوں کے لئے واجب ہے نہ عورتوں کے واسطے جو لوگ واجب کہتے ہیں انکی دلیل یہ حدیث ہے عَنْ ابْنِ مَجْزٍ قَالَ

أَخْبَرْتُ عَنْ عَثِيمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالَ أَلَيْسَ عَنْكَ شَعْرُ الْكُفْرِ يَقُولُ لَوْ أَحْلَقْتُ قَالَ
وَأَخْبَرَنِي آخَرُ مَعَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِآخَرِ أَلَيْسَ عَنْكَ شَعْرُ الْكُفْرِ

وَأَخْتَتَيْنِ سَرَفَاةَ أَحْمَدَ وَأَبُو دَاوُدَ يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ سَے روایت ہے
کہا مجھے عثیم سے خبر دی گئی عثیم اپنے باپ سے انکے باپ انکے دادا سے
روایت کرتے ہیں کہ انکے دادا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے
اور عرض کیا کہ مقررین اسلام لایا آپ نے فرمایا اگر اپنے سر سے کفر کے بال یعنی
سرمختہ وارادی کتا ہے اور خبر دی مجھے دو شخص نے جو عثیم کے دادا کے
ساتھ تھا اس بات کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسی کو کہ اگر اپنے
سر سے بال کفر کے اور ختنہ کر لیکن اس حدیث میں علما نے کئی طرح سے کلام
کیا ہے اسی طرح اس باب کی اور حدیثوں میں بھی کلام ہے جسکی وجہ سے وجوب کا
ثبوت نہیں ہو سکتا اور جو لوگ سنت کہتے ہیں اونکی دلیل یہ حدیث ہے اَلْخِتَانُ
سُنَّةٌ فِي الرِّجَالِ مَكْرُمَةٌ فِي النِّسَاءِ دَوَاةُ أَحْمَدَ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ الْحَجَّاجِ بْنِ
أَدَاةٍ يَعْنِي خِتَنَ سُنَّتْ هے مردوں میں اچھی بات ہے عورتوں میں روایت کیا
اسکو احمد و بیہقی نے حجاج بن ارطاة کی حدیث سے مگر اس حدیث میں بھی
چند وجہ سے کلام ہے جس کے سبب سے قابل حجت نہیں ہے اور جو لوگ مردوں
پر واجب کہتے ہیں اونکی دلیل بعینہ قول اول کی دلیل ہے اور عورتوں پر واجب

نہونے کی یہی دوسری حدیث دلیل ہے یعنی مکرمت کے لفظ سے وجوب نہیں نکلتا
 حق بات یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح قائم نہیں ہے رہا سنت ہونا سو
 یہ یقینی ہے اس لئے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہیں مگر حدیث فطرت تو دلیل
 ظاہر ہے سنت ہونے پر جبکہ جماعت نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الْفَطْرِ
 الْأَسْتَحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْفُ الْإِطِيطِ وَتَقْلِيلُ الْأَخْفَادِ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں
 جسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ایک تو پاکی لینا دوسرے ختنہ
 کرنا تیسرے مونچھیں کترنا چوتھے بغل کے بالوں کا اوکھیرنا پانچویں ناخنوں کو
 ترشوانا فائدہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لئے خاص نہیں ہے
 دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انسی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے
 کیا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَنَ اِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ بَعْدَ مَا آتَتْ عَلَيْهِ ثَمَانُونَ
 سَنَةً وَاخْتَنَ بِالْقَدُومِ مُتَّقٍ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَذْكُرِ السِّنِينَ۔
 یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمن نے
 بعد اسکے کہ انسی برس کے ہو گئے تھے اور ختنہ کیا لبوے سے روایت کیا
 اسکو بخاری و مسلم نے مگر مسلم نے برسوں کا ذکر نہیں کیا مگر مستحب یہ ہے کہ عقیقے کے

دن ولادت سے ساتویں روز ختنہ کر دے جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وَكَاذِهِمَا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن اون دونوں کی پیدائش سے اور حاکم نے یہ بھی کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور اگر عقیقہ کے روز ختنہ نہ ہو سکے تو چالیس دن کے درمیان میں کر دے اگر اس زمانے میں ہی نہ ہو سکے تو چوتھے یا پانچویں برس ضرور ہی ختنہ کر دے زیادہ دیر نہ کرے جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ کرنے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہو جاتا ہے اور بچے کو ایذا کم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت صلعم نے اپنے نواسوں کا ختنہ ساتویں ہی روز کیا تھا پس اسی روز ختنہ کرنا بہتر ہے۔ اکثر علما کے نزدیک عورتوں کا ختنہ اسلئے سنت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا ختنہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لئے کر دیا تھا اور ان کے

۱۲ سید مفضل صاحب تاج العروس نے سان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے ماہین ٹھکایا اور اپنے دونوں کانوں کو چھیدا اور ختنہ کیا وہ بی بی ہاجرہ ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر خفا ہو گئیں اور قسم کھائی کہ تین عضو ان کے اعضا سے کاٹ ڈالیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کریں اس طرح سے کہ انکی دونوں کان چھید دیں اور انکے ختنہ کر دیں پھر یہ عورتوں میں

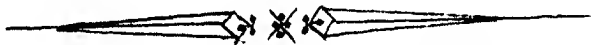
اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے جائز رکھا اور وحی سے اسکا حکم بھی ثابت نہیں ہوا سوا اگر عورتوں کا ختنہ کیا جاوے تو بہتر ہے اور اگر نہ تو کچھ گناہ نہیں جو بچہ ختنہ کیا ہو اسیدا ہو تو اسکا بہر ختنہ کرنا ضرور نہیں چنانچہ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ نہیں کیا گیا اور سوائے آپ کے اور تیرہ پیغمبروں علیہم السلام کا بھی ختنہ نہیں کیا گیا اس لئے کہ وہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اسی طرح ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے تھے پس دوبارہ ختنہ کی ضرورت نہیں ہوئی لیکن ایک جماعت علما نے یہ کہا ہے کہ جو بچہ ختنہ کیا ہو اسیدا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ اس کے ختنہ کے مقام پر خالی استرہ پیر دیا جاوے اور سوائے ایسے بچوں کے سب بچوں کا ختنہ کرنا مسلمانوں کو ضرور ہے یہ بہت بڑی سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہیں غرض کہ ہمارے دین میں مرد کا ختنہ کرنا ضروری ٹھہرا ہے جو اسکو نہ کرے گا وہ گنہگار ہے۔

فائدہ ختنہ کی دعوت قبول کرنے میں علما کا اختلاف ہے محققین علما کہتے ہیں اس دعوت میں جانا درست نہیں ہے اس لئے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے

۵۔ یعنی حضرت آدم حضرت شیث حضرت نوح حضرت ہود حضرت صالح حضرت نوح حضرت شعیب حضرت یوسف حضرت موسیٰ حضرت سلیمان حضرت زکریا حضرت عیسیٰ حضرت خظلہ بن صفوان جو اصحاب الرس کے نبی تھے ۱۲ + ۱۲

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قال دُعِيَ عُثْمَانُ ابْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى خِثَانٍ
فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا لَأَنَا فِي الْخِثَانِ عَلَى عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلا نَدُّ عَلَى لَهُ

یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص ختنے کی دعوت میں بلائے گئے
انہوں نے دعوت قبول نہیں کی کسی نے اس باب میں
ان سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد
مبارک میں ختنے کی دعوت میں نہیں جاتے اور نہ اس کے لیے بلائے جاتے تھے
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا ہے۔ دیگر ارا عادات
مادر دم اسراف ست در افراح و رسوم بسیاری در آن مقرر کردن آنچه آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وراثتاً و بہا مقرر فرمودہ اند و شادی ست و لمیمہ و عقیقہ
این ہر دور باید گرفت و غیر آنرا باید گذاشت یا باہتمام و التزام آن نباید کرد۔ یعنی
ہم لوگوں کی عادات سے ہے جو چوتھی میں صرف بیجا کرتے ہیں اور بہت سی برہمن
اوسمین مقرر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیوں میں سے جنگو
ثابت رکھا ہے وہ دوشا دیان ہیں ایک ولیمہ دوسرا عقیقہ سوان دو ٹوکوا دا
کمرین انکے سوا اور شادیوں کو چوڑین یا اہتمام و التزام اون کا نہ کریں۔



باب خجسم

فصل غذا کملانی کے طریقے میں

مان باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ ہی دھیان اور خیال رکھا کریں
 انا اور کملانی پر بچے کو نہ چھوڑ دیں اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے
 سامنے بچے کا کمانا پیتا مقرر کریں اسلئے کہ ہر کس ونا کس کو سلیقہ بچے کے
 کملانے پلانے کا نہیں ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجھ عورتوں کو زیادہ کملادینے کا
 ذوق و شوق ہوتا ہے کہ اوس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضرور ہے کہ جب
 اوسکو غذا کملانا شروع کریں تو کملانا پلانا اوس کا اپنے رو برو یا کسی اپنے
 بزرگ اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کریں کہ وہ انداز اور قاعدے سے رزق
 کملانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع میں غذا کملانے کا یہ ہے کہ جب بچہ
 پانچ چھ مہینے کا ہو تو تھوڑی تھوڑی سی نرم اور لطیف سرلیج المضم غدا مثل
 سا بودانے اور اراروٹ کے سلونی کبیر یا تہولی وغیرہ کے اوسکو چٹانا شروع
 کریں اگر بچہ شیر خوار اور دودھ کی طرف رغبت کرے تو تھوڑا سا گائے کا دودھ پوٹ
 کر کے اوس کی بالائی انگ کڑالیں پیراوسمین تھوڑا سا سا بودانہ یا اراروٹ
 پکا کر شکر بقدر مناسب ڈال کے یا میٹھی تہولی پکا کر کملادیں اور مٹھائی کی

قسمین سے فقط تھوڑی سی جلیبی یا بتا سے کملانیکا مضائقہ نہیں اور طرح
 کی مٹھائی مثل لٹو یا پیڑے وغیرہ کے نہ کلاوین اور میو جات میں سے انجیر اور
 انگور انار اور سیب وغیرہ کلاوین غرضکہ جو چیزیں دیر ہضم اور قابض یا بار دہون
 وہ ہرگز نہ کلاوین اگر کبھی کوئی چیز خلاف اوس کے مزاج کے دیوین تو بہت
 ہی کم کلاوین کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر زہر ہی انداز سے کم کماوے تو ضرر نہیں
 کرتا چنانچہ افیون بھی ایک طرح کا زہر ہے پس اسکے کم کمانے میں ضرر نہیں
 اور جو بہت کما لیتا ہے مر جاتا ہے اور شکھیا کہ کیا قاتل زہر ہے مگر کم کمانے
 میں اوسکا وہ اثر نہیں رہتا پس چاہیے کہ بچے کو جو چیز کلاوین کم کلاوین اسلئے
 کہ بہت کمانا تو بڑا ہے کو بھی نقصان کرتا ہے غرضکہ جتنا بچہ بڑھتا جاوے اتنا ہی
 اوسکی غذا کو بھی بڑھاتے جاوین اور عادت گوشت کمانے کی زیادہ ڈالین اسلئے کہ
 یہ سب غذاؤں میں بہتر اور مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکو بہت پسند فرما کے سید الطعام کا خطاب
 دیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا
 وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّهُمَّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید طعام
 اہل دنیا اور اہل جنت کا گوشت ہے پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا نہیں
 یہی زیادہ کملانا چاہیے مگر کبھی کبھی صحت کے زمانے میں اور چیزیں بھی تھوڑی تھوڑی

بچے کو کھلاتے رہیں تاکہ اوسکو عادت سب چیزوں کے کھانے کی رہے
 اس واسطے کہ حکیموں کا قول ہجرت میں پرہیز کرنا ایسا مضر ہوتا ہے جیسے بیماری
 میں بد پرہیزی کرنا اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کے ہاتھ دھوا کر اوس کی دہنے ہاتھ
 سے کھانا کھانے کی عادت ڈالیں کیونکہ اپنے ہاتھ سے کھانے میں سیر اور آسودہ
 رہتا ہے اور کھانا بھی زیادہ کھانے میں نہیں آتا۔ اور جب بچے کی زبان کھلے تو
 کھاتے وقت بسم اللہ کھانا بھی سکھا دیں اور یہ بھی تعلیم کریں کہ اپنے آگے سے
 کھاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کھانے دین کیونکہ اس طرح سے کھانا شرع
 میں منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ
 كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ
 يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اللَّهُ وَكُلُّ يَمِينِكَ وَكُلُّ مِمَّا يَلِيكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 یعنی کما عمر بن ابی سلمہ نے کہ تھا میں اڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش
 میں اور ہاتھ میرا بچوں کی عادت کے موافق رکھا بی میں ہر طرف پڑتا تھا پس
 فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بسم اللہ کہہ اور کھا اپنے دہنے ہاتھ
 سے اور کھا اوس جانب سے جو تیرے متصل ہے یعنی اپنے آگے سے کھانقل کی
 یہ بخاری و مسلم نے پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے اول کھاتے وقت
 بسم اللہ کھانا دوسرے دہنے ہاتھ سے کھانا تیسرے اپنے آگے سے ابن ماجہ نے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ لِيَا كُلُّ أَحَدِكُمْ بِمِثْلِهِ وَلَيْشَرُّ بِمِثْلِهِ وَلْيَأْخُذْ بِمِثْلِهِ
 وَلْيُعْطِ بِمِثْلِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرِبُ بِشِمَالِهِ وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ
 وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیے
 کہ کما دے ایک تم میں کا اپنے دہنے ہاتھ سے اور چاہیے پے دہنے ہاتھ
 سے اور چاہیے لیوے دہنے ہاتھ سے اور چاہیے دیوے دہنے ہاتھ سے
 اس لئے کہ شیطان کما تا ہے اپنے بائیں ہاتھ سے اور دیتا ہے بائیں ہاتھ سے
 اور دیتا ہے بائیں ہاتھ سے اور لیتا ہے بائیں سے اسی کے مثل حسن بن رضیان
 نے اپنی مسند میں بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے
 معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائیں ہاتھ سے شروع کرتا ہے اسی طرح سے
 جس کما نے پیئے میں بسم اللہ نہیں کسی جاتی ہو او میں ہی شیطان کا دخل ہو جاتا ہے
 جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَيْسَتِلُ الطَّعَامِ
 أَنْ لَا يَلِدُ كُرَاسُ اللَّهِ عَلَيْهِ سَرَوَاكُ مُسْلِمٌ یعنی کما حذیفہ رضی اللہ
 عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان حلال
 جانتا ہے کما نے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اور سپر نقل کی یہ مسلم
 نے مراد حلال جاننے سے قادر ہونا ہے اس کا کما نے پر آور بعضوں نے

یہ کہا ہے کہ اوس کمانے کی برکت لیجاتا ہے گویا شیطان اوسکو کما گیا یا اوس کمانے کو اللہ تعالیٰ کی غیر مرضی کی جگہ صرف کرتا ہے اسلئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے بچوں کو دہنے ہاتھ سے کمانے اور کمانے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالیں اور اس کی تعلیم کرتے رہیں تاکہ شیطان کا دخل نہ پائے اسی طرح یہ بھی کہا ہے کہ کمانے سے پہلے اور بعد کو ہاتھ دھویا کرے اس لئے کہ یہ موجب برکت ہے جیسا کہ ترمذی اور ابوداؤد نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قَالَ قَرَأْتُ فِي النَّوَزِیَةِ اَنْ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَہٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کمانے تو راقہ میں پڑھا یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتھ دھونا ہے بعد اوس کے پیرینے اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام کی ہاتھ دھونا ہے پہلے اوس کے اور بعد اوس کے کمانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوے اور بعد اوس کے دونوں ہاتھ اور مونہ دھوئے پہلے دھونے سے کمانے میں برکت و زیادتی ہوتی ہے اور بعد دھونے سے نفس کو سکون ہوتا ہے عبادات میں تقویت ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے ایسے ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت ڈالیں کیونکہ یہ بھی موجب برکت ہے جیسا کہ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَمَرَ بِلَعْنِ الْاَمْبِیَاعِ وَالصَّخْفَةِ

وَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي آيَةِ الْبَرَكَةِ يُعْنِي بِشَيْكُ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نے حکم دیا انگلیوں اور رکابی کے چاٹنے کا اور فرمایا مقرر تم نہیں جانتے کہ
 کس انگلی یا کس نواسے میں برکت ہے اور کمانے کے بعد کی دعا بھی سکھا دیں
 جبکہ بخاری نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا
 كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مُكْفٍ وَلَا مُوَدِّعٍ وَلَا مُسْتَفْعٍ عَنْهُ رَبُّكَ
 یعنی جب دسترخوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اٹھایا جاتا تو
 آپ فرماتے حمد ہے واسطے اللہ کے حمد بہت پاکیزہ یعنی ریا و سمعہ سے خالی
 برکت کے گئے اوسمیں یعنی کہی منقطع نہ ہو نہ کفایت کی گئی اور نہ متروک اور نہ
 بے پردائی ہو اوس سے اے رب ہمارے کمانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ
 جو تا پہننے نہ کماوین جیسا کہ داری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ الدُّعَاءَ وَاخْلَعُوا
 نَعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَدْوَحُ لَا قَدَامَكُمْ يُعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے جب کمانا رکھا جاوے تو پاؤں ٹھون کو اتار ڈالو اس لئے کہ یہ بہت رحمت
 بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدموں کے اور یہ بھی تاکید رکھیں کہ ہاتھ
 میں چکناٹی ہو تو اوس کو دھو ڈالے بعد اس کے سووے چکناٹی بہرے ہوئے
 ہاتھوں کے ساتھ سونا منع ہے جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی وابن ماجہ نے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ فِي يَدِهِ عَمَلٌ لَمْ يَسْئَلْهُ فَأَصَابَهُ فَلَا يُلْوُ مِنْهُ إِلَّا نَفْسًا يَعْنِي فَرَمَا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سووے اور اس کے
 ہاتھ میں چکناکی ہو کہ اس کو نیند دھویا پیراؤسکو کچھ نیند پہنچی تو وہ نہ ملاست کرے
 مگر اپنی جان کو اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزیں منگاکرنہ کھلایا
 کریں جو کچھ گھر میں میسر ہو وہی کھلا دیں اسلئے کہ اس سے چٹور پن کی عادت
 پڑ جاتی ہے پھر کل مال و متاع کمانے پینے ہی میں صرف کر کے سب ضروریات
 سے محتاج رہتا ہے اور اس کے گھر میں آسودگی اور برکت نیند معلوم ہوتی بلکہ
 اوس کا گزارا مشکل ہو جاتا ہے اور سواے اسکے چٹورا آدمی اکثر رخص اور بیمار ہی
 رہتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو زیادہ کمانے کا خوگر نہ کریں کیونکہ اس سے پانی
 زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی زیادتی سے کمانا دیر میں ہضم ہوتا ہے اور دیر ہضمی کی
 وجہ سے نفخ وغیرہ بھی رہتا ہے اور نفخ ہونے سے سچی بہوک نیند معلوم ہوتی پھر
 دوسری بار بے بہوک کمایا جاتا ہے جو جزو بدن نیند ہوتا اسی وجہ اکثر
 بد ہضمی ہو جاتی ہے علاوہ اسکے بہت کمانے میں یہ بھی نقصان ہے کہ
 پیٹ پھول جاتا ہے سانس لینا مشکل ہوتا ہے پھر کوئی کام دین و دنیا کا
 نہیں ہو سکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہو جاتا ہے نیند بھی بہت آتی ہے
 حافظہ کم ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں غرض کہ زیادہ

کمانے میں بہت ضرر اور نقصان ہیں اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے ع کما بیا
 خوارست بسیار خوار؛ اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کمانے
 کی عادت ڈالیں اور کملانے کے وقت کا بھی انتظام رکھیں یعنی ہر وقت نہ کملاد
 آٹھ پیر میں دو تین وقت کملانا کافی ہے اور یہ بھی جب ہے کہ اوسکو بہوک معلوم
 ہو اور کمانا طلب کرے ورنہ زیر دستی نہ کملادین اور کملاتے وقت یہ بھی
 خیال رکھنا ضرور ہے کہ انداز سے ایک دو نواے کم ہی کملادین کہ جس سے قوت
 بنی رہے اور کسی طرح کا نقصان نہ ہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے
 ہوتے ہیں اور ہر شخص کے لئے انداز کمانے کا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کماوے
 اور دو حصے پانی اور سانس کے لئے خالی رکھے جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اُمِّي عَنْ اُمِّهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ اِمْقَادَامَ بْنِ
 مَعْدٍ يَكْرَبُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ مَا مَلَكَ اَدَمِيَّ وَعَايَ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ حَسْبِ الْاَدَمِيِّ لَقِيْمَانِ يَقِيْمَنْ
 صُلْبُهُ فَاِنْ غَلَبَتْ الْاَدَمِيَّ نَفْسُهُ فَمَثَلُ لَلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَ
 ثُلُثٌ لِلنَّفْسِ یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کما مجھے میری مان نے حدیث
 کی وہ میری نانی سے روایت کرتی ہیں انہوں نے مقدام بن معدی کرب کو کہتے
 سنا وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہیں
 بہر کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے آدمی کو چند لمحے کفایت کرتے ہیں

کہ اوس کی پیٹھ کو سیدھا کر دین پہ اگر آدمی برا و سکا نفس غالب ہو تو ایک
 حصہ کمانے کے لئے اور ایک پینے کے واسطے اور ایک سانس لینے کے
 لئے اور یہی مضمون ابو نعیم کی کتاب الطب میں آیا ہے پس اسی انداز سے
 بچے کو بھی کھلا دین تاکہ ہمیشہ اوس کو کم کمانی کی عادت ہو کہ نہ کھبت کمانی نہایت ہی مذمت میں
 اور حدیث شریف میں آئی ہے بیان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ کافر بہت کھاتا ہے اور مسلمان کم جیسا کہ ان حدیثوں سے ثابت ہے
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ دَجْلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا فَاسْتَلَمَ
 فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيلًا فَذَكَرَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مَعَا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ
 تَوَالٍ الْبَحَارِ وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ الْمُسْنَدَ مِنْهُ
 فَقَطُ وَفِي أُخْرَى لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ حَلَبَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَ ثُمَّ
 أُخْرَى فَشَرِبَ حَتَّى شَرِبَ حَلَابَ سَبْعِ شَيَآءٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَجَّ فَاسْتَلَمَ
 فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ
 حَلَبَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمَّا قَسَمَتْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مَعَا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کمانا بہت کمانا تھا
 پھر وہ مسلمان ہوا تو کم کمانے لگا پس ذکر کیا اسکا سامنے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے فرمایا آپ نے تحقیق مومن کمانا ہے ایک آنت میں اور کا فر کمانا
 ہے سات آنتوں میں نقل کی یہ بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابو موسیٰ
 اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچھ کہ اسناد کیا گیا ہے اس حدیث
 سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا ہے اِنَّ الْمُوْمِنَ اَنْهَ یَعْنِیَ سَلَمٌ کی روایت میں یہ قصہ مذکور نہیں ہوا
 کہ ایک شخص کمانا تا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا
 ذکر کیا گیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
 ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں ایک مہمان آیا اور وہ
 کا فر تھا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے لئے ایک
 بکری کے دودھ دوہنے کا پس وہ دوہی گئی اور پیا اوس شخص نے دودھ اوسکا پھر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بکری کے دودھ دوہنے کو فرمایا سو
 اوسکا دودھ ہی اوس نے پی لیا پھر اور ایک بکری کے دودھ کے ساتھ ایسا ہی
 معاملہ ہوا یہاں تک کہ اوس شخص نے اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پیا پھر
 مقرر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا
 اوس کے لئے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا پھر وہ دوہی گئی پس پیا اوس شخص نے

دودھ اور سکا پھر دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تب وہ شخص سارا دودھ اور سکا
 نہ پی سکا پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک انت
 میں اور کافر پیتا ہے سات آنتوں میں وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَعَامُ الْوَاحِدِ
 يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْارْبَعَةَ وَطَعَامُ الْارْبَعَةِ
 يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے
 کہ کما اونہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کمانا
 ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا
 کفایت کرتا ہے آٹھ کو نقل کی یہ مسلم نے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان
 یہ نسبت کافر کے کمانا کم کمانا ہے پس کم کمانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہ
 سے طبیبوں اور بزرگوں نے بھی کم کمانے کو پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت
 کمانے والوں کی مذمت و ہجو کی ہے پس مناسب ہے کہ ابتداء ہی سے بچے
 کو عادت کم کمانے کی ڈالیں تاکہ وہ ہمیشہ کم خور اک رہے۔

قصہ اس امر کے بیان میں کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکھے
 مان باپ کو چاہیے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتیں ایسی ہوشیار
 سلیقہ شعار بچے پر مقرر کریں کہ ہر وقت اس کا خیال رکھیں اور موندہ ہاتھ وغیرہ
 دھلاتی رہیں اور کپڑے بھی جلد جلد بدل دیا کریں کہ بچہ صاف ستھرا اور طبیعت بھی

اوسکی سبک رہے اور کوئی اوس سے نفرت نہ کرے رکھنے والے کو چاہیے
 کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دھیان رکھے اور موسم کے
 مناسب بچے کو لباس پہنا دے یعنی ہوا اور سردی کے وقت گرم کپڑا
 مثل الخالق ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت اکھ اور ہلکا لباس اور یہ بھی
 لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ کیسل کو دین مصروف
 ہو تو نہایت اوسکا دھیان رکھے اور اوسکو بہت دوڑنے کو دینے نہ دے
 اور بلند مکان پر لیجا کر نہ کھلا دے تاکہ گرے پڑنے سے محفوظ رہے۔ شہر نیو
 کے بچوں کے ساتھ کھلا دے ریڈیوں کمینوں کی اولاد کے ساتھ کیسلے نہ
 اور کیسلے وقت اوسکے نزدیک بہت مجمع بھی نہ ہونے دے گلیوں اور
 سڑکوں پر نہ کھلا دے گھر ہی میں کھلا دے بازار وغیرہ میں بھی اوسکو لئے نہ
 بہرے بلکہ جب خود کمین جائے تو بچے کو اوسکے مان باپ پاس چھوڑ
 جاوے پھر آکر اپنے بچے کے پاس موجود ہو جاوے اور اوسکی ہر بات اور
 حرکات کو دیکھتا رہے جو حرکت اوسکی بہیودہ دیکھے اوس سے روک دے
 نہ کرنے دے اور جو بات اوسکی اچھی دیکھے اوسپر شاباشی دے کہ بچے کا دل
 خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکھے ہمیشہ اچھی باتیں اور نیک افعال کرتا
 رہے غرض کہ بچے کو ہر وقت اوسکے موقع پر آداب اور قاعدے اوستھیں
 بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے چیتنے کمانے گفتگو وغیرہ

کے بتانا اور سمجھانا رہے یعنی جب بچہ اپنے ہاتھ سے کمانے پینے لگے تو کمانے سے پہلے بچے کو ہاتھ دھونا سکھاوے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنا اور دہنے ہاتھ سے چھوٹا نوالہ کمانے کی عادت ڈالے اور جب تک اچھی طرح سے ایک لقمہ نہ چبا لے دوسرا نوالہ نہ کمانے دے اور کمانے میں بہت باتیں نہ کرنے دے اور ادھر ادھر ہر جہی نہ دیکھنے دے اپنے آگے سے کمانے کی عادت ڈالیں برتن کے ہر طرف سے نہ کمانے دے اور نوالہ اس طرح سے بنوادے کہ چانول وغیرہ نہ پھیلین اور بچے کا مونہ ہاتھ بھی نہ بہرے اور کوئی ایسی بات کہ جسکے دیکھنے سے لوگوں کو نفرت ہونے دے بعد کمانے کے بچے کا مونہ ہاتھ کھلی وغیرہ سے خوب صاف کر کے دھوا دیا کرے اور کمانا اوس کے وقت پر کھلاوے بار بار کمانے کی عادت نہ ڈالے یعنی جو وقت اوسکے کمانے کا معین ہو اوسی وقت کھلاوے اور یہ بھی لازم ہے کہ بغیر مانگے زبردستی یا نیند سے جگا کر اوسکو نہ کھلاوے اسی طرح اگر بچہ سو رہا ہو اور آدھی بچھلی رہا ہو اور اٹھ کر کمانا مانگے تو اوس وقت بھی ہرگز نہ دے اور نہ کھلاوے غرض کہ جو چیز بچے کو کھلاوے وقت پر اور تھوڑی سی کھلاوے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ کھلاوے اور اگر ایسی چیزوں کے کمانے پر ضد کرے تو اوس کی مان سے اطلاع کر دے بغیر اجازت اوسکی مان وغیرہ کے کوئی چیز نہ کھلاوے۔ اور بچے کو ہر جگہ کمانے کی بھی غونہ ڈالے کہ جہاں چاہے جا کر کھا لیوے اپنے ہی گھر کمانے کی

عادت ڈالے اگر نانی دادی خالہ بہو پی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گھر کما لیا
 تو مضائقہ نہیں اگر کسی غیر کے گھر جاوے اور وہ اوسکو کوئی چیز کمانے پینے
 کی دیوے تو رکھنے والے کو چاہیے کہ اوسکو اپنے گھر لاکر اوسکے بزرگ کے روبرو
 رکھ دیوے بالابال بچے کو نہ دکھلاوے اور یہ بھی لازم ہے کہ بچے کو سواے
 اوس کے مان باپ دادا دادی نانا نانی کے اور کسی سے مانگنے کی عادت
 نہ ڈالے اسی طرح بچے سے بھی کوئی چیز کسی کو بغیر اجازت اوسکے مان باپ یا
 کسی بزرگ کے نہ دلو اوے اور نہ آپ لیوے اور اوسکو کسی جگہ بغیر اجازت
 مان باپ کے نہ لیجاوے اگرچہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو جان اولکا حکم ہو وہاں
 لیجاوے اور کوئی چیز کمانے پینے کی بھی بازار سے خرید کر نہ کھلاوے اتفاقاً اگر کچھ
 خرید کر لاوے تو اوسکے بزرگ کے روبرو رکھ دیوے آپ خود نہ کھلاوے کیونکہ
 اس طرح کے کھلانے سے بچہ چٹورا ہو جاتا ہے اور رکھنی والی کو یہ بھی چاہیے کہ جب
 بچہ بولنے بات کرنے لگے تو اوسکی تعلیم و تربیت میں کوشش کرے اور اوسکے
 سب حرکات و سکنات پر اچھی طرح سے خیال اور وہ بیان رکھے جو حرکت اوسکی
 خراب شرع شریف یا شرفاکی دفع خواہ عرف کے خلاف دیکھے فوراً اوسکو روک
 دے اور چونہ مانے تو ہر اوس کو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور جو بچہ ہی نہ مانے
 تو اوسکے بزرگ کو اطلاع اور خبر کر دے اور جب کوئی بات بچے کی اچھی دیکھے تو
 اوسکو آفرین اور ثنا باشی دے اور اوسکے بزرگ کو بھی اطلاع کر دے تاکہ وہ بھی

اوسکی اچھی باتوں پر خوش ہو کر اوسکو آفرین دے پیا کرے تاکہ بچے کا دل خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکھے ہمیشہ اچھی باتیں اور نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت اور لائق ہو جاوے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو خوشامد کرنیوالوں سے علیحدہ رکھے اور کسیکو اوسکی خوشامد نہ کرنے دے اور حتی المقدور اوسکو نالائق لڑکوں کی صحبت سے بچا دے اور بڑے ہون میں کیسلنے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے کو اچھے آداب اور قاعدے سکھاتا اور بڑی باتوں سے روکتا رہے یعنی جب بچہ باتیں کرنے لگے تو اوسکو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا رہے جیسے چہنکنے کے وقت اکھڑ لہرنا اور کمانے کے وقت موہنہ پر ہاتھ رکھنا یا موہنہ پھیر کر کمانا بتا دے اور جمائی کے وقت موہنہ پر ہاتھ رکھنا سکھا دے اور عادت سلام اور مزاج پرسی کی بھی ڈالے تاکہ جب کسی کے پاس جاوے اور ملے تو اوسکو سلام کرے اور مزاج پوچھے کہ دعا پاوے گالی بکنے اور کو سنے لعنت کرنے اور چوٹ پونے غیبت کرنے اور قسم کمانے وغیرہ سے روکتا رہے اور بہت باتیں بھی بچے کو نہ کرنے دے اور دوسرے کی بات میں بھی اوس کو دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ اور پیار بھی نہ کرے کیونکہ بچہ اس سے خراب اور اتر ہو جاتا ہے پھر آئندہ کو تربیت اوسکی مشکل و دشوار ہو جاتی ہے۔

فصل پنجم میں کے لباس وغیرہ کے بیان میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بہت باریک کپڑے نہ پہنا دیں کہ اس سے سردی

کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے کہ سردی اور کوجلد اثر کرتی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ بچے کے سر اور سینے کو اکثر گرم کپڑے سے ڈھکا رکھیں خصوصاً جاڑے اور برسات میں کنٹوپ یا نیمہ آستین یا الخالق وغیرہ ضرور پہنائے رہیں تاکہ ظاہر کی سردی کے ضرر سے محفوظ رہے جو کہ چہوٹے بچوں کے کپڑے اکثر دودھ وغیرہ ڈالتے سے جلد میلے کچیلے ہو جاتے ہیں اور اونین بدلو آنے لگتی ہے کہ جس سے لینے اور رکھنے والوں کو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اسکی طبیعت بھی بسبب کثافت کے سست رہتی ہے بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور دُہلا ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ جب اسکے کپڑے میلے دیکھیں تو منہ ہاتھ پائون دہلا کر بدل دیا کریں اور تنگ کپڑے بھی نہ پہنایا کریں کیونکہ اس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے اور سوائے اسکے جلد ہیٹ جاتے ہیں اور بہت گوتا کٹاری کے بھی نہ پہنایاں عید بقر عید شادی مہمانی وغیرہ میں ایسے کپڑے پہنانیکا مضائقہ نہیں لیکن گہرے کپڑے کی سادہ ہی لباس پہنایاں تاکہ اوس کے بدن میں نہ چھبے اور دُہلنے میں بھی حرج اور وقت نہ ہو اور یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ خلاف شرع نو یعنی لڑکوں کو نریشمی کپڑا اور رنگون میں سُرخ شہاب یعنی کسم اور زرد زعفران کا نہ پہنایاں اسلئے کہ شرع شریف میں ایسا لباس مرد کو پہننا حرام اور منع ہے اور پہنایاں والا اس کا گنہگار پس ایسے خلاف شرع

اکپڑے پہنائے مین کہ مان باپ گنہگار ہوں اور بچے کو لڑکپن کے سبب سے
 کچھ حظ بھی نہ سواے نافرمانی خدا اور رسول کے کچھ حاصل نہیں بلکہ محض گناہ
 میں گرفتار ہو کر مواخذے میں پڑنا ہے اس زمانے میں تو کیسے کیسے عہدہ
 شرعی کپڑے سن اور سوت کے آتے ہیں کہ ریشمی کو بھی شرماتے ہیں انہیں سے
 جو پسند ہوں لڑکے کو پہنا دیں اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی
 ممانعت نہیں ہے اوسکو ہر طرح کا کپڑا جو ساتر ہو پہننا درست ہے ریشمی ہو یا
 سوتی کسم کا رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہنانا چاہیے مثلاً لڑکی
 کے پگڑی نہ باندھیں انگر کھایا ایسا پانچا مہ کہ جس سے ٹخنہ کھلا رہے نہ پہنا دیں
 ایسا ہی لڑکے کو زنانہ لباس جیسے اوڑھنی یا چوڑیدار پانچا مہ وغیرہ
 کہ جس سے مشابہت عورتوں کے ساتھ ہوتی ہو نہ پہنا دیں اس لئے کہ مرد
 کو عورت کی مشابہت سے اور عورت کو مرد کی مشابہت سے حدیث شریف میں
 نہی آئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کو ملعون
 فرمایا ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ
 بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے
 مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کی مشابہت کرنے والیوں کو ساتھ مردوں کے

پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد و عورت کو بات چیت لباس وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت نکرانی چاہیے سو مرد کے لئے ٹخنے سے نیچا پاجامہ پہننے میں ایک تو عورتوں کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف میں اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا اسْفَلَ مِنَ الْكُمَيْنِ مَزَلٌ لَكَ فَرَاهُو فِي النَّارِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز ٹخنوں سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کچھ پاجامے کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ انگر کما کرتہ چو غاجبہ وغیرہ جو ٹخنے سے نیچے ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونے کا کوئی زیور نہ پہنا دیں ۔ کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے یہاں تک کہ طبع کا بھی حکم نہیں ہے البتہ چاندی اور جو اہر موتی وغیرہ مرد کو پہنا درست ہے لیکن اس کا پہنا نا بھی لڑکے کو کچھ ضرور نہیں ایسا ہی اگرچی چاہے تو ایک آدھ کنٹاموتی کا گلے میں باندھ دینا ورنہ خیر سوائے اس کے بچوں کو بہت سا زیور پہنانے میں کئی نقصان ہیں ایک یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہیں کر سکتے کیل کو دین بہوشی کے سبب ہر ایک چیز گر جاتی ہے کہ جس کا اتنا پتا بھی نہیں لگتا مفت میں نقصان ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ میں کھیلتے ہیں ادن کو اکثر بدعلا دم ولا سے بگلی کو چے میں لیجا کر جان سے مار ڈالتے ہیں اور تمام زیور وغیرہ

ادنا لیتے ہیں پس اس میں جان اور مال دونوں کا نقصان ہے یقیناً بہت بناؤ
 سے اور بن بیا ہے بالغ لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اس واسطے
 لازم ہے کہ بچوں کو بہت زریب وزینت سے نہ لکھیں اس قدر کافی ہے کہ آٹھویں
 روز اونکو منلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا دیا کریں اور جس لڑکی کے سر پر بال ہوں
 تو خشک ہونے کے بعد اس کے سر میں تیل ڈال دیں پھر کنگھی کر کے چوٹی وغیرہ
 باندھ دیا کریں اور دو ایک زلیور کان گلے ہاتھ پاؤں میں پینا دین زیادہ نہ پینا دینا
 اور ہر روز مونہ ہاتھ بچوں کا دھوا دیا کریں منجن اور مسواک کی بھی عادت
 ڈالیں کہ اس سے مونہ کی بدبو جو کھانے پینے سے ہو جاتی ہے جاتی رہے
 علاوہ اسکے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بھی صاف اور
 چمکدار اور مضبوط رہتے ہیں سوا اسکے مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
 کا باعث ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ السَّوَّاءُ مَطَهَّرَةٌ لِلْفَمِ مَخْنَدَةٌ لِللِّسَانِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ مسواک سبب ہونہ کی پاکی کا اور سبب اللہ کی رضا مندی کا اسکے
 سوا اور بہت حدیثوں میں مسواک کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز
 صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کریں تاکہ اونکو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے
 صاف ستھرے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھتا ہے

اِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

فصل بچوں کو گفتگو وغیرہ سکھانیکے طریقے میں

مان باپ کو چاہیے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اسکو شروع ہی سے عمدہ عمدہ باتیں اور اچھے اچھے قاعدے اخلاق و آداب تعظیم و تکریم کے سکھائیں اور خوش خلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کریں۔ ہرگز سخت زبانی سے کلام نہ کرنے دین نرمی سے سب کام بنتے ہیں سختی سے سب امور بگڑتے ہیں حدیث شریف میں نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ مسلم نے جبر بن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِلَهُ وَ سَلَّمَ مَنْ لَحِزَ الرِّفْقَ لِحْزَمِ الْخَيْرِ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے اور جب اسکی زبان اچھی طرح کسل جاوے تو اسکو نود و نہ نام یعنی اسمائے حسنیٰ اور جہیل حدیث اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھائیں اور چوٹی چوٹی دعائیں ضروری کمانے پینے سونے وغیرہ کی بھی بچے کو یاد کرا دیں اور اسی طرح اور بھی آداب اور بھینٹے بیٹھنے سونے راہ چلنے کمانے چھینکنے جہائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکھاتے رہیں جیسے اپنے چھینکنے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا اور جو کوئی چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اس کے

۱۵ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تو یہ کرنے والوں کو اور چاہتا ہے پاک صاف رہنے والوں کو

۱۶ یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۱۲

جواب میں **يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ** کہنا اور اسکے جواب میں **يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ** کہنا
 سکھاوین جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
 رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ
 وَلْيَقُلْ أَمْنُهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ
 يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے جب چھینکے ایک تم میں کا تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے بہائی
 مسلمان اوسکا یا فرمایا یا اوسکا یرحمک اللہ پس جبکہ کہے اوسکو یرحمک اللہ تو اسکو
 چاہیے کہ کہے ہدایت کرے تم کو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا تمہارا احوال
 اور جمائی تیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا سکھاوین جیسا کہ مسلم نے ابو سعید خدری
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ
 سَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَاكَ بَأْسُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فَمِهِ
 فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ يَعْنِي بِشِكْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا
 جبکہ جمائی لے ایک تمہارا تو چاہیے کہ اپنا ہاتھ مونہ پر رکھے اس لئے کہ شیطان
 داخل ہوتا ہے اور کمانے کے وقت مونہ پیر کر یا مونہ پر ہاتھ رکھ کر کمانا
 سکھاوین اور ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اور فرج پوچھنا بتا دین تاکہ
 جب بچہ کسی سے ملے تو اوس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور فرج پوچھے
 لہ یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ۱۲ - ۱۳ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے اور تمہارے دل کی اصلاح فرماوے

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی یہ عادت تھی کہ جب ملتے
 تو پہلے سلام پر مصافحہ کرتے تھے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ
 الْكَلَامِ وَقَالَ هَذَا حَقٌّ مُتَكَرِّرٌ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام
 پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے قتادہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ قُلْتُ لِأَنَّهُ أَكَانَتْ الْمُصَافَحَةُ فِي أَهْلِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ یعنی قتادہ کہتے ہیں میں نے انس سے کہا
 کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مصافحہ تھا کہا ہاں اور جب
 بچے کو کسی محفل میں لیجائے گا اتفاق ہو تو اسکو چپ بیٹھنے کی تاکید کریں۔
 بہت بات نکر نے دین اوسی سے کوئی بات کرے تو اسکو معقول جواب
 دے نہیں تو خاموش بیٹھا رہے چپ رہنے میں سب برائیوں سے نجات ہے
 جیسا کہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص چپ رہا یعنی بُری بات
 سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤں سے اسکے سوا اور بہت حدیثیں غامضی
 کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اسی باب کی ایک حدیث آئندہ مذکور
 ہوگی اور بچے کو کیسی بات میں بھی نہ بولنے دین جیسے اکثر بچوں کی عادت

ہوتی ہے کہ ہر ایک کی بات کا مکزیج میں خود بول اوٹھتے ہیں اور دخل در معقولات
 دیکے بے سمجھے بوڑھوں کے مطلب کو فوت کر دیتے ہیں ایسی حرکت سے
 بچوں کو روکنا ضرور ہے۔ گالی دینے اور کوسنے لعنت کرنے جھوٹ بولنے سے
 ہی ہمیشہ ڈانٹتے رہیں اسلئے کہ یہ سب باتیں کمینوں کی ہیں شریفیوں کی نہیں
 ہیں اور شرعاً ہی گناہ میں داخل ہیں بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ
 نُسُوقٌ وَفَيْئَالَةٌ كُفْرٌ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نُسُوقٌ
 مُسْلِمَانِ كَافِرٌ هُوَ أَوْ سَكَارٌ أَوْ نَاكَرٌ هُوَ مُسْلِمٌ نُسُوقٌ أَوْ رَدَّ أَوْ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ رَوَايَاتُ كَمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَكُونُ لَكَ شَهْدَاءٌ وَلَا شَفَعَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 ابوالدرداء کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے
 بیشک بہت لعنت کرنے والے گواہی دینے والے اور شفاعت کرنے والے
 نہ ہوں گے اور جھوٹ بولنا ایسی بُری بات ہے کہ جس سے فرشتے میل بہر
 بہاگ جاتے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ ثَبَّاعًا
 عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِّنْ نَّوْءِ مَا جَاءَهُ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دور ہو جاتے ہیں اوس سے فرشتے یعنی محافظت

کرنے والے کو سبب نہر بسبب بدلوا دس چیز کے جسکو بندہ لایا یعنی جھوٹ اسکے
 سوا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت و جھوٹ پر پیدا نہیں کیا
 جاتا بعض مین یون ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جھوٹا نہیں ہوتا پس ان
 سب سے معلوم ہوا کہ جھوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید
 رکھیں کہ جھوٹ نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بھی قسم کمانے سے
 ممانعت کرتے رہیں کیونکہ اگر بچہ ہر وقت قسم کھاتا رہے گا تو بغیر خیال بیج اور
 جھوٹ کے قسم کھا بیٹھے گا اور جھوٹ پر قسم کمانے کا نہایت ہی گناہ ہے
 سوائے اسکے ہر وقت قسم کمانے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے اور
 قرآن شریف میں بھی بار بار قسم کمانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس آیت
 سے ثابت ہے وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ یعنی مت ٹھیراؤ اسد کو نشانہ
 قسموں کا اور اسد پاک کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کمانے
 دین کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک میں داخل ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن
 عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ یعنی ابن عمر کہتے
 ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے جس نے
 قسم کھائی سوا اللہ کے اس نے شرک کیا اور شرک سے ایمان جاتا رہتا ہے
 کہ بغیر توبہ کے پورا سید بخشش کی نہیں پس مان باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو

ہر ایک بُری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہیں تاکہ وہ کسی برے کلام
 کے عادی نہ ہو جاوین کہ پھر چوٹنا اوس کا مشکل ہو بلکہ جہان تک ہو سکے
 خاموش رہنے کی عادت ڈالیں بہت بکواس نہ کرنے دین اسلئے کہ چپ
 رہنے میں دونوں جہان کے فائدے ہیں دنیا میں تو ہر طرح کی آفتوں سے
 بچے گا اور آخرت میں جنت ملیگی جیسا کہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ دَسُّوا لِلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مَنْ
 يَقْمُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَمَّنْ لَهُ الْجَنَّةُ یعنی فرمایا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص صنّامن ہو میرے لئے اوس
 چیز کا جو اُسکی دونوں اڑھوں کے بیچ میں ہے یعنی زبان اور اوس چیز کا جو اُسکے
 دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے یعنی شر مرگاہ تو میں صنّامن ہوں اوسکے
 لئے بہشت کا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکھے اپنی زبان کو اون
 گناہوں سے جو اوس سے متعلق ہیں اور شر مرگاہ کو اون گناہوں سے
 جو خاص اوس سے متعلق ہیں تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بہشتی ہوگا۔
 کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے
 وعدہ جنت کے صنّامن ہونیکا فرمایا ہے جو کہ بچپن میں تعلیم بہت جلد اثر
 کرتی ہے اسلئے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو اوپر
 منقش ہو سکتا ہے اور مثل مشور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جھکتی ہے سو کھی

ٹوٹ جاتی ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ ابتدا ہی سے اپنی اولاد کو اچھی باتیں اور عمدہ خصلتیں سکھاتے رہیں اور بُرے کاموں کی بُرائی اور مذمت کرتے اور اوسکی سزا سے ڈراتے رہیں تاکہ بچے کے دل میں بد کاموں کی بُرائی اور اون کی سزا کا ڈر بیٹھ جاوے پہر ہمیشہ بُرے کاموں سے بچتا رہے بچہ سمجھ کر درگزر نہ کریں اس لئے کہ ایسی ناز برداری آخر کو باعثِ بگاڑ کا ہوتی ہے تعلیم اور تربیت بچوں کے مان باپ پر واجب ہے اسکا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ بچہ خراب نہ ہونے پاوے کیونکہ اوسکی اتہری میں مان باپ اور بچے دونوں کا نقصان اور دارین کی خرابی ہے یعنی دنیا میں اولاد کی اتہری سے مان باپ بدنام ہوتے ہیں اور بچے کو بھی اوسکی بد اطواری اور بیہودگی سے ہر طرح کی تکلیف اور ذلت پہنچتی ہے کہ جس سے مان باپ کو بھی صدمہ اور رنج ہوتا ہے اور آخرت میں بھی دونوں سے پوچھا ہوگی اولاد اپنی بد افعالی کے باعث سے مواخذے میں گرفتار ہوگی اور مان باپ اپنی بے تعلیمی کی وجہ سے اسلئے کہ بچے کی تعلیم اور تربیت کا حق مان باپ ہی پر ہے پس اولاد کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کرتے رہیں اور اسکی تربیت کا ہر وقت وہیان اور خیال رکھیں تاکہ اولاد اور مان باپ دونوں کو ثواب دارین حاصل ہو اور مواخذہ اُخروی سے نجات پاویں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ الَّذِیْ یَنْعِمُ عَلَی الصَّالِحِیْنَ

باب ششم

فصل بچوں کی بیماریوں اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بچوں کو یہ امراض بہت ہوتے ہیں جیسے آنکھ دکن
پیٹ پوننا دانت اور چچک نکلنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہیں اور اکثر ان کے
علاج کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے کہ دوا کرنا سنت ہے پس توڑا ساحل
اون کی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہ لکھا جاتا ہے تاکہ اوس کے
موافق عمل کریں پس جب بچے کے مسوڑ ہے پوئے معلوم ہوں اور اپنے ہاتھ
کو یا اور کسی چیز کو مونہ میں لیکر دبانے لگے تو ملٹی یا ہاتھی دانت کی چھنی بنا کر
بچے کو دین کہ وہ اوسکو دبا یا کرے تاکہ رال مونہ کی بہ جاوے اور شہدین سوہاگا
بٹنا ہوا ملا کے بچے کے مسوڑ ہون میں دوا ایک بار دن بہرین ملا کریں اور اس کے
تالو میں چنبلیا یا تلی کے تیل سے ماش کیا کریں کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے
ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہیں اور تکلیف کم ہوتی ہے۔ اور جب

اس لئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی و
ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قال قالوا یا رسول اللہ صلعم افنتد اوی قال
نعم یا عباد اللہ تداوا فان اللہ لم یضع داء الا وضع له شفاء غیر داء واحد اھوم یعنی اسامہ
بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کریں فرمایا اے
اللہ کے بندو دوا کرو بیشک اللہ نے نہیں رکھی کوئی بیماری مگر معین کی اوس کے لئے شفا سو اے
ایک بیماری کے کہ وہ بڑا ہا ہے ۱۲۔

بچے کا پیٹ پھولنا نظر آئے تو بھین میں نمک ملا کے گرم گرم سہتا سہتا اوس کے
 پیٹ پر ملین کہ نفع زیاچی کو بہت مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی کمی سے نفع
 ہوتا ہو تو چوہے کی میٹگنی ایلوے میں ملی ہوئی گرم کر کے اوسکے پیٹ پر ضما د کرین
 یہ واسطے دفع قبض اور اور اربول کے بہت مفید ہوتا ہے اور اگر صابون کا شام
 کرین تو یہ بھی رفع قبض کے لئے بہت فائدہ کرتا ہے اور اگر آنکھ میں دکنے
 لگیں تو یہ لیب لگانا بہت مفید ہے آننا بلدی گمسکے اوسمیں تھوڑی سی
 پٹکری اور افیون ملا کر کنکنا کنکنا بچے کی آنکھوں پر لگا دین اور یہ دوا بہی نکمہ
 میں لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفید اجسے پھول کہتے ہیں کسرے کے
 میان سے منگا کر کا سے کے برتن میں رکھ کے تانبے کی چیز سے خوب گسیمن
 اور دو چار چھوٹی الائچی ان اور دوا ایک پتے نیب کے بھی میکراوسمین ملا دین اور
 تینوں چیزوں کو اوسی کانے کے برتن میں تانبے کی چیز سے خوب گسیمن
 خوب حل ہو جاوین تو اون کو کسی سنگین کپڑے میں چھان لین بہر کورا کا جل اون
 دواؤں سے کچھ زیادہ ملا کر آنکھ دکنے سے تین روز کے بعد آنکھوں میں بہرین
 جس روز سے دکننا شروع ہوں اوسی روز نہ لگا دین بلکہ کوئی دوا بغیر گذرنے
 تین روز کے کہی نہ لگا دین ترکیب اس دوا کے آنکھ میں بھرنے کی یہ ہے
 کہ آنکھ آنے سے چوتھے روز جب بچہ رات کو سو رہے تو کوئی آدمی ہوشیار
 اوسکی آنکھوں کو اس طرح سے کھوے کہ دو نوپوٹے باہر نکل آوین پہر ان پوٹوں پر

ایک چٹکی اس دوا کی چٹک کے اون دونوں پوٹون کو ملا دے اور اپنی پتلی سے آنکھوں کو آہستہ سے مل دے پہرے سے آنکھوں کی کھول موڑ کر دے تاکہ گرم گرم پانی بجاوے اور یہ بھی مفید ہے کہ جب آنکھ دکنے آوے تو دوا ایک رومال ہلدی میں رنگ لین اور اسی رومال سے بچے کی جو آنکھ دکتی ہو او سے پونچھیں اور نیب کی دھونی دینا بھی آنکھ دکنے میں بہت مفید ہے اگر گرم زیادہ ہو تو نیب اور جھاؤ دونوں ملا کر دھونی دین اور دن میں دو تین بار دیا کرین اور انہیں دونوں چیزوں کو پانی میں جوش دیکر اس پانی سے دکتی ہوئی آنکھ کو دھو یا کرین یا سونف کے عرق سے دھو دین کر سادے یا ٹنڈے پانی سے نہ دھونا چاہیے اور دکتی آنکھ کو ہوا اور روشنی سے بچانا چاہیے کمانے میں نگین چیزوں سے پرہیز سرد اور ترش اشیاء کے استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضرور ہے اور جب بچے کو بخار آنے لگے تو تین روز تک کچھ دوا کمانے پینے کی ندیوں کیونکہ چپک میں بھی اول بخار آتا ہے اور اوس میں دوا کرنا مضر ہے اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک انتظار کرین اگر اس میں کچھ آثار چپک کے معلوم ہوں تو پھر ہرگز کسی طرح کی دوا کمانے پینے کی نکرین اللہ کے بہرہ سے پرچوڑ دین ورنہ حکیم وغیرہ کی رائے سے علاج کرین۔ علامتیں چپک کی یہ ہیں کہ اکثر غفلت کے ساتھ تپ بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت نہیں اوترتی ناک بہت بہتی ہے چینیکیں

بھی آتی ہیں اور بچہ اس بخار میں اکثر چونک پڑتا ہے ہتھیلیوں میں سونگنے سے
 بسا ہند معلوم ہوتی ہے اور بعضوں کی حالت اس بخار میں مرگی والے کی سی ہوتی
 ہے پھر جب سے دانے نظر آویں تو اول اسکی آنکھ اور جگر دل اور معدے
 پر جسے عوام کوڑی کہتے ہیں توڑا سا سرمہ لپسا ہوا لگا دین تاکہ سرمہ ان جگہوں
 کے مواد کو تحلیل کر دے پھر خاص ان مواضع میں چیچک نہ نکلے اور یہ اعضا
 رئیسہ و شریفہ اس کی تکلیف سے محفوظ رہیں - غذا میں کھڑی مسور کھلا دین
 کہ یہ مادے کو جلد کی طرف نکال دیتی ہے پھر دانے خوب اوہر آویں گے اور
 نمک کی چیزیں کم دین کہ اس سے دالون میں کجلی پڑ جاتی ہے ہوا سے بھی احتیاط
 رکھیں سرد اور ترش چیزیں ہرگز نہ کھلا دین کہ اس سے دالون کے بیٹھ جانے کا
 خوف ہے - روشنی سے بھی دور رکھیں تاکہ اسکی گرمی سے جو رطوبت جلد کے
 نیچے ہے زیادہ تحلیل ہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چیچک کے
 نمایان رہیں گے زائل ہونگے جلد یہ بھی کہتے ہیں کہ چیچک والے کے
 پاس حائض عورت نہ آوے اور اس کے قریب کسی چیز کا بگمار بھی نہ لگائے
 کیونکہ اسکی بھاپ سے زخم چیچک کا خراب ہو جاتا ہے بلکہ اس کے نزدیک
 نیب کی ٹھنی کا رکنا اور اسکی ہوا دینا اچھا ہے غرض کہ چیچک والے کو جب
 تب معلوم ہوتا صحت سوائے احتیاط ظاہری کے جو اوپر لکھی گئی کوئی اور
 دوا کمانے پیتے کی نہ دین مگر جس کی چیچک میں کچھ نقصان معلوم ہو یعنی دانے

اوپرے ہوئے ننون یا دانون میں گرٹا پڑ گیا ہو خواہ اون پر سیاہی آگئی ہو یا
 پورا مادہ چیچک کا نہ اوپر اہو اوس وقت حکیم کی رائے سے علاج کرنا ضرور ہے
 چند دوائیں چیچک کے ادبھار کی جو سننے میں آئی ہیں لکھی جاتی ہیں ولایتی انجیر
 یا ورق طلا شہد میں ملا کر کھلانا دریا ئی ناریل خواہ اُدران گمسکر پلانا خا ر و ار چو ہے
 کے کانٹوں کی دھونی دینا یہ سب دوائیں مفید ہیں اور چیچک کم نکلنے کے لئے
 ہر سال جب تک کہ نہ نکلے اوسکی فصل سے پہلی گدھی اور ریزہ پر جو نکلیں لگانا مفید
 ہے اونٹنی اور گھوڑی اور گدھی کا دودھ پلانا ہی چیچک کے کم نکلنے میں فائدہ بخشا
 ہے مگر گدھا مردار ہے اوس کا دودھ نہ پلاوین گھوڑا اونٹ حلال ہے امین کسی
 قسم کا نقصان نہیں ہے پانچ سات دانے بن بند ہے موتی کے بچے کو نگلانا ہی
 مفید ہیں لیکن ان سب چیزوں کا ایک بار کھلانا کافی ہے ہر سال ضرور نہیں مگر
 جو نکلیں ہر سال لگانا چاہئیں ان سب تدبیروں سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہنڈی
 میں ٹیکا لگانا کہتے ہیں اور اوسکو انگریزوں نے ایجاد کیا ہے دفع چیچک کیلئے
 بہت مفید ہے بارہا تجربے میں آیا ہے کہ جس کے ٹیکا لگایا گیا اکثر اوس کے
 چیچک نہیں نکلی اگر نکلی ہی تو بہت کم نکلی اور زور بھی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے
 کہ اپنے بچوں کی جانوں پر رحم کر کے ضرور ضرور اون کے ٹیکا لگا دیا کریں تاکہ وہ
 چیچک کی تکلیف سے بچیں اور ٹیکا لگاتے وقت بچے کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی
 تیسرے روز البتہ کچھ بخار ہوتا ہے اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان ہو چکے

وہ سب اس میں بھی نمودار ہوتے ہیں لیکن چیچک کی تکلیف سے اس میں تکلیف کم ہوتی ہے اور جتنے دنوں میں بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے اسے اتنے ہی روز اس میں بھی گزرتے ہیں اس کی احتیاط بھی اسی کے موافق جس تفصیل سے لکھی گئی کرنی چاہیے صرف کٹری مسور نہیں کھلائی جاتی ہے مگر جب تک بچہ دو مہینے کا نہ ہو اس کے ٹیکہ نہ لگانے دین اور اس ٹیکے کا اثر سات برس تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے بچے کو ٹیکہ لگایا جاوے تو سات برس تک پھر دوسرے کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ عمل ٹیکے کا بڑی ہی چیچک کو جو بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہیں بلکہ تمام ہوا حال اُن امراض کا جو سب بچوں کو ہوتے ہیں اور کوئی اُن سے نہیں بچتا۔
فصل اوں امراض اور ادویات کے بیان میں جو بعض بچوں کو

ہوتے ہیں

جاننا چاہیے کہ اکثر امراض ایسے ہیں کہ وہ سب بچوں کو نہیں ہوتے بعض کو ہوتے ہیں جیسے اُمّ الصبغیان یا پسلی کا مرض جس کو بادون کی بیماری بھی کہتے ہیں یا سوکے کا مرض کہ جس سے بچہ دُبلتا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری کہ اس میں بچے کے جگر بے بند ہو جاتے ہیں اور دودھ نہیں پی سکتا اکثر ان امراض میں بچے کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے جو کہ یہ سب مرض اکثر اُن کی بے احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہیں اس واسطے شرح ان کی احتیاط اور ادویات

کی لکھنی ضرور ہونی آب جاننا چاہیے کہ اُمّ الصبیان کا مرض اکثر حمل میں سرد
 اور ترش چیزیں اور ہرن کا گوشت کمانے سے ہو جاتا ہے علاج اس کا بہت
 مشکل ہے اگرچہ طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پیاز سونگھانا اور اوسکا عرق
 تالو اور ہتیلیوں میں ملنا اور کچھ لکھنی سونگھانا اور مور کے پر گھوڑے کے پر اسبند
 ہلدی ان سب کو ملا کے دھونی دینا بہت مفید ہے اور لال کا خون بھی تالو
 پر ملتے ہیں اور کھل بھی سونگھاتے ہیں اور یہ بھی دیکھا ہے کہ اس مرض والے
 کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی میں بٹھا دیتے ہیں یعنی جتنے بار اس
 مرض کا دورا ہو اوتنے ہی بار مریض کو ایسے گرم پانی میں بٹھانا چاہیے کہ دیگ
 کا پانی بہت ٹھنڈا نہ ہو گیا ہو کنگنے سے کچھ زیادہ تیز ہو ہر دورے میں مریض
 کو اوسمیں بٹھا دیں اور جب دورا موقوف ہو اوسکو دیگ سے نکال لیں
 مگر ان ترکیبوں سے اوسی وقت فائدہ ہو جاتا ہے ہمیشہ کے لئے مرض کا
 استیصال نہیں ہوتا اس مرض والے کی بہت احتیاط رکھیں آگ اور پانی
 اور بلندی پر چڑھنے سے بچا دیں اور بہت روشنی بھی اس مرض والے کے قریب
 نہ رکھیں ایسے کہ اکثر ان چیزوں سے اس مرض کا دورا ہوتا ہے تھماوٹ اور
 ابر اور سردی میں دودھ پلانے والی کے سرد اور قابض چیزیں اور چکنائی کمانے
 سے بچے کو پہلی اور بادلوں کی بیماری ہو جاتی ہے یہ مرض بھی سخت ہے علاج اسکا
 اکثر گرم اور دست آور دواؤں سے ہوتا ہے جب تک اس مرض میں دست نہ پون

بچے کی طبیعت صاف نہیں ہوتی ہے اس مرض کا علاج بہت ہی جلد کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ بیماری طول نہیں پکڑتی دو چار ہی پہرین بچے کا کام تمام ہو جاتا ہے اگر بہت ہی طول ہوا تو دو تین روز سے زیادہ نہیں گزرتے اگر تین روز سے زیادہ اس مرض میں دیر ہو جاوے تو کچھ بچے کی زندگی کی توقع بند ہجاتی ہے اسی لئے اس مرض کا طول پکڑنا خیر کی علامت ہے اس بیماری کے لئے بھی دست آور دوا بہت مفید ہے اگرچہ اسمین ہیر ہوٹی بھی کھلاتے ہیں۔ خرگوش کا خون بھی بچے کو پلاتے ہیں اور ہرن کی ناف میں جو ایک تاگا سا نکلتا ہے اس کو گسکر اس مرض والے کی پسلی پر جدھر کی پسلی میں گڑھا پڑتا ہو ضما د کر دیتے ہیں سوکے کی بیماری کے لئے کیکڑا کھلانا مفید ہوتا ہے اور گونگے کا کیرا بھی گئی میں تل کر اس مرض والے کو کھلاتے ہیں پچان اس مرض والے کی یہ ہے کہ لوین اس کے کان کی ایسی سن ہو جاتی ہیں کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اس کو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ کیا چیز دبائی جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے لگتا ہے یعنی جس بچے کو یہ مرض ہو اس کا جو ٹاٹھا کھانے یا باپ یا پسینا لگنے یا اس مرض والے کی مان کا دودھ پینے سے دوسرے بچے کو بھی یہ مرض ہو جاتا ہے اسی لئے بچے کی اس مرض سے بہت احتیاط رکھتے ہیں بیان تک کہ بڑبھان تو اس مرض والے کی مان بکے آئیل سے بھی بچے کو بچاتی ہیں کہ وہ اس کو سرور بدن پر نہ پڑنے پاوے

اس لئے کہ یہ مرض اکثر مہلک ہوتا ہے اور علاج اس کا بہت ہی مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچنے کی جان بچتی ہے نہیں تو خیر مگر شرع شریف میں یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی جیسا کہ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا عَدَاوِي وَلَا هَامَزَةٌ وَلَا نَوَاءٌ وَلَا صَفَرٌ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نوہ ہے اور نہ صفر ہے تو، ایک ستارے کے غروب دوسرے کے طلوع کو کہتے ہیں عرب کا گمان تھا کہ مینہ اسی سبب برتا ہے جیسے ہندو کہتے ہیں کہ مینہ فلانے پنچتر سے برتا ہے ہامہ عرب کے گمان میں یہ تھا کہ میت کی ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اوڑتا پرتا ہے صفر کے مینے میں عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ نزولِ بلا و حوادث و آفات کا ہوتا ہے اس کے سوا اور بہت اقوال ہیں سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب عقائد کو باطل فرمادیا پس ان عقائد سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ ہرگز ایسا اعتقاد نہ کرے تاکہ ایمان جو اس المالِ مومن ہے سلامت رہے جمگو گا وہ بیماری ہے جو چھٹی چلے کے اندر بچے کہ ہو جاتی ہے اوس سے جڑے بند ہو جاتے ہیں اور دودھ نہیں پی سکتا ہے اوس کے لئے یہ علاج بہت مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اوس بچے کے جھڑون پر ملیں اور ترقی بہر بچے کو

کسلا ہی دین ہینگ اور کافل ہی جیڑون اور کنپٹون پر ملتے ہیں لیکن سنا ہے کہ پہلا علاج اس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی کے پونچنے سے ہو جاتی ہے ہمیں ہی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ چوٹے بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مثل ہول کے ہوتا ہے ذرا سی بے پروائی سے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے پر سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہ لکھ دئے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب سے یہ نسخہ بیان کر دین پر اس کی صلاح سے بچون کو دوا پلاوین تو بہت مناسب ہے کیونکہ بچوں کے مزاج تابع مزاج مان باپ کے ہوتے ہیں اسلئے حکیم سے دریافت کر لینا بہت ضرور ہے۔

فصل بچوں کی دوا کر نیکے طریقے میں

جاننا چاہیے کہ بچے کو دودھ چوڑانے کے بعد جلد جلد سہل ندین چٹے مینے دینا کافی ہے پانچ برس تک یہی قاعدہ جاری رکھیں بعد اسکے ہر بغیر ضرورت قوی کے سہل ندین کیونکہ بہت سہل دینے سے معدہ ضعیف ہو جاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور معدے کی کمزوری سے غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سہل ندین ایسا ہی جہاں تک ہو سکے فصد جو ناک بچنے وغیرہ کی بھی احتیاط رکھیں بے شدید حاجت کے

ان میں سے کسی چیز کا استعمال نہ کریں خصوصاً بچپن اور ضعیفی میں فصید لینا
 بہت ہی مضر ہے بلکہ طب کی کتابوں میں تو پندرہ برس سے پہلے اور ساڑھے برس
 کے بعد فصید لینے کو منع لکھا ہے مگر چونکہ وغیرہ کا ضرورت کے وقت چند
 مضائقہ نہیں لیکن اس سے بھی جہان تک ممکن ہو چتے رہیں اور بغیر ضرورت قوی
 کے نہ لگا دیں غرض کہ خون کے نکلانے میں نہایت احتیاط کریں کیونکہ انسان
 کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی قوت پر مدار زندگی کا ہے پس اس کا خیال
 رکھنا بہت ضرور ہے تاکہ اعضاے رئیسہ یعنی دل و دماغ اور جگر میں ضعف
 نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضا کے ضعف سے اکثر ایسے مہلک اور سخت
 مرض پیدا ہوتے ہیں کہ علاج اولیٰ دشوار و مشکل ہوتا ہے پھر امید زلیست کی
 نہیں رہتی اور اعضاے رئیسہ کی قوت خون کی پیدائش میں منحصر ہے پس
 جہاں تک ممکن ہو خون کے نکلانے سے بہت بچیں بیماری کے وقت کسی
 سمجھدار ہو شیاء حکیم کا علاج کریں جاہل اور عطائی کا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہیے
 اس لئے کہ جاہل حکیم کے علاج میں ہر طرح کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ بلکہ
 جان تک کا خطرہ ہے اس واسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے نقصان
 پہنچتا ہے تو تجربہ کار حکیم سے بھی اس کا سنبھال مشکل ہوتا ہے جاہل نا تجربہ کار
 کی دوا کرنے پر بیشل صادق آتی ہے کہ لگا تو تیر نہیں تو لگا ہے اسی واسطے
 بزرگوں نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملّا خطرہ ایمان۔ پس لازم ہے

کہ جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار طبیب کا علاج کریں
 ورنہ بقول بزرگوں کے کہ پیش طبیب مرد پیش تجربہ کار برد کسی بڑے تجربہ کار کی
 دوا کریں اگرچہ بے پڑا ہو علاج کے زمانے میں حکیم کے کہنے کے موافق
 دوا کریں اپنے رائے کو دخل ندین اور پرہیز کا ضرور بندوبست رکھیں کسی طرح
 کی بے احتیاطی اور بد پرہیزی نہ کرنے دین اس لئے کہ بد پرہیزی سے دوا کا کچھ
 نفع ظاہر نہ ہوگا بلکہ مرض میں زیادتی ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے
 زیان کا خوف ہے پس پرہیز کو علاج پر ہی مقدم رکھیں کیونکہ یہ بھی ایک بڑی
 دوا ہے کہ اکثر چوٹی چوٹی بیماریاں جیسے زکام کمانسی وغیرہ نرے پرہیزی سے
 جاتے رہتے ہیں کچھ حاجت دوا کی نہیں ہوتی پس مناسب ہے کہ ایسے مرضوں
 کا علاج بھی نہ کریں اللہ ہی کے بہرہ سے پرچوڑ دین لیکن اس مرض کی مفسر خیر
 سے ضرور پرہیز رکھیں اور بڑے معنوں کے لئے پرہیز کرنا آدھی دوا ہے جیسا کہ
 کسی شاعر نے کہا ہے شعر

کہتے ہیں پرہیز آدھی ہے دوا	ہے طرف پرہیز کارون کے خدا
----------------------------	---------------------------

اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پھر حکیم کی رائے کے موافق علاج کریں اور جو
 پرہیز بتا دے اس پر عمل کریں کس واسطے کہ بد پرہیزی سے بیماری کی زیادتی
 ہوتی ہے پھر کوئی دوا مرض کو نفع نہیں کرتی اگرچہ ہونا دہی ہے جو خدا کو منظور
 ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی وجہ سے مسقت کی ندامت اور بدنامی حاصل ہوتی

ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ دیگر شہادت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تہوڑی سی لذت کے واسطے مخلوق کی طعنہ زنی اور ہٹاوے اور اپنے اور پر نادانی اور حماقت کا دہہ بٹانگا دے۔

فصل اول عملوں کے بیان میں کہ جن کا کرنا شرعاً منع ہے اور اول عملیات کی تفصیل میں جن کا کرنا جائز ہے

جاننا چاہیے کہ اکثر امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں اپنی اولاد کے واسطے گنہگار بن جاتی ہیں اور ایسے واہیات عملوں میں جو شرعاً منع ہیں اور اولاد میں غیر اسدہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال و ایمان ضائع اور تباہ کرتی ہیں جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی انٹی جیپک نہ نکلنے کے لئے بچوں کے گلے میں ڈالنا یا کسی بیماری سے اچھے ہونے کے لئے شاہ عبدالحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا بخار میں فقیروں سے منکا لیکر بچوں کے گلے میں باندھنا یا نظر دور ہونے کے لئے مرجین وغیرہ بچے کے سر سے اتار کر چوڑے میں جلانا یا آنکھ دکنے میں چھوٹ جانا غرض کہ ایسے واہی تباہی عمل اور ٹوٹکے اکثر اپنی حماقت سے کیا کرتی ہیں جن میں دین و دنیا کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ دونوں جہان کا نقصان ہے بہلا غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک ناڑے کی آنٹی بچے کے گلے میں ڈال دی یا سات مرجین اور راتے سے پانوں کے نیچے کی خاک لیکر اوپر جھاڑو کے تنکے رکھے بچے پر سے اتار دے

یابان کی رستی میں روئی پیسٹ کر گھی میں ڈبو کے آگ سے جلا کر اوسکی بونڈین
 تھالی بہر پانی میں پٹکا دین تو اوس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہے گا یا تین بتیان
 زخم یا پھوڑے پر سے اوتا کر راہ میں پھینک دین اور خدا در رسول اور چاند
 چاندنی کو اوس زخمی کا نام لیکر سوئپ دین اور کسی شخص کو او سپر گواہ اور شاہد
 کر لین پس وہ گواہی یا وہ بتیان پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کر دینگی یا چاند
 چاندنی اوس زخمی کو ہلاک نہونے دین گے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم موت سے کسیکو بچالین گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات
 کئے ہوئے مدت تیرہ سو برس کی گذری آپ کو کیا معلوم کہ میری اُمت میں سے
 کون بیمار ہے کون مجھ کو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون قرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی
 جلانے اور مارنے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی میں ہی
 کچھ اختیار نہ تھا ورنہ آپ کے صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں آپ کے سامنے
 کیوں وفات پاتیں پس ایسے عملیات سے کہ جنہیں کچھ فائدہ نہو بلکہ اور ایمان
 کا نقصان ہو بچنا ضرور ہے ہاں وہ اعمال کرنے چاہئیں جنہیں کوئی خلافت
 شرع بات نہو اور بہتر سے بہتر وہ ہیں جو حدیث شریف سے ثابت ہیں اسلئے کہ وہ
 خاص رسول خدا کے سکھائے ہوئے ہیں جو خیر و برکت اول میں ہوگی وہ اور
 اعمال میں ہرگز نہ ہوگی اس واسطے کہ خود آپ نے دوا دوا کرنے کا حکم دیا ہے
 جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت

کیا ہے قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَتَدَاوِي قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ تَدَاوُوا
 فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْقَهْرُ
 یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کریں آپ
 نے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو دوا کرو اس لئے کہ نہیں رکھی اللہ نے کوئی بیماری
 مگر مقرر کی اوسکے واسطے شفا سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑھا رہا ہے اور ترمذی
 نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا قَالَ دَسُّوا لَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَلَعَلَّكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِاللَّحَاءِ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک دوا نفع کرتی ہے اوس
 چیز سے جو اوتری اور اوس چیز سے جو نہیں اوتری پس لازم کرو اپنے اوپر اے
 اللہ کے بندو دوا کوان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کرنا خود آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائیں اور دعائیں اپنی اُمت
 مرحومہ کو تعلیم فرمائیں چنانچہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور اکثر کتابوں کا اردو
 زبان میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے ہر شخص اُردو خوان ادین سے دیکھ کر عمل کر سکتا ہے
 اسلئے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت
 پڑتی ہے اور علمائے ربانین نے ان کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اس فصل میں
 لکھے جاتے ہیں عمل حفظ اطفال کا جو شفاء العلیل میں لکھا ہے یہ ہے۔
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ

شَيْطَانٍ وَهَامَّاتٍ وَعَيْنٍ لَا مَنَافَةَ تَحْمَسَتْ لِحِصْنِ الْفِائِلِ كَاوَلٍ وَلَا قُوَّةَ
 إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اس تعوید کو لکھ کر بچے کے گلے میں ڈال دین انشاء اللہ
 تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیریلے کاٹنے اور نظر لگنے
 سے محفوظ رہے گا چیچک کا عمل یہ ہے کہ جب بچے کو آثار چیچک کے معلوم ہوں
 تو کوئی شخص قرآن پڑھا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکھ کر سورہ حمل
 پڑھنا شروع کرے جب قِبَايَ الْاِذْ ذِكْمَا تَلَا بِنِ پڑھو پچھتے تو اس دورے پر
 دم کر کے ایک گروہ دے اور جتنی باریہ آیت آوے اتنی ہی گرہیں اس تاگے
 میں لگا دے پھر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگہ بچے کے گلے میں باندھ
 دے حق تعالیٰ اپنے فضل سے اس مریض کو اس بیماری سے صحت دے گا۔
 دوسرا عمل چیچک کا یہ ہے کہ جب چیچک کی فصل آوے تو کسی دن سورہ بقرہ
 ایک بار بچے کو پوری سنو ادین اس طریقے سے کہ پڑھنے والا اور بچہ دونوں ہناؤ
 ہوں اور جو شخص زیادہ کہتا ہو اس کو کھانا کھلانے کے لئے بٹھا کر اڑھائی پاؤ چائو
 کا خشک معشکر اور دہی اور بقدر حاجت گھی کے اس کے سامنے رکھ دین جب سورت
 پڑھنا شروع ہو تو وہ شخص کھانا شروع کرے اور پڑھنے والا اس طرح سے پڑھے کہ
 الفاظ اس کے اچھی طرح سمجھ میں آویں اور بچے کو سننے کے واسطے اس کے
 پاس بٹھاویں پھر سورت کے ختم ہونے کے بعد بچے پر دم کر دے انشاء اللہ تعالیٰ

اس عمل سے اوس برس چپک نہ نکلے گی اگر نکلی بھی تو سہل اور آسان نکلے گی کہ کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہونچے گا نظر کا پہلا عمل اگر نظر لگانا اور نظر لگانا یہ معلوم ہو تو اوسکا موہنہ اور دونوں ہاتھ پانوں اور شہر مگاہ دہاتوں اور اوس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چڑکدین انشاء اللہ تقائے اوسی دم وہ چہا ہو جاوے گا۔ دوسرے عمل نظر کا جب نظر لگانا یہ معلوم ہو تو نظر لگاتے وقت یا جس وقت خود اوسکا ذکر کرے اوس شخص کا نام لیکر پکارین انشاء اللہ تقائے اثر نظر کا جاتا رہے گا اور یہ عمل سحر کے واسطے بھی مفید ہے یعنی اگر جادوگر معلوم ہو تو اسی طرح اوس کا بھی نام لیکر پکارین انشاء اللہ جاسے تو سحر کا اثر جاتا رہے گا۔ تیسرا عمل نظر کا یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہ ہو اور نظر لگانے والا معلوم نہ ہو تو چاہیے کہ ایک پاک تاگاتین ہاتھ ناپ کر نظر زدہ کے پاس رکھ دین اگر وہ بچہ ہو تو اوس کی کھلائی وغیرہ کو دیدین تاکہ وہ اوس دہانے کو بچے کے پاس رہنے دے پھر کوئی شخص بِسْمِ اللّٰهِ وَكَافَرَاتٍ الْاِیْمَانِ اور سورہ فاتحہ کو تین تین بار پڑھ کر ایک بار یہ عزیمت پڑھے جب لفظ فلان ابن فلان پر پہونچے تو جیسے اسکے نظر زدہ اور اوسکی مان کا نام لے پھر سب عمل پورا کر کے نظر زدہ پر دم کرے اور اوس تاگے کو دوسری بار ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ یا کم ہو جائے تو جانے کہ اس کو نظر لگی ہے اوس وقت اس عمل کو پھر تین بار پڑھ کر نظر زدہ پر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ نظر کا اثر دور ہو جاوے گا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم کریں کہ نظر نہیں لگی پھر اس عمل کو

دو بار اطرہا ضرور نہیں عرمت یہ ہے۔ عَزَمْتُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِي
 فِي فُلَانٍ بِنِ فُلَانَةٍ أَوْ فُلَانَةٍ يَبْتَ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللَّهِ وَبِنُورِ عِظَمِهِ وَجْهِ اللَّهِ
 بِمَا جَرَى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِي فِي فُلَانٍ بِنِ فُلَانَةٍ
 بِحَقِّ إِشْرَافِيَا بَرَاهِيَا أَذُونِيَا أَصْبَابُ إِلَى شَدَائِي عَزَمْتُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْعَيْنُ
 الَّتِي فِي فُلَانٍ بِنِ فُلَانَةٍ بِحَقِّ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ تَهْتُ
 عَلَيْهِ أَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ وَأُخْرِجِي يَانَفْسُ الشَّوْءِ مِنْ فُلَانٍ بِنِ فُلَانَةٍ كَمَا
 أُخْرِجُ يُوسُفَ مِنَ الْمِصْرِ وَجِبِلَ لِمُوسَى فِي الْبَحْرِ طَرِيقٌ وَالْأَفَانِتِ بَرِيْعَةٌ
 مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَاللَّهُ تَعَالَى بَرِيٌّ مِنْكَ أُخْرِجِي يَانَفْسُ الشَّوْءِ مِنْ فُلَانٍ
 بِنِ فُلَانَةٍ يَا لَيْفَ الْعَيْنِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ
 لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أُخْرِجِي يَانَفْسُ الشَّوْءِ يَا لَيْفَ الْكَحُولِ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ
 الْعَظِيمِ وَنَزِّلْ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنزَلْنَاهُ لَا
 الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَهُ خَاشِعًا مُّصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا
 وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ حُسْبَنَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
 قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَكَوْنِهِ وَمُسْتَحْزَمِهِ
 مَرِيضِ بِالْيُوسِ الْعِلَاجِ كَامِلِ يَعْنِي جِسْمِ جَادُو كَاثِرِهِ أَوْ اِسْ بِيَارِ كَيْ يَكُنْ
 اِجْمَانَهُ هُوَ تَا هُوَ عِلْمِ اِسْ كَيْ عِلَاجِ سَ عَاجِرِ هُوَ كَيْ هُوَ جِنِّي كَيْ سَفِيْدِ بَرْنِ

میں یہ اسم کمین پر پانی سے دھو کر چالیس روز تک پلاوین اسم یہ ہے یا حٰی
 حَیْنَ لَا حَیْنَ فِیْ دُیُومَہِ مُلَکِہِ وَبَقَاہِ یا حٰی اس اسم کے بعد اگر سورہ فاتحہ ہی
 الکمین تو بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد فائدہ حاصل ہوگا دفع تب کا عمل حسب کتاب
 آتی ہو او سپر ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورہ مجادلہ تین بار پڑھ کر دم کر دیا کریں انشاء اللہ
 تعالیٰ صحت ہو جاوے گی اور چہ آیتیں قرآن شریف کی جنکو آیات شفا کہتے
 ہیں ہر مرض کے واسطے مفید ہوتی ہیں یعنی جس مرض کے واسطے چاہے اون
 آیتوں کو ایک چینی کے سفید برتن میں لکھ کر نبی کو پلاوین انشاء اللہ تعالیٰ صحت
 پاویگا اور وہ آیتیں یہ ہیں وَکَشَفَ صُدُورَہُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَشَفَّاءُ لِّمَا فِی الصُّدُورِ
 یُخْرِجُ مِنْ بُطُونِہَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلرَّاسِ وَنَزَلَ مِنْ
 الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وََاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ کَاشِفُ الْعَذَابِ
 لِّیْ ذَیْنِ اٰمَنُوْا هُدًی وَشِفَآءٌ پس یہی چہ آیتیں ہیں جو ہر مرض کی دوا ہیں
 جب آدمی بیمار ہو تو ان کو لکھ کر ہر روز پی لیا کرے پانی میں پیے یا عرق میں یعنی اگر
 حکیم پانی نہ بتاویں تو عرق میں ان آیات کے برتن کو دھو کر پیے اللہ چاہے
 تو صحت پاوے۔

باب ہفتم

فصل منت اور نذر وغیرہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بہلائی کے لئے انبیاء و دیالما کی نذرین

اور نہتین مانتے ہیں سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی صالح ہو یا طالح کسی طرح
 کی منت مراد مانگنا یا اوس کی نذر و نیاز کرنا اور اوس سے مدد چاہنا یا کرنے میں نفع
 اور نہ کرنے میں ضرر سمجھنا محض شرک ہے برائی اور بہلائی کا مالک خدا کے سوا
 کوئی نہیں ہے **کَلَّا فَعِمْ كَافَعٌ وَلَا ضَارٌّ إِلَّا هُوَ** سے یہی مراد ہے اور انبیاء علیہم السلام
 کا اپنی امتوں کو یہی ارشاد ہے جمال و عوام میں انواع و اقسام کی نذرین و نشتین
 مشہور و متعارف ہیں اون سب کا اس جگہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہیں اسلئے
 بطور مثال کے بعض پر کفایت کیجاتی ہے جیسے کوئی محرم میں فقیری پنا کر امام حسین
 رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی منہدی
 روشن کر کے اونکے نام کی بدبھی پھیناتا ہے کوئی سردار سلطان کی چھڑی کے نیچے
 اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھ لگاتا ہے اور اونکے نام کا روزہ رکھ کر اوس کی چھڑی کے
 پاس شربت کا بھر پیا لہ رکھتا ہے پھر بڑھائی سے اونکی سوہیلی گوا کر اوس پیالے
 میں پھول ڈال کر اوس شربت سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اوس کی چھڑی کے پاس
 بچے کو بٹھا کر بڑا اونکے نام کا پھیناتا ہے کوئی بچوں کی بیماری کے وقت ولیوں
 کا سردار مانتا ہے کہ جب یہ اچھا ہوگا تو ہم ٹوکرا سر پر کیکے عورتوں کا غول لیسکر
 ننگے پانوں بنیوں اور ولیوں پیروں اور شہیدوں کے نام لیکر گھر گھر بیک مانگیں گے
 اور اوس ہینگ سے ان سب بزرگوں کی نیاز کریں گے کوئی سفر کے وقت اپنے عزیز

۱۲ نیک ۱۲ یعنی نہیں ہے کوئی نفع دینے والا اور نہ ضرر پہنچانے والا اللہ تعالیٰ کے سوا ۱۲

کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باندھتا ہے اور اس مسافر کو
 امام ضامن کی ضمانت میں سوہناتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے مولیٰ کل کشا
 علی کی منت کا دونا اوٹھاتا یا اون کا روزہ رکھتا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گائے بیچ
 کرتا ہے سو یہ سب باتیں خلاف شرع اور گنہگار ہوا شرک اور بے اہل محض ہیں
 ان سب کاموں سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے بہر دنیا میں ذلت قبر میں عذاب
 قیامت میں مشرکوں کا ساتھ جنت سے محروم دوزخ کا گنہگار قرآن مجید
 اور حدیث شریف سے خوب ثابت و متحقق ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی ایسے
 کہ مشرک اکبر کبار ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہوں اون کی بخشش کی اُمید ہے
 مگر مشرک بال برابر ہی معاف نہوگا مشرک کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات
 کو مخلوق میں سمجھنا یا اس کی تعظیم اور عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا یا بندوں کو
 اپنے نفع و ضرر کا مالک و مددگار جاننا یہ سب مشرک میں داخل ہے پس ہر ایک کو
 لازم ہے کہ جو کچھ مانگے اپنے مالک ہی سے مانگے کو نسا کام ہے جو خدا سے نہیں
 ہوتا اور مخلوق اس کو کر سکتی ہے ذرا سوچو تو کہ جس کام اور مصیبت کے لئے
 تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب ایذا اور تکلیفیں خود اولیا انبیاء پر گذر چکی ہیں مثلاً بیمار
 ہونا اولاد نہ ہونا اولاد کا مرجانا محتاجی کا ہونا لڑائی میں شکست پانا اور وہ اون
 تکلیفوں کو دفع نہ کر سکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور کریں گے بہر خدا کو چھوڑ کر
 اور دن کے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو بھولنا اور اس کی اطاعت سے

باہر ہونا کون عقلمندی ہے اوسی مالک سے کیوں نہیں مانگتے کہ جس کے بنی
ولی سب محتاج ہیں نظم

خدا فرما چکا قرآن کے اندر	مرے محتاج ہیں پیرو پیہر
نہیں طاقت سوا میرے کتنی	کہ کام آوے تمہاری بیکسی ہیں
جو خود محتاج ہووے دوسرے لیک	بھلا اوس سے مدد کا مانگنا کیا

پس خدا کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگے اوسی کی بندگی کرے اوسی سے مراد
چاہے اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتوں میں دخل نہ دے یعنی جب
کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالیٰ ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت
کو بر لا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی منت
مانے مثلاً یوں کہے کہ اگر میری حاجت بر آئے گی تو اللہ کے واسطے اتنے
روزے رکھوں گا یا اس قدر نماز پڑھوں گا یا اتنے مسکین کھلاؤں گا یا اتنے تنگوں
کو کپڑے پہناؤں گا یا کوئی مسجد بناؤں گا یا اتنا روپیہ خیرات کروں گا یا اتنے
محتاجوں کو حج کروں گا یا خود حج کروں گا پس ایسی منتیں سوا خدا کے اور کسی مخلوق
کی نہ مانے اس لئے کہ ۵

وہ مالک ہے سب اور اگر مانا جائے	نہیں ہے کوئی اوسکے گہ کا مختار
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے	جسے تم مانگتے ہو او لیا سے
خبر قرآن میں ہے یہ محقق	نہ بخشے گا خدا امشرک کو مطلق

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کتنا	یہی ہے شرک بار و اس سے بچنا
معاذ اللہ جسے اوس نے نہ بخشا	مقررہ جہنم میں پڑے گا
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو	تو پھر تم منتین کیوں مانتے ہو
تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا	محمدؐ نے کہاں ہے یہ بتایا

ہلکا بتاؤ تو کون سی حدیث میں مخلوق سے مردمانکے کا حکم آیا ہے کہ جس کی پیروی تم کرتے ہو اور موحّدوں کو بزرگوں کا منکر بتاتے ہو تم خود تو شیطان کی پیروی کرتے ہو اور ہم کو دشمن بزرگوں کا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہو اسلئے کہ جو امر قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت نہ ہو اور کوئی اپنے دل سے ایجاد کر لے وہی راہ شیطان ملعون کی ہے اوسى سے انسان دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کا غصہ اوس پر نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اسی واسطے بھیجا ہے کہ وہ اوسکی رضا مندی کی راہ لوگوں کو بتا دیں اور کتاہیں بھی اسی واسطے نبیوں پر نازل کی ہیں کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہو دے پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید میں نہ ہو اوس سے انسان کو بچنا ضرور ہے اپنی عقل کو دین کے کام میں داخل دینا بچا ہیئے اس لئے کہ دین کی باتوں میں نری عقل سے کام نہیں چل سکتا عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا میں اتنے نبی اور اسقدر کتاہیں کیوں پہنچی جاتیں اور انکے ماننے میں جنت کا وعدہ اور نماننے پر دوزخ کی وعید کیوں ہوتی اور جو مشرک نری اپنی راے سے خالق کو مخلوق

کی برابر سمجھتے ہیں اور اوس کی صفات قدیم میں بندوں کو شریک کرتے ہیں بلکہ اکثر باتوں میں مخلوق کو اوس پر فضیلت دیتے ہیں یہ محض خلاف عقل ہے یہ بلا غور کرو کہ جب دنیا میں کوئی غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چوڑ کر دوسرے شخص کو اپنا مالک سمجھتا اور اوس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اوس وقت اوس کے مالک کو اوس پر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع کرنا ناگوار رہی گذرتا ہے اگرچہ وہ شخص جسکی طرف اوس غلام نے رجوع کی ہے مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیون نہو پس اوس مالک حقیقی اور خالق برتر کو کہ جسکے مخلوقات پر کردار احسان ہیں دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غیظ اور غضب نہ آویگا اور کیا کیا سزا دے گا پس لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور شیطان کی راہ چوڑو لفظ

ہے شیطان دشمن اولاد آدم	سکھاتا ہے وہی راہ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا	کیونکہ ہے وہ قبروں پر مہجکتا
غرض اللہ سے دونوں کو روکا	ہلکا کر راہ جہنم میں جھونکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل کرو کہ نجات داریں کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد مانگتے ہیں کیا اونکی سب نیتیں پوری ہی ہوتی ہیں یا کوئی عزیز و قریب اون کا نہیں مروتا یا بیزار نہیں ہوتا یا کوئی ایذا اور صدمہ دنیا کا اون کو نہیں پہنچتا بلکہ جو حال موجود

کا ہوتا ہے وہی مشرکون کا صرف اتنا فرق ہے کہ جب کوئی مراد مشرک کی
 پوری نہیں ہوتی تو اوس کا دین و دنیا دونوں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں بخلاف
 موحّد کے کہ اگر اوسکی مراد پوری نہوئی تو اوسکو فقط دنیا کی ایذا اور مصیبت ہوتی
 ہے آخرت کی خرابی اور بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
 سے اوسکی منت پوری ہو گئی تو اوس کو دنیا میں آرزو پوری ہونے کی خوشی
 حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں اپنے اعمال نیک کی جزا پاوے گا بخلاف
 مشرکون کے کہ اگر اودن کی کوئی مراد انبیا اولیا کی نذر ماننے سے اللہ تعالیٰ نے
 پوری کر دی تو اودن کو فقط دنیا ہی کی نعمت نصیب ہوتی ہے آخرت کے ثواب
 سے محروم بلکہ عذاب ابدی میں گرفتار رہیں گے سمجھ کی تو یہ بات ہے کہ انسان
 وہ کام کرے کہ جس میں دارین کا فائدہ حاصل ہو اور جو دنیا کا نفع نہو تو آخرت کو
 تو ہاتھ سے نہ دے بلکہ لازم ہی ہے کہ انسان ہر کام میں آخرت کے فائدے
 کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گھر ہمیشہ کا ہے وہاں کی سزا اور جزا کو زوال نہیں اور
 نہ اوس جگہ کے عذاب سے کبھی نجات بخلاف دنیا کے کہ یہاں کی تکلیف
 اور ایذا چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھ اوسکا خیال ہی نہیں رہتا اور
 نہ کچھ اوس کا صدر معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی ہی یا دہنیں بہتی
 اور نہ یہاں کی خوشی کی کوئی لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو مقدم
 رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہنہ محبت ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان بھائی بہنو کو

سمجھا دیا اب اونہیں اختیار ہے چاہیں مانیں یا نہ مانیں شمع

ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

وَمَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ

فصل کنچیدن کے طریقے اور اس کے پرہیز اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ فتاویٰ حمادیہ میں واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے کہ لڑکیوں کے کان چھیدنے میں کچھ مفسدات نہیں ہیں، مسئلے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف میں لوگ اپنی لڑکیوں کے کان چھید کرتے تھے آپ نے کسی کو منع نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کان چھیدنا مباح ہے مگر پتے وغیرہ کے لئے سارے کانوں کا چھیدنا نا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا مان کان کی لوہ چھیدنے کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لوہ چھیدوا دی تھیں مگر ناک چھیدنے کی کچھ اصل نہیں ہے لیکن جو کہ عورتوں کو زینت اور آرائش کا حکم ہے اور سونے چاندی کا زیور پہننا اونکے لئے درست رکھا گیا ہے اسی لئے علمائے سارے کان کا چھیدنا بھی جائز رکھا ہے اور ناک چھیدنے کو مکروہ کہا ہے اس واسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لئے ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت عرب و عجم میں یہ رسم نہیں ہے اگرچہ حرام مطلق نہیں ہے کہ اس کے چھیدنے کو گناہ کہیہ کہا جائے مگر افضل یہ ہے کہ ناک

نہ چھیدو اور نہ صرف کان چھیدنے پر اکتفا کریں اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چھیدیں
 اس لئے کہ اس کے کان چھیدنا حرام محض ہے کیونکہ ایک تو عورتوں کے ساتھ
 مشابہت ہوتی ہے اور یہ حرام ہے دوسرے مرد کو زور پہننا جائز نہیں پہر ناحق
 تکلیف دینے تغیر خلق اللہ کر نیے کیا حاصل۔ زمانہ کنجھیدن وغیرہ کا یہ ہے کہ
 جب ہمارا موسم آوے تو بچاگوں کے سینے میں لڑکی کے ناک کان چھیدیں
 اور اندھیری کا بھی خیال رکھیں چاندنی کے دنوں میں کنجھیدن وغیرہ نہ کریں۔
 طریقہ ناک کان چھیدنی کا یہ ہے کہ جب لڑکی چار پانچ برس کی ہو تو پہلے اس کی
 لوہی جبت کی بالی سے چھیدیں اس لئے کہ سوئی سے چھیدنے میں ڈورا کھینچنے
 کے سبب سے کانوں کو بہت ایذا اور صدمہ پہنچتا ہے اور ناک کان دنوں تک
 پکے رہتے ہیں اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے ساتھ یکبارگی ناک نہ چھیدیں
 کہ اس میں بھی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بھی ایک ہی بار نہ چھیدیں
 بلکہ ایک سال لوہی چھیدیں تو دوسرے سال بائیس سال پتے تو چوتھے
 برس ناک غرض کہ نو برس کی عمر تک ناک کان چھید کے فارغ ہو جاویں زیادہ دیر نہ کریں
 کیونکہ بڑی عمر میں ناک کان سخت ہو جاتے ہیں پھر چھیدنا مشکل ہوتا ہے اور بہت
 جھوٹی عمر میں بھی نہ چھیدیں کیونکہ بچپن میں گوشت نرم ہونے کی وجہ
 سے اکثر چھے جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چھیدیں جب نتنا بڑا
 ہو جاوے کہ اونگلی اس کے اندر جا سکے اور لڑکی اپنی ہاتھ اس کو صاف ہی کر سکے

پر ہیز ناک کان چھیدنے میں یہ ہے کہ جب لڑکی کے ناک کان چھیدے
 جاوین تو سردی اور ہوا کا بچاؤ رکھیں ترش اور بادی چیزیں نہ دیوین بوٹی اور سور
 ہی نہ کلاوین اور نمکین چیزیں ہی کم دین بکری یا مرغ کے شور با کلائے کا مضافہ
 نہیں شیر خبی اور گھی جتنا چاہیں کلاوین اسکا کچھہ پر ہیز نہیں علاج یہ ہے کہ
 کچھیدن سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک کان کو تین روز تک
 برابر اس طرح سے سینکین کہ ایک تنکے میں ردی لپیٹ کر اوسکو تیل میں بھاگو کے
 پھر اوسکو چراغ کی بتی کی بو پر گرم کر کے کنا کنا ناک کان کے سوراخوں پر رکھیں
 اسی طرح آدھ یا پون گنٹھہ اون سوراخوں کو سینک دیا کریں اور جب کچھیدن پر
 چہ روز گزر جائیں تو گرمی کے وقت نیم کے پانی سے اونکو دھو دیا کریں جو کچھہ سواد
 بالی میں لگا ہوا اس کو خوب صاف کر کے اوسی بالی کو پیر دیا کریں جب تاک
 سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچھے نہو جاوین تب تاک اسی طرح دھوتے
 اور صاف کرتے رہیں اگر درم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتھ جھاؤ کو بھی جوش دیکر
 اوس کے پانی سے کان ناک دھو دیا کریں اور اسی کی دھونی ہی دیدیا کریں اور جو
 کان ناک زیادہ پاک جاوین اور معلوم ہو کہ یہ زیادتی گرمی سے ہوئی ہے تو
 ٹھنڈے پانی سے اونکو صاف کیا کریں نیم اور جھاؤ سے نہ دھو دین جب تاک
 ناک کان کے سوراخ اچھی طرح سے خشک اور صاف نہ ہو جاوین تب تاک
 اون میں دوسری بالی نہ پہناوین جس سے کان ناک چھیدے گئے ہین

اویسی کو رہنے دین اور حب سوراخ بالکل اچھے ہو جاوین تو اون بایون کو اقرار کر
چاندی کی بالیان پنادین سوسنے کی نہ پنادین جب دو ایک مہینے چاندی
کی بالیان پنے کو گذر جائیں تو اللہ جو مقدر دے سونا سوتی جواہر وغیرہ پنا دین
انچھیدن کی تقریب میں کمانا اور شیرینی تقسیم کرنا تو کسی کتابے تو ثابت نہیں ہوتا ہے
لیکن شرع شریف میں اتنا ضرور آیا ہے کہ جب کسی کو کچھ نعمت دین یا دنیا کی
حاصل ہو تو نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی لڑکی کے ہنائے
شکرانے میں عزیز قریب دوست آشنا کو کمانا کپڑا شیرینی وغیرہ تقسیم کرے اور کچھ مال
اللہ تعالیٰ کی نذر کا نکال کر اپنے مقدر کے موافق اس شکرانے میں فقیر و غنی اور محتاج
کو دے تو اس کا مضائقہ نہیں لیکن اس رسم کو فرض اور واجب نہ سمجھے کہ خواہ مخواہ
قرض لیکر یا بیسک مانگ کر ادا کرے۔

فصل مکتب اور نشرہ کی رسموں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ہندوستان میں جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار مہینے چار دن
کا ہو تب اسے پڑھنے بٹھاتے ہیں اور اسکی خوشی میں بہت سارو پیسہ خرچ کرتے
ہیں اور اس رسم کو منیر لہ و واجب اور فرض کے جانتے ہیں اور اس حساب
لے درمیان گفتہ نشرہ بالفہ معنی شادی ختم قرآن ست و تیر بیان گفتہ بالفہ انچہ بزرگوار و شکر برد مکتب نشینی بروٹی
تختہ اطفال نویند و رعایا اللقا پنجین فوشہ شاید کہ از نشرہ ماخوذ باشد چہ نشر معنی کشادن ست چونکہ بوقت نشرہ
قرآن شریف کشا پیش طفل می نمایند و چنانہ تقریب را بہ نشرہ نامیدند و زود و بعضی بجای حلی ست ماخوذ از الم نشرح

یعنی چار برس چار مہینے چار دن سے زیادہ مدت بڑھانے کو ترک اولی سمجھتے
ہیں ہوا سکی کسی کتاب حدیث اور فقہ سے کچھ اصل ثابت نہیں حدیث شریف
سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب کی ولادت میں جب کوئی بچہ باتین کرنے لگتا
تھا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو کلمہ توحید یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورہ نبی اسطریح کی چھٹی آیت یعنی
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ
لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدَّلِّ وَكَثْرَةُ نَكْبَرًا جیسا کہ حصن حصین وغیرہ کتب احادیث
میں لکھا ہے تعلیم فرماتے تھے اور موافق حدیث کے فقہانے بھی حکم دیا ہے کہ جب
بچہ بولنے باتین کرنے لگے تو اسکو لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورہ

لہ ابن سنی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِذَا افصحَ اَوْلَادُكُمْ فَعَلِمُوْهُمُ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ كَلِّمُوْهُمُ اَوْ اِذَا اَنْفَعُوا فَعَلِمُوْهُمُ بِاللّٰهِ اِلٰہِ یعنی جبکہ تماری ولاد کی زبان صاف ہو جاوے
تو انکو لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ پھر پڑانکو جب کہیں وہ مرین اور جبکہ انکے دانت گرے دو سکھ دانت اوگ
آوین تو انکو نماز کا حکم کر دو جب تعلیم کئے کی یہی ہے کہ کلمہ شہادت اسلام کی ابتدا اور ایمان کی بنیاد اور
سب سے بڑا دسکاستون ہے تو ضرور ہو کہ زبان کھلتے ہی پہلے پہل بچوں کو اسکی تعلیم کریں اسی طرح ابن سنی
عمل السیوم واللیلہ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جابر سے روایت کیا ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
سَلَامٌ اِذَا افصحَ الْوَلَدُ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهُ هَذِهِ الْاَيَاتِ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اَوْ لَمْ
يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدَّلِّ وَكَثْرَةُ نَكْبَرًا یعنی عبد المطلب کی ولادت میں سے جب بچہ کی زبان
صاف ہو جاتی تو اسکو یہ آیت سکھاتے تھے ۱۲

بنی اسرائیل کی بچہلی آیت سکھانا اور یاد کرانا چاہیے پس اس سے معلوم ہوا کہ جب بچہ خوب باتیں کرنے لگے اور زبان اوسکی صاف ہو جاوے تو اوسکو کلمہ توحید اور بچہلی آیت سورہ بنی اسرائیل کی یاد کرادین پھر اسکے بعد اوسکو اور سورہ تین اور وعائین اور آداب نماز کے سکھا دین تاکہ نماز پڑھنے کی اوسکو عادت ہو جاوے اس لئے کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کرنا چاہیے جیسا امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسندین اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ابن عمر رضی اللہ سے روایت کیا ہے **مُرَادُ اَوْلَادِكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ اَتَسْبِعُ سِنِينَ وَ اَوْ ثَوْنَهُمْ عَلَيْهِمْ اَوْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَ قَوْلُ اَيْتِهِمْ فِي الْمَضَاجِعِ وَاِذَا اَرْجَحَ اَحَدُكُمْ خَدَّ مَاءٍ عَبْدًا اَوْ اَحْيَاةً فَلَا يَنْظُرُ اِلَى مَا دُونَ الشَّرِّ وَ قَوْلُ الرَّسُولِ** یعنی حکم کر دو تم اپنی اولاد کو نماز کا اور وہ سات برس کی عمر کے ہوں اور مارو تم اون کو نماز پڑھنے پر اور وہ دس برس کے ہوں اور اونکے بچوں نے جدا کر دو اور جب نکاح کر دے ایک تم میں کا اپنے خادم غلام یا نوکر کا تو نہ دیکھے اوس کی ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر کو پس لازم ہے کہ سب کاموں سے پہلے اونکو نماز ہی سکھا دین کیونکہ سب سے اول اسی سے کام پڑتا ہے جب نماز سیکھ جاوین تو اودن کو قرآن مجید پڑھانا شروع کریں جب سورہ بقرہ ختم ہو جاوے تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اوسکے ختم کی خوشی کریں اور اوس کے شکر کرنے میں محتاج نہ ہوں اور مسکینوں عزیز و اقارب دوست آشناؤں کو کسانا

کلام دین یا جوڑے وغیرہ تقسیم کرین غرض کہ جو کچھ خوشی بسم اللہ میں کرنی منظور ہو وہ
 اسی تقریب میں کرین اس لئے کہ تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ تمام کی تھی تو اود کے شکر نے میں ایک اونٹ ذبح
 فرما کر اپنے دوستوں اور یاروں کو کھلایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت
 دینی کے خوشی کرنا اور عز و اقارب دوست آشناؤں وغیرہ میں شیرینی یا کھانا وغیرہ
 تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر بجائے بسم اللہ کے سورہ بقرہ کی ختم پر خوشی کرین تاکہ
 ایک صحابی جلیل و عظیم الشان کے فعل کے موافق ہو جاوے تو بہتر ہے اور
 کلام اللہ شریف کے ختم کے بعد جو نشر کی تقریب کے نام سے خوراک اور تقسیم
 جوڑے اور شیرینی وغیرہ کی کرتے ہیں سو یہ بھی اسی دلیل سے جائز و مستحسن معلوم
 ہوتا ہے اور تحصیل علم حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ
 ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوست آشناؤں میں تقسیم کرنا بھی اسی
 قبیل سے سمجھا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول نعمت دینی کے ادا میں بعد شکرانے
 کی نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز و مستحسن ہے لیکن اس خوشی کے اظہار میں اس قدر
 خیال رکھنا ضرور ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع نہ ہونے پاوے اکثر ہندوستان
 میں بہت سی خرافات رسمیں رائج ہیں جیسے ڈھول پر صندل کے چھاپے لگانا اور
 اوپر ناٹا باندھنا اور اللہ میاں کا رتھ گا کرنا اور اوس میں گلا گلاے پکانا اور کچے چانول
 کے آٹے کے لڈو بنانا اور اسی آٹے کے کھم بنا کے اون پر بیویوں کے ہار ڈالنا

اور گورے گھڑوں میں دودھ شربت بہر کے اونکو ہار پٹنا تا اور اوپر سہرے باندھنا
 پھر صبح کے وقت مسجد کے ملا کو بلا کے انڈمیان کی سلامتی پڑھوانا اور پی بی
 کا کوٹڈا خشکے اور وہی شکر میوے سے تیار کر کے بڑی احتیاط سے میان تک کہ
 مردوں کی چہا دن بھی اوپر نہ پڑے کوٹڈا کمانے والی عورتوں کو کھلانا اور جب کا نشہ
 ہو اوکے سر پر سہرہ باندھنا ایک یہ بھی رسم ہے کہ بچے کی بہن بھانجی وغیرہ اوکے
 لئے مندر بیان لاتی بہن او میں انواع و اقسام کی ادھیات رسمیں کرتی بہن
 یعنی جوڑے کے ساتھ ایک چوکی لکڑی کی پنی سے منڈھی ہوئی یا چاندی سونے
 کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنوا کے اوپر چھوٹے گدیے تکیے بچاتی بہن
 اور ایک طشت میں دس پندرہ سیر مندی گوند بھر چوہاک سی بنا کے اوپر چھتی
 منڈھے چار بتیان موم یا کافور کی اسمیں نصب کر کے روشن کرتی بہن ملیدے
 اور لڑوون کے خوان بہر کے روشنی باغ بہاری آتش بازی باجے وغیرہ سے
 کاغذ کی مندی کے ساتھ ڈومنیون کو اپنے گھر سے گواتی ہوئی بچے کے گہرائی
 بہن پر او سکو چوکی پر بٹھا کے کپڑے اور پھولون کا زبور ہٹنا کے سہرا مقیش اور پھولون
 وغیرہ کا اوکے سر پر باندھنے پر اوکے چارون ہاتھ پانون میں مندی لگا کر
 سات نواے ملیدے کے او سکو کھلاتی بہن اور ڈومنیان مندر بیان وغیرہ گایا
 کرتی بہن پر اپنے مندی لگانے کا نینگ لڑا لڑا کرتی بہن جوڑے وغیرہ کا لانا اور
 اپنے ان باپ یا بزرگون کو کچھ لینا اس کا تو کچھ مضائقہ نہیں مگر ایسی ایسی زمین

واہیات خرافات کرنا خالی گناہ سے نہیں بلکہ بعض ریسمن میں تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی اونٹنے کرنے سے کافر و مشرک ہو جاتا ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ایسی ریسمن سے بچے کہ جنکے کرنے سے ایمان میں نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے بان نعمت کے شکر انے میں عزیز اقارب محتاجوں مسکینوں دوست آشناؤں کو کمانا کھانا جوڑے وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے اوس کا قبول کرنا جائز ہے ۔

فصل ماہ مبارک میں روزہ رکمانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جیسے نماز میں بلوغ سے فرض ہو جاتی ہے ویسے ہی رمضان کے روزے بھی بالغ ہوتے ہی فرض ہو جاتے ہیں مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر سے بچوں کو عادت ڈالنے کے لئے نماز کی تاکید و تہنیت کا حکم ہے اسی طرح ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچے سات آٹھ یا دس گیارہ برس کا ہو تو اوسکو رمضان شریف کے مہینے میں دو چار روزے رکھوا دیں تاکہ بلوغ سے پہلے اوس کو عادت روزہ رکھنے کی پڑ جاوے پھر جب بچے کو پہلا روزہ رکھوا دیں تو اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشناؤں محتاج مسکینوں کو اپنے گھر بلا کر اونٹنے روزے افطار کرانے کے کمانا کھلائیں کیونکہ روزہ افطار کرانے کا حدیث شریف میں نہایت اجر آیا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَعَنَ غَازِيًا فَكَأَنَّهُ مِثْلُ أَحَبِّ بَنِي
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص افطار کر اوسے کسی روزہ دار
 کا روزہ یا سامان کر دے کسی غازی کا پس اوس کے لئے ثواب ہے مانند ثواب
 روزہ دار اور جہاد کرنے والے کے یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی
 کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی اس افطار کرنے والے اور جہاد کا سامان درست کرنے
 والے کو بھی ہوتا ہے اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ میں روایت کیا اور
 کہا کہ صحیح ہے اور یہ مہینا ایسا مبارک ہے کہ اس میں جو نیک کام نفلی کئے جاویں
 ان کا ثواب فرض کی برابر ہوتا ہے اور جو فرض ادا کئے جاویں ان کا اجر برابر ستر
 فرض کے ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں سلمان فارسی سے روایت
 کیا ہے قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ تَيْمٍ مِنْ
 شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُمُ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ
 فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَوَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا
 مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ لِحُصْلَةِ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ آذَى فَرِيضَةً فِي مِائَةِ سَوَاءٍ وَمَنْ
 آذَى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ آذَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِي مِائَةِ سَوَاءٍ وَهُوَ
 شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّابِرِ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاةِ وَشَهْرُ يُزَادُ فِيهِ
 رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِدُنْيَايِهِ وَعِثْقٌ رَقَبَتِهِ
 مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ غَيْرِهِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِ شَيْءٍ مِثْلًا يَا

رَسُولُ اللَّهِ لَيْسَ كُنْتُ أَبْحَدُ مَا يَفْطُرُ فِيهِ الصَّائِتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُعْطَى اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَائِئًا عَلَى مَذْقَةٍ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرِبَتْ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِئًا سَقَا اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَطْمَأَنَّ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَاعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ

یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خطیب پڑھا ہمپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن میں یعنی خطبہ حجے یا وعظ کا پس فرمایا اے لوگو تحقیق سایہ ڈالا ہمپر پڑائی والے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینا رمضان کا یہ مہینا ہے بابرکت ایسا مہینا ہے کہ اس میں ایک رات یعنی لیلة القدر رہتا ہے ہزار مہینوں سے ایسا مہینا کہ اللہ تعالیٰ نے اوس کے روزوں کو فرض اور رات کے کھڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیک کی ڈھونڈ ہے اللہ سے اوس مہینے میں کسی اچھی خصلت کے ساتھ یعنی نفلی عبادتوں سے ہوگا مانند اوس شخص کے کہ ادا کیا اوسنے کسی فرض کو رمضان کے سوا میں یعنی نفل کا ایسا ثواب ہوگا جیسے فرض کا اور دونوں میں اور جسے ادا کیا کوئی فرض رمضان شریف میں یعنی بدنی یا مالی ہوگا مانند اوسکے کہ ادا کئے اوسنے ستر فرض غیر رمضان میں اور وہ مہینا صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے اور مہینا غمخواری کا ہے اور ایسا مہینا ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اس میں رزق مومن کا یعنی رزق حسی اور

معنوی اور جس مومن نے فنی ہو خواہ فقیر افطار کر لیا رمضان میں کسی روزہ دار
 کو یعنی حلال روزی سے ہوگا اور اسکے گناہوں کے لئے بخشش کا سبب اور اسکی
 ذات کی آزادی کا باعث آگ سے اور ہوگا اور اسکے واسطے ثواب مانند ثواب
 روزہ دار کے بغیر اسکے کہ کچھ کم ہو اور اسکے ثواب کے کما ہونے کے لئے رسول اللہ
 کہ سب ہم میں کے اس قدر زمین پاتے کہ افطار کر اوین اوس سے کسی روزہ دار
 کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ یہ ثواب
 اوس شخص کو افطار کر اور روزہ دار کو سستی کے ایک گھونٹ یا ایک کجور
 یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ آتھ جو شخص پیٹ بھر کھلاوے روزہ دار کو
 پلاویگا اور سکو اللہ میرے حوض یعنی حوض کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا نہوگا یعنی
 اور اسکے بعد بیان تک کہ داخل ہوگا بہشت میں اور وہ ایسا مینا ہے کہ شروع
 اوسکا رحمت ہے اور پچ اور سکا بخشش اور آخر اوس کا آزادی ہے آگ سے
 یعنی یہ تین چیزیں مومنوں ہی کے لئے ہوتی ہیں نہ کافروں کے لئے اور جو
 شخص ہلکا کرتا ہے بوجہ اپنے لوٹری غلام سے رمضان کے مہینے میں بخشا
 ہے اللہ تعالیٰ گناہ اور اسکے اور آزاد کرتا ہے اور سکو آگ سے پس ان حدیثوں
 سے معلوم ہوا کہ اس مہینے میں کھلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر
 ہر سال انہو کے توجہ اپنی اولاد وغیرہ کو روزہ رکھواوے تو ضرور ہی اپنے مقدور
 کے موافق سوچا س آدمیوں کو بلا کر ان کا روزہ افطار کر کے کھانا کھلاوے

میرے نزدیک اگرچہ بسم اللہ نشرہ کنجیدن وغیرہ کی تقریبوں میں دعوت
 کرنا جائز ہے کچھ منع نہیں لیکن سوائے عقیقے اور لمبے کی دعوت کے کہ وہ
 حکم سنت میں ہیں اور کسی تقریب میں کمانا کمانا اس تقریب سے افضل نہیں ہے
 پس جہاں تک ہو سکے روزہ کشائی کی تقریب میں ضرور اپنے مقدور کے
 موافق عزیز اقارب دوست آشفق و مساکین کو کمانا کلاوے کے ثواب
 دارین پاوے۔

باب ششم

فصل اولاد کے ساتھ والدین کے برتاؤ میں

جاننا چاہیے کہ جو طریقہ بچوں کے کملانے پلانیکا باب پنجم کی پہلی فصل میں لکھا
 گیا ہے اسی کے موافق ماں باپ خود ہی اپنی اولاد کا کمانا پینا مقرر رکھیں اور
 ہمیشہ اس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی اتا اور کملائی وغیرہ
 پر کرے تہ رہیں تاکہ وہ اوسکو معمول کے مطابق انداز سے کملایا پلایا کرے بے ہتیاہی
 نہ دے بھاری مین نہایت احتیاط رکھے بلکہ جب تک بچہ تندرست نہ ہو
 اور وقت تک اوسکا کمانا پینا اور دوا وغیرہ ماں باپ اپنے سامنے یا کسی اپنے
 بزرگ ہی کے روبرو رکھیں اس لئے کہ ہر ایک کو ایسے امور میں تمیز و سلیقہ
 نہیں ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے وقت و انداز میں کمی بیشی کر دیتے ہیں
 کہ جس سے فائدے کے بدلے نقصان ہو جاتا ہے اس کے سوا بعض لوگ

نادانی اور حماقت کے پردے میں مکاری سے ایسے موقع پر اپنا کام کر جاتے ہیں
پھر نادان بنکے دوستی جتاتے ہیں اور بعضے نادان دوستوں سے بھی بسبب
بیوقوفی کے ایسا واقعہ ہو جاتا ہے اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے ۵

دشمن داناکہ غم حبان بود	بہتر از ان دوست کہ نادان بود
-------------------------	------------------------------

پس چاہیے کہ ہرگز ایسے لوگوں پر دوا وغیرہ میں اعتماد نہ کریں گہر میں ایک آدمی
کا خوف اور دباؤ بچے پر کہنا ضرور ہے باپ ہو یا ماں بھائی ہو یا اور کوئی تاکہ
بچہ اس سے ڈرتا رہے اور شوخی و شرارت نہ کرنے پاوے تعلیم میں ہی جہانک
ممکن ہو دہکی نرمی نہائش تنبیہ سے تعلیم کریں اور جہان تک ہو سکے مار پیٹ نہ کریں
اگر اس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک دو بار اسکو دہشت اور خوف دلانے
کے واسطے ایسا ماریں کہ ہمیشہ کو اس مار کا خوف اس کے دل میں بیٹھ جائے تاکہ
آئندہ کو آنکھ نہ بند کرنے سے بچہ جاوے اور اسی کے ڈر سے بُری باتوں کو چھوڑ دے
بار بار مارنے کی حاجت نہ ہو ہر بار کی مار پیٹ سے بچہ بچیا اور ڈریٹھ ہو جاتا ہے
یہ تنبیہ وغیرہ کو خیال میں نہیں لاتا اور نہ کوئی تعلیم اور تربیت اس پر اثر کرتی ہے اور
جب کوئی بزرگ یا اتالیق خواہ استاد وغیرہ بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو
او وقت اسکو خاموش رہنے کی عادت ڈالیں کسی طرح کا اچھا برا جواب نہ دیتے
دین اس لئے کہ سوال و جواب سے بچہ گستاخ ہو جاتا ہے ہر کسی بزرگ کا کچھ لحاظ
ادب اسکو نہیں رہتا ہمیشہ اپنے بزرگوں کو سخت تیز جواب دیا کرتا ہے کہ جس سے

وہ زندگی بہرِ بخت و مال میں مبتلا رہتے ہیں اسلئے کہ بچپن میں تو بچے کا سخت جواب دینا ناگوار نہیں گذرتا جو انی میں نہایت بُرا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی چاہئے کہ بچے کو خوشامدیوں کی صحبت سے بچاؤں اور لڑکپن ہی سے انکے فریب میں نہ پھنسنے دین نہیں تو ابھی سے خوشامد طلب ہو کے بڑا بچے تک خوشامد پسند رہے گا اور خوشامد کو دوست عزیز رکھے گا جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان و مال کا ہو گا اسلئے کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع سے عیبوں پر اوسکو مطلع نہونے دینگے بلکہ اوسکی اتنی تعریف اور ثنا کریں گے کہ وہ اوس عیب کو ہنر سمجھے گا پھر وہ اوسکی طبیعت میں خوب جگہ پکڑ کے ہرگز اوسکے دل سے دور نہوگا اور بڑی بلا خوشامد کی یہ ہے کہ اوس سے تکیہ پیدا ہو جاتا ہے آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند ہوشیار سمجھنے لگتا ہے پھر وہ کیسی پند و نصیحت نہیں مانتا پس اسی سبب سے نالائق ہو جاتا ہے اور بزرگوں کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے بے بخت و غم میں مبتلا کرتا ہے اور خود دنیا کی رسوائی اور بدنامی اوٹھاتا ہے خوشامدیوں کو اپنا مال دیکر خود تباہ اور محتاج ہو جاتا ہے خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہونے کے اپنی آخرت کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے غرض کہ خوشامدِ دالون کی صحبت سے دین و دنیا دونوں کی بربادی ہے اور یہ بھی چاہئے کہ بچے کو اوس سے زیادہ عموماً کے ساتھ کہیلنے دین جیسے اپنا بچہ پانچ برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لئے کہ جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی اوسکی سمجھ ہی زیادہ ہوگی اور اچھی باتیں سکھاویگا اور کم سن اور برابر والے کے ساتھ ہرگز نہ کہیلنے دین

غرض کہ بچے کی تعلیم و تربیت میں حتی الامکان بہت کشش و کوشش کریں اگر ممکن ہو تو دو ایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت کے موافق مقرر کریں کیونکہ اوس کی تعلیم میں نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہر وقت کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی مان سے نہیں ہو سکتی اس واسطے چار پانچ برس کے سن تک اوس کے پاس دو ایک کھلائی کار کنا بہت ضرور ہے اس لئے کہ چوٹے بچے کی خدمت عورتوں ہی سے خوب ہوتی ہے اور جب بچہ سات برس کا ہو جاوے اگر لڑکی ہے تو اوس کے نزدیک شریف صالح عمر با حیا دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتیں مقرر کریں اور اگر لڑکا ہے تو اوس کے لئے اسی صفت کے مرد مقرر کریں تاکہ بچپن ہی سے بچے کو صحیح صحبت میسر ہو حاصل یہ ہے کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت میں رکھیں کیونکہ بُری صحبت سے اکثر شریف زادے بھی خراب و تباہ ہو جاتے ہیں مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت کا اثر آور خوش خلقی اور مردت بلکہ ہر نیک بات کی بچے کو اچھی طرح تعلیم کرنا مان باپ کو بہت ضرور ہے پس چاہیے کہ اس میں کسی طرح کا تغافل اور بے پردائی نہ کریں اور بچے کو بہت ناز و نعم سے نہ پالیں کیونکہ بچپن کا لڑا آخر کو بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ میں خوب سعی اور کوشش کرتے رہیں تاکہ آپ اور اولاد دونوں نعمت کو نین کی پاویں۔

فصل اتالیقی کی شرطوں کے بیان میں

والدین کو چاہیے کہ جب بچہ کچھ سن تمیز کو پہنچے تو اپنے مقدور کے موافق کوئی

اتالیق مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اوسکی تعلیم کے
 لئے معین کریں اور اوسکو اس بات کی تاکید رکھیں کہ ہر وقت وہ بچے کے ہمراہ
 رہے تاکہ اوس کے سب افعال اور حرکات اور سکنتات پر خیال رکھ سکے اپنے
 اپنے موقع پر اوسکو شاباشی دیتا اور تنبیہ وغیرہ کرنا رہے بد وضع شہدوں بچوں
 کینوں کو اوسکے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم درویش وضع دینداروں
 کی صحبت میں جٹھاوے تاکہ بچہ ابتدا ہی سے اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اوس کا
 نیک صحبت میں گزرے ہر گھڑی اوس کے کان میں بُری باتوں اور محبوب کاموں
 کی بُرائی بڑتی رہے اس لئے کہ جب اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو ہمیشہ
 جو ری دغا بازی شراب خواری تمہار بازی درونگلوئی حسد تکبر غصہ طمع ظلم
 حرام کاری قتل وغیرہ کی مذمت اور سزا وغیرہ سے واقف ہو کر اوس سے بچتا
 رہے گا۔ اور اتالیق کو یہ بھی چاہیے کہ اوسکو اچھی عادتیں سکھاتا رہے مثلاً بہت
 رونے چلانے اور ضد وغیرہ نہ کرنے دے ہمیشہ اوسکو خوش مزاج خوشخو رکھے
 بہت ہنسنے بکنے فقہہ لگانے بہت پہننے دوڑنے شوخی شرارت وغیرہ کرنے
 سے روکنا منع کرتا رہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل
 میں آنے جانے اوٹنے بیٹھنے کا بتاتا رہے اکثر اوس پر تاکید رکھے کہ مجلس وغیرہ
 میں اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے پاس قرینے سے خاموش بیٹھا رہے
 بہت باتیں اور شوخی شرارت وغیرہ نہ کرے قاعدے اور تمیز سے جہیا جس کے

نزدیک بیٹھنے کا موقع اور قرینہ ہو اسی قاعدے اور قرینے سے بیٹھے اور اسکا
 بھی خیال رکھے کہ اس کے مزاج میں نخل نہ آنے پاوے اسی طرح فضول خرچی
 بھی نہ کرنے دے موقع محل پر خرچ کرنے سے مانع نہ ہو بلکہ اکثر اوسے ہی کے ہاتھ سے
 کھانے پینے کی چیزیں بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن ہی سے اوسکی طبیعت میں سخاوت
 جم جائے اور اوسکی ہبلائی دل میں بیٹھ جائے لیکن جو چیز تقسیم کر اوے اوس کے
 مان باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے اپنے اختیار سے نہ دلاوے۔
 ہمیشہ بچے کو مان باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت اور
 تعلیم کرتا رہے تاکہ اوسکو تابعداری کرنے کی عادت پڑ جاوے پھر کوئی کام مان
 باپ کے خلاف مرضی نہ کرے اور مان باپ کو یہ بھی چاہیے کہ اتالیق کو ضرورت
 کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بھی اجازت دیدین تاکہ اس کے ڈر سے بچہ
 ابر و خراب نہ ہونے پاوے اسلئے کہ وہ تو اپنے بچپن کی وجہ سے ہر طرح کے افعال
 و حرکات کرتا رہتا ہے جب تک کوئی اوس کو اچھے کاموں کی ہبلائی بُری باتوں
 کی بُرائی نہ جتاو لگا تب تک وہ کیا سمجھے گا کہ کون کام اچھا ہے اور کون بُرا اور ہر
 وقت بچہ پیار سے نہیں سمجھتا پس بعض وقت جھڑکی وغیرہ کی بھی حاجت پڑتی ہے
 اور مان باپ ہر وقت اوسکے نزدیک موجود نہیں رہتے کہ وہ اوسکی بہبودہ حرکتوں
 پر ڈانٹے اور گھر کتے رہیں تاکہ بچہ اسی وقت اوس حرکت کی بُرائی سمجھ کے اوسکو
 چھوڑ دے اس واسلئے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضروری ہے

ہے اسلئے کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہیں جب کوئی یہودہ حرکت
 کرتے یا مجموعہ کیلئے دیکھیں گے تو اسکو جبر کی سے فوراً روک دین گے اور بچہ بھی اوسى
 وقت سمجھ جاوے گا اور ڈر کر یہودہ حرکتوں کو چوڑ دے گا اور اچھی خصلتیں سیکھا آجکل
 اکثر ہندوستان کے امیر فرعون بے سامان اپنی اولاد کو امیر زادہ سمجھ کے کسی نوکر
 وغیرہ کو تعلیم نہیں کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڑا بوڑھا نوکر خیر خواہ اونسکے بچے کو بلوائی
 کی راہ سے نصیحت کی بات کہے یا کسی بُری حرکت سے اسکو روکے تو اولاد
 اسکو بوڈانٹ دیتے ہیں کہ تو نوکر ہو کے اپنی اوقات بھول گیا جو ہمارے بچے کو
 نصیحت اور تعلیم کرتا ہے خیر و ابر پہ کبھی کچھ نہ کہنا اور اولاد کو یہ سکھاتے ہیں کہ تم نوکر
 سے نہ ڈرو اور اسکی نصیحت نہ مانو پس وہ نوکر آئندہ اونسکے بچے سے کوئی بات نصیحت
 وغیرہ کی نہیں کہتے بلکہ جو کچھ بچہ کہتا یا کرتا ہے ویسا ہی آپ ہی کہنے کرتے ہیں
 اور ہر بات میں بُری ہو یا بھلی اوسى کی خوشی کو مقدم کرتے ہیں پس دیکھو کہ اونکی اولاد
 ابتدا ہی سے کیسی خراب و ابر ہو جاتی ہے اور زندگی بھر اپنی امیری کے خیال
 میں متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بُری حرکتوں سے بزرگوں کا نام ڈپوتے دارین
 کی تباہی اور بربادی کرتی ہے ذرا سا بھی غور نہیں کرتے کہ اگلے بڑے بڑے بادشاہ
 اپنے شاہزادوں کی تعلیم کے لئے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت عہدہ اتالیق مقرر
 کرتے اور کیا کیا احتیاط تہنید اور تعلیم کے اونکو دیتے تھے کہ وہ شاہزادوں کو تادیب
 ماہر بھی لیتے تھے اور اکثر اپنی خدمت بھی اون سے لیتے تھے تاکہ ہر امر میں اونکو

وہل ہو جاوے پھر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی وجہ سے وہ شہزادے کیسے
 لائق عادل خدا ترس نامور ہوئے بخلاف جن کل کے امیر زادوں کے کہ کیا کیا رسوائیاں
 اور بدنامیاں انکی نہیں ہوتیں اور یہ سب فضیلتیاں لاڑ اور بے تعلیمی کی وجہ سے ہوتی ہیں
 پس مان باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد پر رحم کریں اور اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت
 میں جان و مال سے نہایت کوشش کریں تاکہ بچہ اور آپ دونوں خوبی اور نجات دارین
 کی پاویں -

فصل آداب سکھانے کے بیان میں

مان باپ اور اتالیق وغیرہ کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے تھوڑے تھوڑے آداب اور
 طریقے ہر امر کے بتاتے سکھاتے رہیں جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت
 ڈالیں اسلئے کہ سلام کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَادَّأ
 حَسْبُكُمْ بِحَسَنَاتِهِ فَيُحِبُّوْا اِيَّاهُ حَسَنًا اَوْ رَدُّوْهَا يَعْنِي اور جب تم کو دعا دیوے کوئی
 تو تم بھی دعا دو اور اس سے بہتر یاد رہی کہ اولٹ کر اور حدیث شریف میں بھی سلام
 کرنے کا حکم فرمایا ہے اور سنی فسیلیات بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسلم نے ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا
 تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُوْصَوْا لَا تُوْصَوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا لَا اَدْرُکُکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمْ مَوَدَّةً
 تَحَابُّتُمْ اَفْشَوْا السَّلَامَ بَيْنَکُمْ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا ان حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہو گے تم جنت میں یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور

نہ ایمان لاؤ گے میان تک کہ آپس میں محبت رکھو کیا نہ خبردار کروں میں تم کو ایسے
 کام پر کہ جب تم اس کو کرو تو آپس میں دوست ہو جاؤ پس یاد تم سلام کو آپس میں
 آور ترمذی میں اس حدیث کے اول میں لفظ **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ** کا بھی زیادہ کیا ہے
 یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے بعد اس کے پھر
 وہی مضمون بیان فرمایا علاوہ اسکے اور حدیثوں سے بھی سلام کی فضیلت ثابت
 ہوتی ہے جیسا کہ ترمذی و ابوداؤد و سنن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے **إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَدَّ
 عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ
 عَلَيْكُمْ وَرَحِمَهُ اللَّهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عَشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ
 فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحِمَهُ اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُونَ**
 یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور السلام علیکم کہا آن حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ
 اوسکے لئے دس نیکیاں ہیں پھر دوسرا آدمی آیا پس کہا اوسنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے
 فرمایا کہ اس کے واسطے بیس بہا نیکیاں ہیں پھر اور آدمی نے آ کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
 و برکاتہ کہا آپ نے اوس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا پس آپ نے
 فرمایا اس کے لئے تیس نیکیاں ہیں۔ ایسے ہی سلام میں ابتدا کرنے کی بھی بہت فضیلت

ہے چنانچہ احمد و ترمذی و ابو داؤد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ فَبِئْسَ مَا يَرْسُولُ اللَّهُ الرَّحْلَانِ يَلْتَمِثَانِ أَيُّهُمَا يَدُ أَيْ السَّلَامِ فَقَالَ
 أَوْ لَاهُمَا بِأَلَلَةٍ يَعْنِي عَرَضَ كَيْفَا يَأْتِي السَّلَامُ وَآدَمِي مَلَقَاتِ كَرْتِي مَنِ اذْهَبْنَ
 کو نہا سلام میں ابتدا کرے آپ نے فرمایا جو ادن میں سے زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ آداب سلام کرنے کا یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو بات کرنے سے
 پہلے سلام کر چیا کہ ترمذی نے حباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
 تَسْؤُلُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ قَبْلَ الْكَلَامِ يَعْنِي سَلَامٌ مِّنْ سَلَامٍ كَلَامٍ كَيْفَا يَدُ
 سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے اور کھڑے کو اور چھوٹا بڑے
 کو اور تھوڑے لوگ بہتوں کو چیا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَلَمُ الرَّكَّابُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي
 عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَاعِدُ عَلَى الْكَاثِرِ يَعْنِي فَرِيَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَامٌ كَرِي سوار پیدل یا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور
 تھوڑے بہت پر ترمذی کی ایک روایت میں اتنی زیادتی بھی وارد ہوئی ہے
 وَكَيْسَلَمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ يَعْنِي چھوٹا سلام کرے بڑے کو اور یہ بھی آیا ہے وَالْمَاشِي
 عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ يَعْنِي سَلَامٌ كَرِي كَذَرِي وَالْبِطِّي كَوَارِ چلنے والا کھڑے
 کو اور چھوٹے سلام میں ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے اسلئے جو عمر میں بڑا یا رتبے
 میں اعلیٰ درجے کا ہو اسی کو چاہیے کہ سلام میں تقدیم کرے و کیو آن حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اسکے کہ سارے عالم سے افضل و برتر تھے عورتوں
 پر لڑکوں کو خود ہی پہلے سلام کرنے سے امام احمد حنبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کرتے ہیں اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ
 یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں پر گزرے پس آپ نے انکو سلام کیا
 ترمذی نے سیر سے روایت کیا قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ فَمَرَّ عَلَيْنَا
 فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ عَلَيْنَا فَمَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ وَ
 قَالَ أَنَسٌ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلَيْنَا فَمَرَّ عَلَيْنَا
 یعنی سیر کرتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ چلا جاتا تھا، انکا گزر لڑکوں پر
 ہوا انہوں نے اون کو سلام کیا اور کہا کہ میں انس کے ساتھ تھا وہ لڑکوں پر گزرے
 انہوں نے انکو سلام کیا اور کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ کا
 گزر لڑکوں پر ہوا آپ نے انکو سلام کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے پس اس
 معلوم ہوا کہ سلام میں سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے میں
 کسی طرح کا نقصان نہیں بلکہ بہت سے فائدے ہیں اول یہ ہے کہ خدا و رسول
 کی اطاعت ہوتی ہے دوسرا جبر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب
 دینے والے دونوں کو دعا ملتی ہے چوتھے سلام کرنا باہم محبت پیدا کرتا اور دشمنی
 کو دونوں سے نکالتا ہے غرض کہ چونکہ سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی بہتر ہے اسی
 طرح سلام کے بعد مصافحہ اور مزاج پر سنی وغیرہ کے قاعدے بھی سکھا دیں تاکہ

ہر کسی سے ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بھی کیا کریں اس لئے کہ
 مصافحہ کرنے سے مغفرت ہوتی ہے گناہ جہڑنے میں جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے برابر
 بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَيْسَ صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ قَا
 مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا یعنی
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں دو مسلمان کہ ملاقات کریں اور مصافحہ کریں
 یعنی آپس میں مگر بخشش کی جاتی ہے اون دونوں کے لئے پہلے مجدا ہونے سے اور
 ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں آیا ہے إِذَا التَّقَى الْمُسْلِمَانِ فَصَافَحَا وَحَدَّثَا
 اللَّهُ وَاسْتَغْفَرََا غُفِرَ لَهُمَا یعنی جب کہ دو مسلمان ملین اور مصافحہ کریں اور
 اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اللہ سے بخشش چاہیں تو بخشش کی جاتی ہے اون دونوں کے
 واسطے اسی طرح اوٹنے بیٹنے جاگئے سونے بات کرنے چپ رہنے محفل میں جانے
 آنے چھینکنے کمانے راہ چلنے وغیرہ کے طریقے اور ضابطے بھی بتاتے رہیں جس سے
 اوٹتے بیٹتے کیسے وہ نکالات وغیرہ نارے اور کسی بڑے بڑے کی طرف پیڑھ کر کے
 یا پانوں پیلا کے یا کسی کے منہ کی اوٹ کر کے محفل وغیرہ کے بیچ میں نہ بیٹھے بلکہ جب
 محفل وغیرہ میں جائے کا اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹھے صف کی برابر بیٹھے درمیان
 میں بھی نہ بیٹھے اور دعوت وغیرہ میں کمانا کمانے میں جلدی نہ کرے یعنی سب سے
 پہلے خود نہ کمانے لگے اپنی جگہ پر صبر سکون سے چپکا بیٹھا رہے جب محفل میں سب
 کے آگے کمانا چن جاوے اور گہرا لاہی اجازت کمانے کی دے اور کوئی امیر یا

بزرگ شخص اوس محفل کا کمانا شروع کرے اوسوقت آپ بھی کماوے جب
 سب محفل والے کماچکین اوسوقت آپ بھی اونکے ہمراہ دسترخوان سے اٹھ
 سب پہلے یا بعد نہ اٹھے ایسا نہ کرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹھے رہیں اور آپ
 جلدی سے کما کر اڑھ جاوے یا تمام مجلس والے اڑھ جاوین اور آپ بیٹھا کما یا کرے
 اور یہ بھی چاہیے کہ دعوت وغیرہ میں اپنا حصہ دسترخوان سے اٹھا کر پوٹ باندھ کے
 گھر نہ بھیجے دہرین بیٹیکے جو جی چاہے اور جتنا پیٹ میں سمائے کما لے اور کسی دوست
 کو بغیر ان کے اپنے ہمراہ نہ لجاوے اگر اتفاقاً کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر ان کے
 ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان کے اوسکو کمانے وغیرہ میں
 شریک نہ کرے اور خود بھی کبھی دعوت وغیرہ میں بغیر ان کے نہ جاوے اور چلنے میں دھڑلہ
 اکرنا نہ چلے نہ پیچھے نگاہ سے راہ دیکھ کر سیدھے راستے پر چلے آسمان کو دیکھتا ٹیڑھی
 راہ نہ چلے اور گفتگو میں شیریں زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکھے کسی سے تو تڑاق
 کی گفتگو نہ کرے اور جب نیند آوے تو اپنے سونے ہی کی جگہ سووے ادھر اودھر
 نہ پڑے اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ میں رات کو رہنے کا اتفاق ہو اور نیند کا
 وقت آجاوے تو بیچ محفل میں نہ سووے کمارے جا کے آرام کرے اور آداب سونے
 کے یہ ہیں کہ قبلے کی طرف پاؤں نہ کرے داہنی کر دٹ سووے اوندھا اور چپت سینے پر
 دونوں ہاتھ دھر کے نہ سوے اور سونے سے پہلے اگر آیت الکرسی اور سبحان اللہ
 الحمد للہ تعینیس ۳۳ تینتیس بار اللہ اکبر چونتیس بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھے

اپنے اوپر دم کر لے تو بفضلہ تعالیٰ شیطان کے شے اس رات محفوظ رہے گا چھینکے
اور کمانے کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس نہ ہو تو منہ پیر کر چھینکے اور کمانے سے درناک
اور منہ پر زوال وغیرہ نہ لیا کرے اور جمائی لیتے وقت مونہ پر ہاتھ نہ رکھے لیوے
بہاڑسا مونہ نہ کہو لہے غرض کہ محفل میں کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ جس سے لوگوں
کو نفرت آوے اور اپنی بے تمیزی اور بد تنہی ثابت ہو اور ہنسنے کے وقت قہقہہ
مار کے نہ ہنسنے جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گھر میں ہنسنے تو دروازے کے
باہر تک آکر جاتے ایسی ہنسی شرعاً و عرفاً مذموم ہے ہاں اگر کوئی بات ہنسی کی پیش
آوے تو تبسم کافی ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے نہیں تھے صرف
تبسم فرماتے تھے جیسا کہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجِيعًا ضَا حِكًا
حَتَّى أَدَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ اَللَّهَ اَكْبَارُ يَتَبَسَّمُ يَعْنِي بِي بِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي مِّنْ
کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ
میں ان کا گواہ کیوں جو کہ تالو میں ہوتا ہے سوائے اسکے نہیں کہ وہ مسکراتے تھے
اور اس کے سوا زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے تو ایمان میں خلل پڑ جاتا ہے آدمی
بے وقار ہو جاتا ہے اور سکارعب نہیں رہتا اور کسی جگہ کے حالات اور بات
چیت کا ذکر دوسری جگہ نہ کرے اسلئے کہ ایک جگہ کی بات دوسری جگہ
کننے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے بہر لوگ اسکو ہلکا سمجھے اس کے سامنے

کوئی بات نہیں کہتے پس چاہیے کہ جو بات حبان سنے وہیں تک رکھے اور جگہ نہ پہنچاوے سوا تین باتوں کے کہ اون کا پہنچا دینا درست ہے جیسا کہ ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةً فَجَالِسٌ سَفَاكٌ دَمٍ حَرَامٌ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوْ اقْطَاعٌ مَالٍ بِعَثِيرٍ حَتَّىٰ يَعْنِي فَرِيَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کہ مجلسین امانت کے ساتھ ہیں یعنی جو بات مجلس میں سنیں او کو کہیں نقل نہ کریں اور سخن چینی نہ کریں مگر تین مجلسیں اور تین باتیں کہ اگر اون کو مجلس میں سنیں تو اون کا نقل کرنا اور غیر کو پہنچا دینا واجب ہے وہ یہ ہیں خوزیری عفت میں خلل اندازی یا ناحق مال چینی کا قصد رکھنا ہو فائدہ یعنی اگر کسی سے یہ بات سنے کہ فلان شخص کے مار ڈالنے کا یا فلان عورت کی عفت میں خلل ڈالنے کا یا ازراہ ظلم فلان کے مال لے لینے کا ارادہ رکھتا ہے تو چاہیے کہ یہ باتیں اون لوگوں کو پہنچا دے تاکہ وہ احتیاط کریں اپنا حفظ رکھیں اور یہ بھی چاہیے کہ کسی کو بیٹھ بچھے برانہ کہ تممت نہ لگائے کہ سننے لعنت کرنے کی عادت نہ ڈالے بات چیت میں گالی گلوچ فحش الفاظ نہ بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان کافر فاسق فاجر نہ کہے ان سب باتوں سے حدیث شریف میں منع فرمایا ہے انہر سخت و عمید وارد ہوئی ہے غرض کہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم ہو ہرگز نہ بولے مان یا پاپ اور تالیق کو چاہیے کہ جن قاعدوں اور آداب کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچوں

کو سکھاتے رہیں تاکہ وہ شرح شریف کے آداب اور شرفا کے قاعدوں کے ساتھ
 موقوب ہو کے داریں کی آبرو حاصل کریں اور مان باپ بھی بچوں کی تعلیم کے حق سے
 سبکدوش ہوں۔ اسلئے کہ والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا اور انکو علم مجلس وغیرہ
 سکھانا اور انکے اخلاق درست کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر بن سمرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 لَأَنْ يُوَدَّبَ الرَّجُلُ وَلَكَ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يُصَدَّقَ بِصَاعٍ یعنی فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر آداب سکھانا آدمی کا اپنے بچے کو ایک صاع صدقے
 سے بہتر ہے اور یہی ترمذی نے روایت کیا کہ ابوب بن موسیٰ اپنے دادا سے
 روایت کرتے ہیں اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحْلُ وَالِدٌ
 وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ۔ یعنی بیشک فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ
 بہتر ہو آداب حسن سے اگر اولاد کی تہذیب میں کسی طرح کا قصور و بے پروائی کرینگے
 تو دنیا میں احمق اور بے شعور مشہور ہونگے اور آخرت میں باز پرس کے شکنجے میں کھنچینگے
 پس جہان تک ہو سکے ان کی حسن تعلیم میں غفلت نہ کریں اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح
 کرتے رہیں تاکہ آپ اور اولاد دونوں دنیا و آخرت کی خوبیاں با دین فقط

فصل خوش خلقی کے بیان میں

مان باپ کو چاہیے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتوں اور نیک خصلتوں کی تعلیم کریں

اسی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضرور ہے اسلئے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی
 عمدہ بات اور دین محمدی کی ایک بنیاد ہے حدیث کی کتابوں میں خوش
 اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدیوں
 کو اسکی بنیاد تکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے
 خوش اخلاق تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کی خوش خلقی کی
 ثنا اور صفت فرمائی ہے سورہ ن کے اول رکوع میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ **وَالَّذِي خَلَقَ**
خُلُقٍ عَظِيمٍ یعنی بیشک اے محمد تو بڑے عمدہ خلق پر ہے اور تہذیبی سنے ابو ذر رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے **قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ**
إِنَّ اللَّهَ خَبِثَا كُنْتُ وَأَتَّبَعْتُ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَعَمَّهَا وَأَخْلَقَ النَّاسَ بِخُلُقِي حَسَنٍ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈرامہ سے جہان
 اکہین تو ہوا اور میرائی کے پیچھے نیکی کر کہ وہ اسکو مٹا دے گی اور معاملہ کر لوگوں سے
 خلق حسن کے ساتھ اور یہ بھی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ **إِنَّ السَّيِّئَةَ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَيْءٌ أَثْقَلَ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَدِئِيَّ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز زیادہ باری مومن کی میزان میں قیامت کے
 دن خلق حسن سے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بجایا سے
 اور ان کی دوسری روایت میں ہے **قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**

وَاللّٰهُ سَمَّكَ يَقُولُ مَا مِنْ شَيْءٍ يُضَعُّ فِي الْمِيزَانِ اَوْ تَقَلُّ مِنْ حُسْنِ الْخَلْقِ وَاِنَّ صَاحِبَ
 حُسْنِ الْخَلْقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةً صَاحِبِ الصُّوْمِ وَالصَّلَاةِ يَعْنِي ابُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ
 عَنْهُ كَتَبَ هُنَّ كَه سَائِلُو رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَوَ كَه فَرَا تَه تَه نَهْنَه هَه كَوَى چَهزَه
 كَه رَكهى جَاوَه مِيزَان مِین بَوِجَل زِیَادَه حَسَن خَلْق سَه اَوِ بِشِیَك حَسَن خَلْق وَا لَا رَوِزَه
 نَا زَوَا بَه كَه دَرَجَه كَوِ بَوِجِیَكَا پَس هَر مَسْلَمَان اِیَا نَدَار كَو لَازِم هَه كَه پَنِی اَوِلَاد
 كَو خُوش اخْلَاق هُونَه كِی تَعْلِیْم كَر تَار هَه اَوِ حَتِی الْمَقْدُور اَوِ سَكُوكِج خَلْق اَوِ بِدَر فَرَا ج
 نَهوْنَه دَه اَوِ اَوِ سَپَر تَا كَیْد رَكَه كَه جَب كَسِی سَه مَلَا قَات كَرَه تَوِ نَزَم زَبَانِی
 سَه پِش آوَه اَوِ جَوِجِس مَر تَه اَوِ تَو قِیر كَا هُو اَوِ سَكِی دِی سِی هِی تَكْرِیْم وَ تَعْلِیْم كَرَه
 بَزَرَك سَه بَزَرَك كَه لَاقِ جِی سَه مَان بَاپ اَوِ سَاو غَرِی زَا قَا رِب وَ غِیْرَه اَوِ
 خَرُودَه سَه خَرُودَه كَه مُوَا فِق بَر تَا وَ رَكَه اَوِ اِپَنَه بَزَرَكُون اَوِ اَقَا رِب اَوِ رَفَقَا كِی تَو قِیر
 اَوِ مَر تَه اَوِ عَرِت كَه اَوِ دَاب اَوِ مَلَا قَات كَه قَاعِدَه اَوِ اُكْفَت كَه طَرِیْقَه
 بَتَاوَه اَوِ حِیْب اَوِ سَ بَر تَا وَ مِین كَسِی طَرَح كَا فَرَق پَاوَه تَو اَوِ سِی وَ قَت اَوِ سَكُوكِ
 تَنْبِیْه كَر دَه تَا كَه هَمِیْشَه اَوِ سَه كَه مَر تَه كَا خِیَال اَوِ دِه مِیَان رَكَه اَوِ اَوِ سَكِی
 تَعْلِیْم اَوِ رِخَا طَر دَارِی اَوِ سَكَه رَتَه كَه مُوَا فِق كَر تَار هَه اَوِ سَوَا هَه اِن كَه اَوِ
 لَو كُون سَه بَهی نَزَم زَبَانِی اَوِ خُوش گُفْتَا رِی سَه پِش آوَه اَوِ كَسِی سَه
 بِدَر زَبَانِی نَكْرَه دَه اَبُو دَاوُد وَ نَه حَضْرَت عَالِشَه رَضِی اللّٰهُ عَنْهَه سَه رَوَا یَت كِیَا هَه
 اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَ لَهُمْ

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوتارو تم آدمیوں کو اونکے
مرتبے میں یعنی جو بکامرتبہ معین ہے اوسکو نگاہ رکھو شریف و اہل عروت کا جو مرتبہ
ہے اونکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو ذلیل و وضعی کے ساتھ اوسکے موافق معاملہ
رکھو دونوں کو ایک لکڑی نہ ہانکو دیکھو حفظ مراتب اس آیت شریف سے بھی سمجھا
جاتا ہے **وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ** اس سے معلوم ہوا کہ بعض کا درجہ بعض سے
بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکھنا ضرور ہے ایسے ہی تو اذیع و خاطر داری
کے طریقے بھی بچے کو بتائے ضرور ہیں یعنی جب کوئی معزز آدمی اپنے گھر آوے تو
چاہیے کہ اوسکی عطر پان وغیرہ سے خاطر داری کرے اگر کمانے کا وقت ہو تو اوسکو
کمانا وغیرہ بھی کہلاوے اور جو کوئی سائل ہو تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی خدمت
کرے اور اگر کوئی کسی کام کو کہے تو اوس کی بات غور سے سنے اگر ممکن ہو تو اوس
کام میں اوسکی مدد کرے اور اوس کے مطالب کو بر لاوے اور جو امیر ہو سکنا ہو تو انکار
اوس کا نرمی سے کر دیوے اور اس طرح سے جواب دے کہ اوس کے دل کو ناگوار
نہ گزرے اور لازم ہے کہ محفل میں اشاروں سے یا کانون میں اس طرح سے بات
چیت نہ کرے کہ دوسروں کو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس امر سے
نبی آئی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بارہ قد سمع السدین ارشاد فرمایا ہے **يَا أَيُّهَا**
الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَنَاجُوا بِالْأَشْجَمِ وَالْعُلُوِّ وَانِ وَمَعْصِيَةِ
الرَّسُولِ وَتَنَاجُوا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَتَقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ إِنَّهَا السَّخَوَى

مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَرْبِهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ
 فَلْيَتَّقِ كُلُّ الْمُؤْمِنِينَ يَعْنِي اے ایمان والو! جب کان مین بات کرو تو ہمت کرو بات
 گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان کی اور ادب
 کی اور ڈرتے ہو اللہ سے جس کے پاس جمع ہو گئے یہ جو ہے کاتا ہو یہی شیطان
 کا کام ہے کہ دلیکرے ایمان والوں کو اور وہ نہیں ضرر کرنے والا اور نیکو کچھ بن حکم
 اللہ کے اور اللہ پر چاہیے ہر وساکرین ایمان والے تجاری اور سلم وغیرہ نے
 عمید المدین مسعود سے روایت کیا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا
 كُنْتُمْ مَلَأًا فَلْيَتَّقِ الْجَنَابِ اثْنَانِ دُونَ الثَّلَاثِ فَإِنَّ ذَاكَ يَحْزَنُهُ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی بغیر تیسرے کے کان
 مین بات نہ کریں اسلئے کہ یہ اوسکو غمگین کرتا ہے اور گفتگو کے وقت کسی کے
 گم کا حال نہ پوچھے لیکن مزاج پُرسی کا مضائقہ نہیں بلکہ اوسکی خیر و عافیت یا
 اوس کے بچون خواہ کسی عزیز اقارب کی مزاج پُرسی ضرور کرے تاکہ اُس شخص
 کا دل خوش ہو اور اس کے ساتھ محبت پیدا ہو اور جب کسی سے کلام کرے تو
 اوسکے حفظ مراتب کا ضرور خیال رکھے اور جوابنے سے بڑا ہو اوس سے ہنسی اور
 دل لگی نہ کرے بلکہ اوس کے سامنے ہنسی اور سخرے پن کی کوئی بات اور کسی سے
 بھی نہ کرے ہم عمر وں سے ہنسنے کا مضائقہ نہیں لیکن ایسا نہ ہنسنے کہ جسمین اپنی
 بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو مثلاً دھول دھپا گالی گلوچ کی ہنسی

نکرے کیونکہ ایسی ہنسی میں لڑائی تک نوبت پہنچتی ہے مثل مشہور ہے کہ
 کاگہ کہاںسی لڑائی کاگہ ہنسی پس اس طرح کی ہنسی سے بچنا ضرور ہے اگر کسی کو
 لباس یا زیور وغیرہ یا بات چیت نشست برخاست میں خلاف اپنی وضع کے
 دیکھے کہ اوس سے کسی طرح کی بدتمیزی یا مسخرہ پن معلوم ہوتا ہو تو اوس شخص پر
 محض میں نہ ہنسنے اور اوسکو مسخرہ نہ بنادے اور کسی کی بات وغیرہ کی نقلیں بھی
 نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل میں نادم ہو کر رنجیدہ ہو گا اور
 آخر کو یہ آزر دگی موجب کہنے کا ہوتی ہے اور روز بروز دشمنی زیادہ ہوتی جاتی ہے
 پس ایسی باتیں اور حرکتیں نہ کرنی چاہئیں جن سے کسیکو رنج ہو پئے اور دشمنی
 کا باعث ہوں جب کہ میں محض وغیرہ میں جاوے تو سلام کے بعد جہاں کہیں جگہ
 پاوے بیٹھ جاوے کسی کو ہٹا کر اوسکی جگہ پر نہ بیٹھے اور اس طرح کا برتاؤ کرے
 کہ مجلس دے لے اوس سے خوش رہیں اور سب اوس کی تعریفیں کریں بد مزاج اور
 ترش رو بنکر اس طرح نہ بیٹھے کہ اپنا تکبر ثابت ہو اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی
 تعریف بھی نہ کرے کہ جس سے اسکی بڑائی اور دوستی کی حقارت ثابت ہو اور
 نہ آپ بہت حقیر اور مسخرہ بنے کہ جس سے اپنی یا اپنے بزرگوں کی ذلت ہوتی
 ہو غرض کہ بیچ کی چال اختیار کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے **لَا مَوَدَّةَ بَيْنَکُمْ**
 وارو ہوا ہے پس اس طرح کا برتاؤ محض میں چاہیے کہ جس سے اپنی اور دوستی

کی آبرو اور شان میں فرق نہ آوے اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرے تواضع اور مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے یگانے ہو جاویں جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۵

بشیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پہلے ہوئے کشتی
---------------------------	-------------------------

پس نرمی اور شیرین زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیوں نہ ہو اسی لئے عقلمندوں نے نرمی اور تواضع کو بہت پسند کیا ہے دونوں جہان کی خوبیوں کو اس کے برتاؤ میں بتایا ہے جیسا کہ حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ۵

آسا کش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست	باد و ستان تملطف باد و شمنان مدارا
------------------------------------	------------------------------------

اور جب کسی کے گہر میں جاوے تو اوس سے اجازت لیکر جاوے بدون اذن کے نہ جاوے اور جہان مان باپ یا بزرگوں کی آمد و رفت ہو وہیں آپ بھی جاوے ہر ایک کے گہر آیا جایا نہ کرے البتہ کوئی ایسا ہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے اور گہرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہو گیا ہو یا اوس سے کسی طرح کی خیر خواہی ہوئی ہو تو ایسے شخصوں کے گہر جانے اور اون سے راہ و رسم رکھنے کا مضائقہ نہیں ان میں سے جو لوگ اپنی شادی غمی دکھ درد میں جس طرح سے شریک ہوتے ہوں اون سے آپ بھی اوسی قاعدے سے راہ و رسم رکھے اور جو لوگ اپنے گہراتے میں انکار رکھتے ہوں یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہوں

یا اونکے گھر جانے میں غمیدہ شریف لوگ نام رکھتے ہوں اور اپنے خاندان کی
 شان میں فرق آتا ہو اونکے گھروں میں ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگوں سے
 کسی طرح کی راہ و رسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بھیج دے
 خود نہ جاوے اور اس طرح کا ہر تاؤ دنیا داروں کے ساتھ کرنا چاہیئے عالم یاد ویش
 کے گھر جانے میں ان قاعدوں کا ہر تنا ضرور نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے گھر جانے
 میں کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہیں بلکہ ان لوگوں کے پاس جانا موجب
 فیض اور برکت کا ہوتا ہے فقط۔

باب

فصل گھر کی آرائش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کے طریقوں میں

ان باب کو چاہیئے کہ جب بچے لکھنے پڑھنے سے چھٹی پلوں کو اونکو قاعدے گھر کی
 صفائی اور اسباب خانہ داری کے رکھنے اور ٹھانے کی بھی بتاتے رہیں تاکہ وہ گھر کو
 صاف اور ستر رکھیں کوڑے کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گھر کو میلا کچیلانکرین اگر کچہ
 کوئی چیز اس قسم کی گھر میں ڈالے کہ جس سے گھر غلیظ ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے
 اوسکو روکتے اور منع کرتے رہیں بلکہ ایسی بات سے بچے کو ڈانٹ دیں تاکہ وہ فرش
 وغیرہ کو کوڑے کچرے سے میلا نہ کرے اور ہرے ہوئے پانوں سے فرش پر نہ پھرے
 اور جو ڈانٹنے سے نہ مانے تو جو جگہ اوسنے خراب کی ہو وہ اسی سے صاف اور
 سترے کر دیں تاکہ محنت کے ڈر سے پھر گھر کو خراب اور میلا نہ کرے غرض کہ گھر کے

صاف اور سترار کئے کی تعلیم ضرور اپنی اولاد کو کرتے رہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے
 ہیں اول تو صفائی کی وجہ سے جو اگر کی لطیف اور صاف رہتی ہے ہر کوئی فاسد
 بیماری پیدا نہیں ہوتی۔ دوسرے دیکھنے میں ستر اگر اچھا معلوم ہوتا ہے اور اچھے
 گھر میں گہرا دن اور صبح ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت سب کی خوش و خرم رہتی
 ہے۔ اور جہاں صاحب خانہ کے سلیقہ اور شعور کی تعریف ہوتی ہے تیسرے خاوند
 کے نزدیک بھی بی بی کی خوش سلیقگی اور تیز ثابت ہوتا ہے اور اس سبب سے دو
 بی بی کو زیادہ چاہتا اور عزیز کرتا ہے سوائے اسکے حدیث شریف میں بھی گھر کے
 میلے پچھلے رکھنے کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ تم اپنے گھر کو مثل یود
 کہ سیلا کچیا نہ رکھو یود کی عادت تھی کہ وہ اپنے گھر کا کوڑا کچرا گہرا اوس کے دروازے
 پر جمع رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے گھر کے رکھنے کو
 منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صحاح بن ابی حسان سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ
 سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ يُبْغِضُ الْفَظِيفَ يُحِبُّ
 النَّظَافَةَ كَرِهَ يَمْحُوبُ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَتَطْفَؤْا أَرَاةُ
 قَالَ أَفَبَيْتِكُمْ وَلَا تَشْهَوْنَ إِلَهُ يَهُودٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمَا جَرَى مِنْ سَمَاعٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو
 بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا آتَهُ قَالَ أَنْظِفُوا أَفَبَيْتَكُمْ
 یعنی صحاح کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
 پاک ہے۔ دوست رکھتا ہے پاک کو اور نہایت سترار ہے دوست رکھتا ہے ستراری کو

کرم کر نیا لا ہے دوست رکنا ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکنا ہے بخشش
 کو پس صاف رکھو راوی کتاب ہے بین گمان کرنا ہوں کہ ابن مسیب نے کہا اپنے صحابین
 کو اور شاہد بہت نکر و یہودیوں کی کہ وہ گھروں کے باہر سے گزرتے تھے کہ ان سے ناپاک و
 خراب کرتے ہیں راوی کتاب ہے کہ بیٹے ابن مسیب کا قول تھا جہن سمار تالیبی کے
 آگے ذکر کیا وہ ہوں نے کہا مجھے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ سعد بن ابی
 وقاص صحابی سے حدیث کی اور ہوں نے مثل قول سعد بن مسیب کے نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی مگر تنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا سترے رکھو صحابین اپنے
 گھروں کے یعنی ان کی روایت میں لفظ اَفْتِنَکُمْ صریح مذکور ہے گمان کو اس میں
 کسی طرح کا دخل نہیں پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گھر کو کور کرے اور کھڑے سے صاف
 اور ستھرا رکھے اور اپنی اولاد کو بھی گھر کی صفائی کی تعلیم دے تاکہ یہ خصوصاً لڑکیوں کو تو
 ضرور گھر کے سامان اور چیزوں وغیرہ کے رکھنے اور ڈھانے کا سلیقہ اور تمیز سکھاتا
 رہے تاکہ ہر چیز گھر کی بیش بیا ہو یا کم قیمت سب اپنے موقع اور ٹھکانے سے رکھی
 ہوئی اچھی اور خوشنما معلوم ہو اسلئے کہ مٹی کے ٹیکرے ہی کیون نہ ہوں وہ بھی صاف
 ستھرے اپنے قرینے سے رکھے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہیں اور سونے چاندی
 کی چیزیں ہر موقع رکھی ہوئی بڑی معلوم ہوتی ہیں اور گھر کی آرائش سے بھی مراد ہے
 کہ ہر چیز پہلی منجی صاف کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جائے غریب آدمی
 بیش قیمت چیزیں گمان سے لاد لگا جس سے گھر کو آراستہ کرے گا اور گھر ہی ہمیشہ

پہا بٹا کیچڑ پانی وغیرہ سے صاف سُتھرا رہے اور ہر چیز اونی اعلیٰ کے رکھنے اور ٹھانے
 کے طریقے بھی بتاتا رہے اور اسکو ہوشیاری اور حفاظت سے رکھو ادے تباہ اور
 برباد ہونے دے ایسا نکبے کی بجھل جابجا چیزیں بڑی زمین اور پڑے پڑے آخر کو
 خراب اور میل یا شکستہ ہو جاوین اور یہ بھی چاہیے کہ ہنسنے کے کپڑے وغیرہ رکھنے
 کا سلیقہ اور تمیز بھی سکھاوے تاکہ اچھی طرح سے صاف سُتھرے نہ کئے ہوئے کٹھری
 میں باندھ کر صندوق پٹاری وغیرہ میں رکھے گو ڈر کی طرح سے نہ ڈال دے کیونکہ اس
 طرح ڈال دینے سے کپڑا بے آب اور سیلا ہو جاتا ہے اور رنگ وغیرہ بھی خراب
 ہو جاتا ہے اور کیسا ہی اچھا اور عمدہ نیا کپڑا ہو وہ پُرانا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو
 یہ بات ہے کہ پُرانے کپڑے کو بھی ایسی خوبی اور احتیاط سے رکھے کہ نیا معلوم ہو
 اور سال میں دو ایک بار کپڑوں اور سامان وغیرہ کو بھی کہ جنہیں اندیشہ لگنے اور کپڑا
 لگنے کا ہو وہ ہو پدید یا کرے خصوصاً بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی چیزوں کو
 دھوپ دینا چاہیے تاکہ برساتی ہوا اور سیل دور ہو جاوے اونی اور ریشمی اور رنگین
 کپڑوں کو برساتی ہوا سے بھی بچاتا ہے ریشمی اور اونی کپڑے کے رکھنے کا یہ طریقہ
 ہے کہ اسکی تھون میں نیم کی پتی اور کاغذ وغیرہ جس سے کپڑا نہ لگتا ہو رکھ دے تاکہ
 خرابی سے محفوظ رہے غرض کہ مان باپ کو سب طرح کا تمیز اور سلیقہ خانہ داری
 کا اپنی اولاد خاصہ لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ امور خانہ داری کے
 عورت ہی سے متعلق ہوتے ہیں مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہیں

اونکو اتنی فرصت کمان کہ گھر کے کاموں کا بندوبست کریں علاوہ اسکے جو عورت
 پھوڑ ہوتی ہے وہ خاوند کی نظر میں بھی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اس کے گھر
 میں کسی طرح کی خیر و برکت بھی نہیں ہوتی فی الحقیقت پوہڑ میں ایسی بُری چیز
 ہے کہ جس کے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہو کے اپنی بے تمیزی کی وجہ
 سے ہر طرح کی تکلیف اور ایذا اٹھاتا ہے اور اپنی گھر کی چیزوں کو برباد اور تباہ کر کے
 حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتھ کا لعل گما کے در در مانگے جیسا کہ امصادق
 نبیانا ہے خدا نخواستہ اگر میان بھی پوہڑ ملے تو پوہڑ اندھا پیسے گتے کمائیں گا مضمون
 سمجھنا چاہیے البتہ میان بی بی میں سے ایک بھی اگر گھگھڑا ہوتا ہے تو گھر کا نظام
 بنارہتا ہے ورنہ اس گھر کا خدا حافظ سلیقے والا تو تنوڑی سی معاش میں چلین سے
 بسر کر سکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش میں بھی مشکل سے گزارہ کرتا ہے
 مان باپ بھی اوسکی ایذا کی وجہ سے زندگی بہرنج میں گرفتار رہتے ہیں اسی لئے
 مان باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو گھر داری اور بسر اوقات کے عمدہ طریقے سکھائیں
 تاکہ وہ غریبی اور امیری میں اچھی طرح سے گذران کریں اور کسی کے محتاج اور قرضدار
 نہوں ورنہ پوہڑ میں سے عمر بھر سوا جینکنے اور رونے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا اکثر لوگ
 متوسط المعاش اپنے پوہڑ میں اور بے لیاقتی سے دنیا میں ایذا اور تکلیف اٹھاتے
 ہیں اور جن کو تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ تنوڑی سی معاش
 میں آرام سے بسر کر لیتے ہیں اور وقت پر کسی کے محتاج اور دست نگر نہیں ہوتے

اور اپنے مان یا پ کو بھی ہمیشہ دعائیں دیا کرتی ہیں کہ باعث اون کی ترقی درجہ
کا ہوتا ہے ۔

فصل جسم کی صفائی اور آرائش کے بیان میں

جہاں چاہیے کہ جیسے انسان کو گہر کا صاف اور ستھرا کرنا لازم ہے اسی طرح اپنے
جسم کی صفائی اور آرائش کرنا بھی ضرور ہے کیونکہ جو فائدے گہر کی صفائی میں ہیں
اکثر اسی قسم کے منافع جسم کے پاک صاف رکھنے میں بھی مجنا چاہئیں پس ہر
مسلمان کو لازم ہے کہ آٹھویں روز جمعے کے دن ضرور نہایا کرے کیونکہ یہ دن
مسلمانوں کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لئے اس روز میں نہانا سنت ہے مرنو کو
چاہیے کہ نہانے سے پہلے حنابوے اور ہاتھ پانوں کے ناخن ترشواے اگر
ضرورت ہو تو اور جگہ کو بھی پاک صاف کرے پھر تمام بدن کا میل کچیل کیسے وغیرہ
سے ملکر دور کرے اور سر کے پانوں کو اولاً سرسوں وغیرہ کی کملی یا ریٹھے کے پانی
خواہ مٹی وغیرہ سے خوب ملکر صاف کرے پھر مصالح سے دھو دے بعد اسکے
کوئی خوشبو دار چیز تمام بدن پر ملکر دھو ڈالے اور آبدست کر کے اول وضو کرے
لیکن نہانے کی جگہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کر کے پانوں نہ دھو دے
پہلے لوٹے غسل کے ڈالے پھر کہیں وغیرہ اوڑھکر وہاں سے علیحدہ ہو کے
پانوں دھو دے پھر اپنے سر کے بال اور تمام بدن کو کسی چادر رنگی رومال وغیرہ
سے خشک کر کے اپنے مقدور کے موافق اچھے نفیس صاف ستھرے کپڑے جو

بال

شرع شریف کے بھی خلاف نہون پہنے اور سر کے بالوں میں خشک ہو جانے کے بعد خوشبودار تیل ڈالے اور کنگھی سے سلجھا کر اون کو درست کر کے کپڑوں میں خوشبو اور آنکھوں میں سرمہ بھی لگا دے کہ یہ سنت ہے اسی طرح عورتوں کو لازم ہے کہ وہ بھی ہر جمعے کو نہالیا کرین اور جو ترکیب بنانے کی مردوں کے واسطے لکھی گئی ہے وہی طریقہ عورتوں کے بنانے کا ہے صرف مردوں کو خط بنانے کی ضرورت ہوتی ہے عورتوں کو اسکی کچھ حاجت نہیں اور جب بنانے سے فارغ ہو تو کپڑے پہن کر اپنے بالوں کو کھسار کے تاکہ وہ اچھی طرح سے خشک ہو جاوین اس بال سوکنے کے زمانے میں اگر چند سی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتھ پانوں میں لگا کر کھیلے بال بیٹھی رہے جب منہ دی کارنگ پچ جاوے تو اوں کو چوڑا کر ہاتھ پانوں پر عطر یا خوشبودار تیل ملدے پھر ایک گھنٹے کے بعد اونکو دھو ڈالے اور جب بال بالکل خشک ہو جاوین تو اوں میں تیل ڈال کر کنگھی سے درست اور برابر کر کے چوٹی باندھئے کیونکہ سب طرح کے سر باندھنے سے سیدھی چوٹی باندھ لینا بہت آسان ہے اور اس میں ہنعداری اور خوبصورتی ہی بہت معلوم ہوتی ہے بقول میر حسن کے ۵

سنگاروں میں گو سب سے وہ ہے اوتار	یہ کہتے ہیں چوٹی کا اوں کو سنگار
----------------------------------	----------------------------------

اور زیادہ تکلف سر کے باندھنے میں نہ کرے جیسا کہ آج کل ہندوستان کے شہروں میں رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کر کے نالو پر ایک چوٹی باندھ جاتی ہے اور اوپر ایک یا آدھے تھان کا لمبا چوڑا روئی بہرا ہوا مو باف لپیٹا جاتا

ہے اور اوس کے اندر نوٹ لپیٹتے تو یلے بچشم خود دیکھا ہے اور موٹاپے کے سبب سے
 اوسمین دوپچ سے زیادہ نہیں آتے اور چوٹی میں ایک کٹر کی سی رہتی ہے اور وہ کٹر کی
 نہایت ہی بدزیب اور بُری معلوم ہوتی ہے اور سواے اسکے زیادہ بوجھ پڑنے سے
 بالوں کی جڑیں ہی کمزور ہو جاتی ہیں اور آخر کو بال اور کٹر تمام سر کی جلد نظر آنے لگتی
 ہے اور پیشانی بھی نہایت بدوضع اور بُری ہو جاتی ہے اور سونے میں بھی ایسی بُری
 چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ اس طرح کی چوٹی نہ گندہ ہو
 تاکہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں اور بُری نکالنے میں بھی کچھ خوبصورتی اور وضع داری
 نہیں بلکہ چہرہ اور بدنما ہو جاتا ہے کیونکہ اگر بُری نکال کر اور اوس کو موٹا کر چھوڑ دیا جاوے
 تو توڑی دیر میں تمام بال مونہ پر بکھر جاتے ہیں اور پیشانی کی سی حالت معلوم
 ہوتی ہے پٹیان جمانے میں بھی بجز ماتھا چپانے کے کوئی خوبی اور خوشنمائی نہیں
 بلکہ خیال کرو تو دوپر کوٹے کے اتھے پر چبے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اگر بجزی اور
 زلف نکال کر اون کو کاٹا جاوے تو سواے ضائع کرنے بالوں کے اور کسی طرح کی
 خوبصورتی اور وضع داری کا فائدہ نہیں اور ایسا جوڑا ہی نہ باندھے جیسے ہندوستانی
 عورتیں باندھتی ہیں کہ بعضی تو منیج سی تالو پر ٹونک لیتی ہیں اور بعضی جوڑے کو
 کان کی طرف جبکا کر ایک پوڑا سا گردن پر نکال لیتی ہیں اور اوسمین بھی کسی طرح
 کی خوبصورتی اور وضع داری نہیں نکلتی سیدھی سادھی صاف ستھری وضع بنانا
 چاہیے بناؤ سنگار میں بہت تکلف نہ کرے جیسی خلقت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے

اسی کو قائم رکھے کسی طرح کا تغیر تبدیل نہ کرے۔ جیسے اگر کسی کے بال چھوٹے ہوں
 تو ادروں کے لیکر اپنے سر کے بالوں میں جوڑ کے وضع ارمی کے لئے انبیا کرے
 اور دانتوں کو بہت کرجوٹے اور باریک اور تیز بھی نہ کرے اور اپنے بدن کو
 خوبصورتی کے واسطے نیل وغیرہ سے بھی نہ گدواوے اور نہ خود دوسرے کا
 بدن گودے اور مردانی وضع بھی نہ بناوے کیونکہ ان سب پر حدیث شریف میں
 لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ
 قَالَ لَعَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ
 مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرَجُوهُم مِّنْ بَيْوتِكُمْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
 کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں کو مردوں میں سے اور لعنت
 کی اون عورتوں کو کہ شاہ بہوتی ہیں ساتھ مردوں کے اور فرمایا کہ نکالو یہ مخنثوں کو اپنے
 گھروں سے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت حرکات و سکنات بات چیت
 وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے بخاری و مسلم نے ابن عمر
 رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
 الْوَاثِلَةَ بِالْمُسْتَقْصِلَةِ وَالْوَاثِلَةَ بِالْمُسْتَقْصِلَةِ یعنی بیشک فرمایا نبی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے اوس عورت کو جو کہ ملاوے اپنے بال ساتھ
 بال اور عورت کے یعنی انبیا کرنے کے لئے اور لعنت کی اوس عورت کو کہ ملاوے
 اپنے بالوں کے ساتھ اور کے بال اور لعنت کی گودے والے اور گدوانے والے

بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فَسَالْ لَكُنَّ
 الْوَأَشْمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُكْتَنِمَاتِ وَالْمُقَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ
 الْمَغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ يَعْنِي ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَى كَمَا كَلَعْتَ كِي اللَّهِ نَعَى
 گود نیو الیون اور گد زانے والیون کو اور اون عورتوں کو کہ اپنے مونہ پر سے بال
 چنوا تی ہیں اور اون عورتوں کو جو کہ اپنے دانتوں کو سوہن سے ریت کے چھوٹے
 اور باریک اور تیز کرتی ہیں جن کے واسطے پیدائش کو تغیر کرتے ہیں ان حدیثوں
 سے معلوم ہوا کہ یہ سب کام ملعون ہیں اور جس کام پر لعنت آئی ہو وہ گناہ کبیرہ میں
 داخل ہے پس کیا ضرورت ہے کہ آدمی ایسے بناؤ میں کہ جس میں کسی طرح کی خوبصورتی
 اور وضع داری بھی ہو اپنی اوقات ہفت میں ضائع اور خراب کرے اور تمام دن
 اسی طرح کے بیوہ بناؤ میں گزارے اور سواے اسکے اور کوئی کام دین اور دنیا
 کا نہ کرے علاوہ اس کے اپنی دل کی خوشی کے لئے بہت سی باتوں کو خلاف
 شرع شریف کے اپنے اوپر لازم کر کے ناحق گناہ بے لذت میں مبتلا ہو کر آخرت
 کی جو ادب ہی میں گرفتار ہو سید با سادہ با سترائی اور طہارت کے ساتھ بناؤ کر لینا
 نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی صرف آٹھویں دن کا نہ لینا ہر روز نہ منجن وغیرہ سے
 دانت صاف کر لینا بانوں کا کنگھی سے درست اور برابر کر لینا ہاتھ بانوں کو دھو کر
 گرد سے ستر اور پاک رکھنا چوتھے یا آٹھویں دن صاف اور سترے کپڑوں
 کا بدل لینا صفائی اور سترائی کے لئے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے بکڑے

اور تکلف کے سنگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بھی سیدھی سادی صفائی اور بناؤ کی عادت اور خو ڈالنا نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونوں میں ہر طرح کا چین اور آرام نصیب ہو فقط -

فصل لباس کے بیان میں

انسان کو لازم ہے کہ ایسی پوشاک اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ جسمین بہت آراکش اور زینت نکلے اور اس امر کا بھی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف کے خلاف ہو اور بہت باریک اور تنگ کپڑا کہ جس سے رنگت یا قطع جسم کی معلوم ہوتی ہو ہرگز نہ پہنے جیسا کہ آج کل ہندوستان کی عورتوں نے اختیار کیا ہے مگر تو دیکھو تو چوٹی بغیر آستینوں کی کیسی باریک جالی لاهی وغیرہ کی ہوتی ہے اور وہ بھی اس قدر چوٹی کہ اکثر نیپے سے بھی اونچی رہتی ہے اور خاص شہر وادیوں کی تو کوڑھی تاک گلی رہتی ہے اور انگلیا بھی ایسی چوٹی آستینوں اور باریک کپڑے کی بنائی جاتی ہے کہ جس سے بغل تاک گلی رہتی ہے اور کٹیڑیوں میں سے چھاتی صاف نظر آتی ہیں اور ڈوپٹا بھی ایسا باریک کہ جس سے بدن نظر آوے بلینج ہاتھ کا لٹبا اور گزہر کا چڑا طرہ یہ ہے کہ وہ بھی ایسا چٹا ہوا کہ اگر سر ڈھکے تو کوئے کھلیاؤں اور کوئے چپا دے تو سر نگاہ ہے اور پا جامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس میں طیار ہوتا ہے اور چلنے پہرنے میں زمین پر لٹکتا جھاڑو دیتا خاک دھول اوڑھتا شیطان کی سی دم پیچھے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے پانچاے میں کس قدر

اسراف ہوتا ہے اگر اس بندہ کو زنا طلس میں تنگ پانچاے بناے جاوین تو پانچ پانچاے پانچ رنگ کے اسی قیمت میں بن سکتے ہیں کہ کم سے کم پانچ مینے تک پہنچے جاوین اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈھیلے پانچاے میں ستر خوب ہوتا ہے تو یہ گمان غلط ہے اس لئے کہ ایسے پانچاے میں ایک تو یہ خرابی ہے کہ رانوں تک کم گمیر کا اور تنگ ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کوئے اور بیڑوں کی نظر آتی ہے اور رومالی بھی تنگ اور چھوٹی لگائی جاتی ہے جس سے بے ستری ہی ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ پانچے اوٹھا کر چلنے میں اکثر رانیں تک کھل جاتی ہیں اور ہوا چلنے سے بھی ایسے پانچے اڑتے ہیں کہ رانیں وغیرہ نظر آ جاتی ہیں اور سونے میں تو چٹہ ہون تک پانچے چڑکھ ساری ٹانگیں کھل جاتی ہیں سر اور پیٹ اور چپا تیان تو ہمیشہ ہوا خوری کے لئے کھلی رہتی ہیں پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر بالکل نہو اور اسراف بھی خوب ہو شرعاً منع ہے کیونکہ لباس تو خاص ستر چھپانے اور بدن کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے نہ بے پردگی کے واسطے اور ایسے پہناوے میں سواے سجیائی اور بد وضعی اور شہد پن کے کچھ حاصل نہیں اور ایسے ہی لباس والیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے جیسا کہ سلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَدْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَأَسْيَاطٍ عَارِيَاتٍ مُتَعَلِّقَاتٌ مَاءِ لَدُنَّ

رَوْوَسْمَهُنَّ كَأَسْمَةِ النَّحْتِ الْمَائِلَةِ وَلَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رَحِيحَهَا
 وَإِنَّ رَحِيحَهَا لَتَوْجِدُ مَنْ مَشِيَ بِهَا كَذَلِكَ أَعْنَى ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسَمَ بَيْنَ
 كَهْ فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ دَوْرَدَه بَيْنَ دَوْرَ نِيُونِ سَ كَهْ مِ
 دِكِيَا مِ مِ نَ اُونِ كُو بَعْنِي بَلَكَهْ نَهْ دِكِيُونِ كَا اِيَكِ اَوْنِ مِ سَ دَهْ بَيْنِ كَهْ اُونِ كَهْ پَاسِ
 كُو رَے هُونْگَے مَانَدَهْ دَمُونِ كَا اُونِ كَهْ مَارِيَنْگَے عَيْنِي نَاحِقِ اُونِ سَے لُو كُونِ كُو مَارِيَنْگَے
 اَوْرَهْ دُو سَرِي قِسْمِ دَهْ عَوْرَتِيْنِ بَيْنِ كَهْ نَظَا هَر مِ پُكْرَے پَنَے هُوئے بَيْنِ اَوْرَهْ حَقِيقَتِ مِ نَنْگِ
 بَيْنِ جِهْ كَانِے وَالِيَا نِ مَرْدُونِ كُو اَبْنِي طَرَفِ جِهْ كَانِے وَالِيَا نِ مَرْدُونِ كِي طَرَفِ سَرِ اُونِ كَهْ
 مَانَدَهْ كُو مَانِ اَوْنُونِ نَجْتِي كَهْ هَلْتِے هُوئے دُخْلِ نِ مِ هُونْگَے دَهْ بَهْشَتِ مِ نِ اَوْرَهْ
 نَمِ نِ بَاوِيَنْگَے بُو اَو سَكِي حَالِ اَكْمَهْ بُو جَنَّتِ كِي پَالِي جَاتِي هَے اَتِنِي اَوْرَهْ تَنِي مَسَافَتِ سَے
 عَيْنِي بَهْتِ دُورِ سَے مَثَلًا سُو بَرَسِ كِي رَاهِ سَے قَرَارِ مَرْدُونِ حُو بَرَابَرِيْنِ اَوْرَهْ عَوْرَتُونِ سَے
 جُو نَجَشِ مِ نِ كَرَنَمَارِ اَوْرَهْ عَوْرَتِيْنِ جُو اِيَا بَارِيَكِ لِبَاسِ پَنِي مِ نِ كَهْ جِسِ سَے سَارِ اَبْدَنِ
 نَنْگَا نَظَرِ آتَا هَے يَا كُچِهْ كَلْمَا اَوْرَهْ كُچِ پُچِيَا جِيَا كَهْ اَنِ كَلِ بِنْدُ وِسْتَانِ كِي عَوْرَتِيْنِ پَنِي
 مِ نِ سُو يَهْ لِبَاسِ حَقِيقَتِ مِ نِ فَاحِشَهْ عَوْرَتُونِ كَا هَے اَكْرُ كُوِي يَهْ كَهْ كَهْ هَمِ اِيَا لِبَاسِ
 پَنِي كَرِ بَاهَرِ نَمِ نِ بَهْرَتِي اَبْنِ كَهْ مِ نِ مِ يَھِي رَهْتِي مِ نِ تُو يَهْ بَاتِ قَابِلِ اَتْفَاتِ كَهْ نَمِ نِ
 كِيُوْنَكِهْ اَخْرَهْ اَسِ لِبَاسِ كُو پَنِي كَرِ اَبْنِ بَابِ بَهَائِي حِيَا مَامُونِ سَمِ سَمِ وَغِيْرَهْ كَهْ تُو
 سَا مَنَے هُوْتِي مِ نِ پَسِ كِيَا اِنِ سَے گَلِے سَے يِكْرِ پَنِي تَاكِ چُھِيَا نَا مَنَعِ نَمِ نِ بَلَكَهْ
 اَنِ تُو نَهَا مِتِ حِيَا وَ شَرْمِ كَرْنَا چَا پَيَے نَهْ يَهْ كَهْ اِنِ كَهْ سَا مَنَے اِيَسِي عِيَا هُو جَاوِيْنِ كَهْ

بالکل چھاتیان وغیرہ کو دسے پہرین اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ محرم ہیں ان سے
چندان پردے کی ضرورت نہیں ہے تو بھلا بتاؤ تو دیور جیٹہ نندوئی وغیرہ کے
سامنے کیون ایسا ہی لباس پہنے ہوئے بے تکلف چلتی پھرتی ہیں اور کسی طرح
کا حجاب و شرم نہیں کہتیں یہ کون سے محرم ہیں کہ جسے پردہ کیسا ستر بھی نہیں چھپایا
جاتا ہے اور شرع شریف میں تو عورت کا سارا بدن بلکہ سر کے بال تک سوا
ہتھیلی اور چہرے کے سب ستر میں داخل ہے اور ستر کو بغیر ضرورت قوی کے
سواے خاوند کے اور سب محرموں کو دکھانا منع ہے لباس ایسا پہننا چاہیے
کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی بھی حفاظت رہے اور اسراف
سے خالی اور شرع شریف کے خلاف بھی نہو جیسے کہ ہمارے یہاں کی پوشاک
کرتی دیکھو تو پوری آستینوں کی ایسی لمبی اور گھیر دار ہوتی ہے کہ رانین تک اچھی
طرح سے چھپ جاتی ہیں اور ڈوٹیا ایسا لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ سر سے گھٹنے تک سارا
بدن چھپ جاتا ہے اور پانچواں بھی اس قدر تنگ نہیں ہوتا ہے کہ اوس سے
نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض کچھ بے ستری کا بھی خیال کیا جاوے تو کرتی
اور ڈوٹے کی لمبائی اور چوڑائی ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چھپ جاتا ہے
اسی طرح مردوں کو بھی چاہیے کہ ایسا لباس پہنیں جو خوب ساتھ ہو بہت باریک
اور حسین اسراف اور مخالفت شرع ہو ہرگز نہ پہنیں بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان دنیا
کو چاہیے کہ ایسی وضع اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف

دونوں میں پسندیدہ ہو مثل مشہور ہے کہ کما دے من بتانا اور اپنے جگ بتانا من
 باپ کو چاہیے کہ ایسا لباس اپنی اولاد کو نہ پہنا دین اور خود بھی نہ پہنیں بلکہ جوڑ کیا
 اور عورتیں ایسا لباس پہنتی ہوں ان کی صحبت سے بھی اپنی لڑکیوں کو بچا دین کیونکہ
 مثل مشہور ہے کہ خر بوزے کو دیکھ کر بوزہ رنگ پکڑتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ
 اپنے بچوں کو لباس یہود و نصاریٰ نہ دو وغیرہ کی وضع کا نہ پہنا دین کیونکہ شرع
 شریف میں سوائے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنانی اور اس کے
 ساتھ مشابہت کرنے سے ممانعت آئی ہے اور لڑکے کو نریشمی کپڑا اور کسم
 اور زعفران کا رنگا ہوا بھی ہرگز نہ پہنا دین کیونکہ ایسا لباس ہی مدون کو پہنا کر
 ممنوع ہے ہاں عورتوں کو سب رنگ اور ہر طرح کا لباس جو ان کے حق میں خلعت
 شرع نہ ہو درست ہے شہاب کا رنگا ہو یا زعفران کا خالص ریشم کا ہو یا سوت
 وغیرہ ملا ہوا اس لئے کہ یہ سب لباس زینت و آرائش کے واسطے ہیں اور
 زینت و آرائش اللہ تعالیٰ نے عورتوں ہی کے لئے مقرر فرمائی ہے مگر بھاری
 لڑکیوں کو ایسا لباس کہ جس میں کوئی وضع خاص اور طرح داری اور ادا نہ تھی
 ہو ہرگز نہ پہنا دین اور لڑکوں کو بھی ایسی پوشاک سے بچا دین کیونکہ ایسے
 لباس کا پہنا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب وضعوں اور
 لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بھی بچنا ضرور ہے دیکھو قرآن شریف
 میں فرمایا ہے قُواْ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے

گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے پس ایسی وضع بنانا اور اس طرح کا لباس پہننا
 یا پہنانا جو سبب خرابی داریں اور مخالفت شرع شریف اور وضع شرفا کے ہو ہرگز
 نہ چاہیئے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف ہوتا ہے
 ایسے لباس اور بناؤ سے سوائے شرمندہ پن اور جیجائی کے کوئی وضع شرفا کی نہیں
 نکلتی پس غور کی جگہ ہے کہ شرفیہ کی عورتیں اپنی وضع مثل فاحشہ اور بدکار عورتوں کے
 بناؤں اور بے حیاء عورتوں کے لباس اور طریقہ کو اختیار کریں اور مرد بھی انہی ایسی وضع اور لباس کو پسند
 کریں اور ہر اپنے آپ کو شریف کہیں بناؤ یہ کونسی شرافت ہے اگر انصاف
 سے دیکھو تو شرافت نیک افعالی اور اتباع شریعت اور تقویٰ کا نام ہے اس
 دہ خط کہ شریف اور ذلیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہیں کوئی نشان اور
 تمغا شرافت کا کسی کے چہرے پر نہیں ہے کہ جس سے شریف اور کمین بچا جاسکے
 شرافت تو اچھے طریقوں اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے شریف اور
 کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے بچا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں آبرو اور عزت
 پاتا ہے اور آخرت میں بھی اچھے اور نیک افعال کام آئینگے ذات کسی کی نہیں
 بوجھی جائے گی ہندی مثل ہے کہ ذات پات پوچھے ناکوئے - ہر کو بچے سوہر کا ہو
 پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھا طریقہ اور اچھی وضع جو شرع اور عرف
 میں پسندیدہ ہو اختیار کرے اور اپنی اولاد اور قرابت والوں کو بھی ہمیشہ اچھی باتوں
 اور عمدہ طریقوں کی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت داریں کی حاصل ہو

فصل چاندی سوئے وغیرہ کے زیور اور ان کے برتنوں کے برتاؤ

کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ سوئے کا زیور یا جڑاؤ جسمین سوئے کا میل ہو ورنہ گر نہ پہنے اور
 مان باپ ہی اپنے لڑکوں کو ایسا زیور نہ پہنا دیں کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً
 حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اوسکا ملمع کیا ہو لیکن چاندی کا پہننا
 محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے جائز ہے مگر فقہاء کے نزدیک اس میں ہی
 اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں ۴۰ ماشے چاندی
 سے زیادہ پہننا مرد کو درست نہیں اور جواہر کا زیور اول تو بغیر سوئے اور چاندی
 کے بن نہیں سکتا دوسرے مردوں کو عورتوں کی طرح زیور سے آراستہ رہنا اچھا
 نہیں معلوم ہوتا علاوہ اس کے زیور پہننے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی
 ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع بنانا شارع کے نزدیک بہت
 بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مرد عورت کی قطع اور جو عورت
 مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے کی وضع کے ساتھ مشابہ کرے
 ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبَاسَ
 الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبَاسَ الرَّجُلِ يَعْنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ بَيْنَ كِتَابَيْ
 كِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي أَوْسْ شَخْصٍ كَوْنَهُ يَهْنُ بَهْنًا وَاعْوَرَاتٍ كَأَسَا

اور لعنت کی اوس عورت کو کہ پہنے پہنا و امر د کا سا سوا کئے اس کے مردوں کو زیور کا پہنا بذریعہ ہی معلوم ہوتا ہے ہاں دو ایک کھٹے موتی وغیرہ کے اگر باندھ لئے جاویں یا دو ایک انگوٹھیاں چاندی کی چنگلیا خواہ اوس کے پاس والی اونگلی میں پہنے جاویں تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن بیچ اور کلمے کی اونگلی میں انگوٹھی چلا مرد کو پہننا جائز نہیں اسی طرح اگر کبھی ستر بیچ چاندی میں جڑا ہوا یا کمر بند اور پرتلا چاندی کے ڈاب اور چپر اس کا باندھ لیا جاوے تو محی ریشم کے نزدیک مباح ہے اور یہ بد نما بھی نہ معلوم ہوگا حقیقت میں مردوں کا زیور تو علم و سہن بھاری اور سپہ گری ہے اور ظاہر کا زیور ہتھیار ہیں زیور پہننے کو گھر کی بیبیاں کیا کم ہیں جو خود بنفس نفیس ہیچرے اور زرخون کی طرح زیور میں لدے ہوئے بیٹھے رہیں اپنے مقدور کے موافق اپنی عورتوں ہی کو زیور کیون نہ پہنا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زینت و آرائش عورتوں ہی کے لئے پیدا کی ہے پس جتنا چاہیں اون کو زیور پہنا دیں لیکن ایسا زیور کہ جسم میں آواز نکلتی ہو جیسے پازرب خلخال وغیرہ ہرگز نہ پہنا دیں اسلئے کہ ایسے زیور کا پہننا عورتوں کو بھی منع ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ مَوْلَاةَ لَمْ تَذْهَبَتْ بِابْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رَجُلٍهَا أَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ یعنی زیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی اون کی زیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

لیکنی اور اس کے پاؤں میں گنگوڑ تھے حضرت عمرؓ نے اون کو کاٹ ڈالا اور
 فرمایا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہہ فرماتے تھے ہر جس کے
 ساتھ شیطان ہے پس اس قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیے باقی جلیسا اور جس
 وضع کا چاہے چاندی اور سونے کا زیور بنوا کر عورتوں کو پہنا دین سوائے اسکے
 تانبے پتیل کا تسے وغیرہ کا نہ پہنا دین کیونکہ ان چیزوں کا زیور عورتوں کو بھی پہننا
 منع ہے لیکن تانبے پتیل وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا درست ہے اور چاندی
 سونے کے ظروف کا استعمال میں لانا عورت اور مرد دونوں کو حرام ہے بلکہ انکے
 برتن کمانے پینے کے لئے بنوانا ہی گناہ ہے مثلاً اگر انکے برتن بنوا کر صرف
 مالیت کے طور پر رکھ چھوڑے اور اوس میں کھائے پئے نہیں تو یہی گناہ سے
 خالی نہیں اس لئے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نہ چاہیے
 خاص کر وہ برتن جو کمانے پینے کے کام میں آویں جیسے رکابی کٹورا تشتی
 دیگی وغیرہ کہ ان سب میں کھایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنوا دین
 اگر محدثین کے نزدیک سوائے کمانے پینے کے برتنوں کے اور قسم کے
 چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کا برتنا دین رکنا درست ہے جیسے
 قلمدان پاندان خا صدان عطر دان چنگیر صندوق سلانی کجلوٹی سرمدانی
 چونکی پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علما اسکو بھی خالی کر اہت سے نہیں کہتے اور
 خلاف تقویٰ کے سمجھتے ہیں پس میں نے نزدیک ہی پہلی اولیٰ و انسب کہہ جانا شک

ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال
میں نہ لاوے کیونکہ جس امر میں اختلاف علما کا ہوا اور بغیر اوس کے کسی طرح کا
خرج بھی نہو ایسے کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اسکے ایسی چیزوں کے برتاؤ میں
کسی طرح کے نقصان میں ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری ایسی
چیزیں اکثر برتاؤ میں نہیں آتیں صند و قون میں بند پڑی رہتی ہیں اور بڑائی اوسکی
مفت میں ضائع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ میں رکھے جاوین تو ہر وقت
اوسکی حفاظت اور نگہبانی کی فکر بنی رہتی ہے اس لئے کہ ایسی چیزوں کی چوری
اور گم جانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز میں ہر اس نقصان ہوا اور فائدہ
کچھ نہواہ مسئلے میں بھی اوس کے اختلاف ہوا اوس کا بنوا کر رکھنا کیا ضرور ہے۔

باب دہم

فصل علم سکھانے کے بیان میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بچوں کو جاہل نہ رکھیں علم
سکھانے میں نہایت کوشش کریں کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات
اور خرابیاں داریں کی پیش آتی ہیں اس لئے کہ دنیا میں تو اُن پڑھ کو اَوَّلاً نوکری ملنا
مشکل ہوتا ہے۔ دوسرے اگر بڑے جدوجہد سے میسر بھی ہوئی تو دس پانچ
روپیہ سے زیادہ کی نہیں ہوتی اور اس قلیل آمدنی میں بچ کی چال سے بھی وقتاً
بیسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی نہیں ہوتا

خاص کر مال بچے اور گنبے والی کو تو ایک وقت کا کمانا بھی وقت سے نصیب
 ہوتا ہے پھر تکلیف کی حالتوں میں علم کے نفقون اور راحتوں کو سوچ کر انہوں
 کو کتابی کچھ فائدہ نہیں دیتا تیسرے جو کچھ مال و اسباب میراث یا ہبہ وغیرہ
 میں ملجاتا ہے وہ بھی جہالت اور نادانی کے سبب سے مفت میں برباد اور
 تباہ ہوتا ہے علاوہ اس کے اپنے اور مان باپ کے نام اور آبرو میں بٹہ لگتا
 ہے چوتھے اپنے دین و ایمان کی باتوں پر بھی کچھ اطلاع نہیں ہوتی کہ جس کے
 انواع و اقسام کے بدعات اور کبائر بلکہ شرک میں گرفتار ہوتا ہے اور عقوبت میں
 بھی اسی جہالت کے سبب بمصدق خیر اللہ نبیاً و الاخر کے طرح طرح کے
 عذاب اور مصیبتوں میں مبتلا ہو گا سوائے اسکے اولاد کے بے علم رہنے کی
 مان باپ سے بھی پریش ہوگی اس لئے کہ اون کی پرورش اور تربیت میں بھی
 اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچھی تربیت بغیر علم سکھانے کے
 حاصل نہیں ہوتی اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چھ برس
 کا ہووے اور اچھی طرح سے اوسکی زبان کھل جاوے اور صاف صاف باتیں
 کرنے لگے تو اوسکو پڑھنے کے واسطے ضرور بٹھا دیں اور استاد معتمد و خوش
 خلق پرہیزگار شفیق تعلیم کے طریقوں سے واقف کار مقرر کریں تاکہ وہ بچے کو اس
 طریقے سے پڑھاوے کہ حرف شناسی اور سچے لگانے پر بہت جلد قادر ہو جاوے
 اور اس طرح دم دلا سے سے بتاوے کہ اوسکا جی بھی نہ گہراوے اور کسی طرح کی

وحشت اس کے دل پر نہ آنے پاوے اور بلا ضرورت قومی کے مارے بھی نہیں
 کیونکہ بار بار کی مار پیٹ سے بچہ ہونچکا ہو جاتا ہے پھر جو کچھ اس کو بتایا جاتا ہے
 وہ مار کی دہشت سے اس کی سمجھ میں نہیں آتا بلکہ پہلے کا پڑھا ہوا ہی اس کے دل
 سے اتر جاتا ہے کیونکہ گھر کی اور مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے
 پھر رونے کے سوا کسی بات کا اس کو خیال دہیان نہیں رہتا اور نہ وہ تعلیم اس کے
 ذہن نشین ہوتی ہے لہذا البسا استاد بچے کی تعلیم کے لئے مقرر کرنا چاہیے کہ جہاں
 تک ممکن ہو اس کو نرمی اور پیار سے پڑھاوے اس لئے کہ پیار اور محبت کے
 ساتھ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے اور بہت بار
 پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈھیٹ بھی ہو جاتا ہے پھر اس کی تربیت خالی وقتے نہیں ہوتی
 غرض کہ استاد کو چاہیے کہ اولاً بچے کو پیار سے سمجھاوے کہ یہ باتیں خلاف وضع و ثقیف
 کے ہیں تم ان سے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختے کا بھی اچھی
 طرح سے دہیان اور خیال رکھو اگر تم ایسے بیہودہ باتیں اختیار کرو گے اور سبق
 وغیرہ یاد نہ رکھو گے تو لوگ تمہیں نام رکھیں گے اور بیوقوف کہیں گے اگر اس
 سے بچہ نمائے اور وہی بیہودہ حرکتیں کرے اور پڑھنے میں دل نہ لگا دے
 تو پھر اس کو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجھاوے تاکہ بچہ استاد کے خوف اور عیب سے
 اس کام اور حرکت کو چھوڑ دے اور پڑھے ہوئے کو خوب دہیان سے دہراتا
 رہے تاکہ بھولنے سے محفوظ رہے احیاناً اگر تنبیہ سے بھی نہ مانے اور اپنی بیہودگی

اور محل باتون سے باز نہ آئے تو پہر اوسکو مار کے سمجھا دے اور یہ بھی چاہیئے کہ
 یکایک بچے پر بہت محنت پڑھنے کی نہ ڈالے ابتدا میں تو دیدہ لگنے کے لئے
 صرف ایک گھنٹا پڑھنے کا مقرر رکھے تو پڑے دنوں کے بعد جب بچے کا دل
 لگجاوے تو دو گھنٹے معین کرے اسی طرح بہترین گھنٹے حاصل یہ کہ بچے کی قوت
 اور سہار کے موافق اوس سے محنت پڑھنے کی لیتا رہے اور اوقات پڑھنے کے
 ہی ایسے مقرر کرے کہ جنہیں مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے اور دو تین گھنٹے
 کی فرصت کھیل کود کے لئے بھی دیدیا کرے کہ اس سے بچے کا ذہن تیز ہوتا ہے
 اور طبیعت بھی اوسکی ہشاش بشاش رہتی ہے پہر سبق میں جی خوب لگاتا ہے اور
 جلد یاد کر لیتا ہے ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے ایک دم کی بھی مہلت نہ دے
 اس لئے کہ زیادہ محنت لینے میں کئی طرح کے نقصان ہیں ایک یہ کہ تنکھن کے
 سبب بچہ پڑھنے سے جی چرانے لگتا ہے دوسرے کہ کثرت مشقت سے دل
 و دماغ ضعیف ہو کر آخر کو ذہن و حافظے میں فتور آ جاتا ہے۔ تیسرے ضعف
 دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے دروس ہوا کرتا ہے اور مثل بیماروں کے رہتا ہے
 پہر اوس کا جی لکھنے پڑھنے میں مطلق نہیں لگتا اور سبق بالکل یاد نہیں ہوتا بلکہ
 پچھلا آموختہ بھی بھول جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بہر میں دو قوت
 اس طور سے پڑھاوے کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ سنکر نیا
 سبق پڑھاوے پہر ایک گھنٹے کی چٹھی دیدے کہ اوس میں بچہ کمانا کمالیوے اور

تھوڑا سا کیل کو دوہیے تاکہ پڑھنے کی محنت کی تسکین کچھ کم ہو جاوے اور طبیعت چاق ہو کے پڑھنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پھر استاد کو چاہیئے کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کراوے اور دوپہر سے دو بجے تک بچے کو چٹنی کیل کو دو کی دیدے تاکہ اس میں خوب کیل کو دو کے طبیعت اوسکی شاد اور لبشاش ہو جاوے پھر دو بجے سے چار بجے تک اوسکو پڑھاوے اور اس سے زیادہ محنت پڑھنے کی بچے سے نہ لیوے اور یہ بھی چاہیئے کہ ہفتے میں بار بار چٹنی بچے کو ندے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے کی شام تک چٹنی دینا کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانوں کی عید کا ہے اور سواے اس کے اوس روز کی چٹنی میں بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سبھی فارغ ہو جائیگا اسی طرح سال میں دو نون عیدوں اور شہرات اور عشرہ محرم کی چٹنی اس قاعدے سے دینا چاہیئے کہ عید الفطر میں دو روز کی اور عید اضحیٰ میں چار روز کی عرفے سے ایام تشریق تک اور شہرات میں دو روز کی اور عشرہ محرم میں صرف عاشورے کی اور اگر کوئی تھوڑا بچے کے گھر میں ہو تو صرف اوسی روز کی چٹنی دینا چاہیئے غرض کہ جہاں تک ممکن ہو بغیر ضرورت قوی مثل بیماری وغیرہ کے کبھی بچے کو زیادہ دنوں کی چٹنی نہ دے کیونکہ بہت چٹنی دینے سے بچے کا دل پڑھنے سے اوجھاٹ ہو جاتا ہے اور طبیعت کا لگاؤ بھی علم سے کم ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت شدید کے کبھی سبق اور آموختہ اوسکا نافعہ نہ دے کیونکہ ایک روز کے

سب موقوف ہونے سے کئی روز تک اوسکا جی پڑھنے میں نہیں لگتا اور یہ بھی چاہیے کہ پڑھتے وقت دوسرے بچے کو اوس کے پاس نہ آنے دے کہ اس سے بھی بچے کا دھیان پڑھنے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور کیل کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے غرض کہ جن باتوں سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑھنے سے نفرت کرے وہ باتیں مکتب میں کہی اسکے روبرو نہ ہونے دے اور یہ بھی چاہیے کہ پڑھنے کے وقت بچے کے پاس آدمیوں کا مجمع بھی نہ ہونے دے صرف ایک یا دو عمر آدمی اوس کے پاس بیٹھے رہیں تاکہ جو کچھ ضرورت اور کام ہو وہ کر دیں اور بچے کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی رکھیں اور ان باپ یا اور بزرگوں کو چاہیے کہ جب بچے کو پڑھاوین لڑکا ہو یا لڑکی تو اوسکو مردہی سے پڑھاوین ایسا نہ کریں کہ لڑکی کے لئے عورت مقرر کریں اس واسطے کہ پڑھی ہوئی صالحہ عورت کا ملنا بہت مشکل ہے اکثر عورتیں مکار اور چالاک ہوتی ہیں پڑھانے کے حینے سے اکثر شریفوں کی لڑکیوں کو خراب کر تی ہیں سوائے اس کے جتنا علم مرد کو ہوتا ہے عورت کو نہیں ہوتا پس جب اپنے بچے کو اچھی طرح سے تعلیم کرنا چاہیں تو عالم ہی سے پڑھاوین تاکہ بچہ اچھی طرح سے علم سیکھ کٹھ ملا سے ہرگز نہ پڑھاوین اسلئے کہ بزرگوں نے کہا ہے نیم حکیم خطرہ جان نیم ملاً خطرہ امیان پس جہان تک ہو سکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑھاوین تاکہ دونوں جہان کی خوبیاں نصیب ہوں۔

فصل علم دینی سکھانیکے بیانیں

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو پڑھنے بٹھا دیں تو پہلے قاعدہ بغدادی اوس قاعدے سے جکا ذکر اور پڑھ چکا ہے پڑھوا دیں بعد اسکے قرآن شریف ہی شروع کر دیں کیونکہ وہ کلام اللہ کا اور کتاب ایمان کی ہے اوسکی برکت سے سب علم دین اور دنیا کے جلد حاصل ہو جاتے ہیں پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو قرآن مجید کا سبق دلوادیں اور تیسرے پہر کسی سائل کی کتاب کا کہ اوس سے روزے نماز کے مسئلے بھی معلوم ہوتے رہیں جب قرآن شریف ختم کر چکے تو دُہرانے کے زمانے میں ترجمہ مصنفہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھوا دیں تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجھنے اور دھیان رکھنے سے کلام مجید کے معانی اور مطالب خوب فہم نشین ہو کر دین اسلام کی بڑی بڑی باتوں سے آگاہی اور تقویت حاصل ہو جائے اور آخرت کی سزا کا خوف اور نعمتیں ملنے کی اُسید دل میں بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑھنے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجھنے اور یاد رکھنے سے کلمات کلام الہی کے خوب صحیح یاد ہو جائینگے بعد اس کے عربی کے قواعد کی کتابیں جیسے میزان منشعب زبدہ صرف میر نحو میر مائتہ عامل وغیرہ جو صرف نحو سے متعلق ہیں پڑھوا دیں اور ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کر دیں تاکہ قواعد عربی زبان کے آزر ہو جاویں اسکے بعد حدیث کی کتابیں پڑھوانا چاہئیں تاکہ انسان اپنے دین و ایمان سے بخوبی آگاہ ہو جاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور

طریقے کے موافق عمل کرے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح سے درست
 ہو جاوے اور اوسپر عمل کرنے سے نجات و اربین اور ترقی درجات کو نین نصیب
 ہو اور حدیث شریف پڑھنے کے بعد تفسیر و رفقہ وغیرہ کی کتابیں پڑھو اور
 حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل کو سب علموں پر مقدم رکھیں جب علم دین
 سمجھ و وجہ حاصل ہو جاوے تو علم دنیوی مثل جغرافیہ سیاق انشا وغیرہ جس کا
 ذکر فضل آئندہ میں لکھا جاوے گا سکھا دین تاکہ بچہ ان علموں سے بھی واقف ہو جاوے
 حاصل یہ کہ جہاں تک ہو سکے بچوں کے علم سکھانے میں کسی طرح کا قصور نہ کریں
 اور لڑکیاں کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ نہ کرنے کیونکہ جاہل
 رہنے سے مرد ہو یا عورت دونوں کو ہر طرح کا نقصان ہے اور ضرر میں دونوں برابر
 ہیں یعنی جو خرابیاں مردوں کو بے علمی سے پیش آتی ہیں وہی خورتوں کو بھی بلکہ عورتیں
 تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤں میں مبتلا ہوتی ہیں اسلئے کہ انسان کو عقل
 اور تمیز سلیقہ اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی دو ہی سبب حاصل ہوتی ہے
 یا تو آدمی علم پڑھے کہ اس سے پوری پوری حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی
 معلوم کر کے اچھے بُرے افعال و اعمال کی جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے
 نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا یہ کہ کسی عقلمند و نیندار متقی پرہیزگار
 نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی خدمت سے فیض یاب ہو کے زمانے
 کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع و اقسام کا سلیقہ و تجربہ حاصل کرے

جیسا کہ مردوں کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم حاصل کرنے کے ہر طرح کے لوگوں سے
 ملکر ہزاروں باتیں سنتے ہیں اور طرح طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہیں بخلاف عورتوں
 کے کہ یہ بیچارے پر دے کی وجہ سے سوائے اپنے کنبے اور گھر والوں کے کسی
 اور عقلمند ہوشیار سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتیں بہرہوشیاری اور دانائی تمیز داری
 اور سلیقہ شعاری کس طرح حاصل ہوا اور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہو
 کے داریں کی بہلانیان کیونکر نصیب ہوں اسی لئے ماں باپ کو ضرور ہے کہ لڑکیوں
 کی تعلیم اور علم سکھانے میں نہایت سعی اور کوشش کریں تاکہ وہ ضروریات دین
 و دنیا سے واقف ہو کے اپنے ضروری کاموں میں کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں
 اور یہ جو بعض نادان اور احمق خیال کرتے ہیں کہ عورتیں پڑھنے لکھنے سے شہمدی اور
 بدکار ہو جاتی ہیں ان کو بڑا ناگھانا ناچاہئے سو یہ گمان محض جیسا ہے اس واسطے
 کہ جن عورتوں نے علم حاصل کیا اور لکھنے پڑھنے میں دل لگایا اکثر ایسی ہی عورتیں
 خوف خدا سے باحیا اور باعصمت رہیں اور دنیا میں مردوں کے مثل نامور اور
 مشہور ہوئیں جیسے نور جہاں بیگم زیب النساء بیگم ہندوستان کی بادشاہزادیوں میں دیکھو
 کیسی لکھی پڑھی تھیں کہ آج تک اونکی تصنیف کی ہوئی کتابیں موجود ہیں اور اونکی
 عفت و عصمت بھی زمانے میں مشہور و معروف ہے ان کے سوا اور ملکوں میں
 دیکھو تو کیسی کیسی علم و قابلیت عصمت و عفت والی عورتیں گزری ہیں جیسے
 زبیدہ خاتون خلیفہ ہارن رشید کی بی بی کہ کیسی علم و فضل والی تھیں

اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف میں صحابہ کی بیسیان
 کیسی عالم متقی، دیندار تہیں اور بہت سی عورتیں ولی ہوئیں ہیں کہ جن کے حالات
 و قصص کی علمائے کتابین تصنیف کی ہیں اور ان میں انکے اتقا و پرہیزگاری
 اور علم وغیرہ کی کیفیت بخوبی لکھی ہے اگر انصاف سے دیکھو تو بیسیائی اور بدکاری
 کچھ علم و جہل پر موقوف نہیں بہت سی جاہل عورتیں ایسی شہدی لہجی بدکار ہوتی
 ہیں کہ فاحشہ عورتوں کو بھی طاق میں بٹاتی ہیں بلکہ میرے نزدیک تو بیسیائی اور
 بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت و عفت علم سے کیونکہ علم کی وجہ
 سے ہر عمل نیک و بد کی پاداش کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور اس کے
 خوف ورجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور ہر نیک کام کی طرف
 توجہ اور میل کرتا ہے پس میری رائے میں تو جہان تک ممکن ہو عورتوں کو ضرور علم
 سکھانا چاہیے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور چاہیے کہ قرآن شریف مع ترجمہ
 اور اردو کتابیں مسائل اور عقائد کی چھپی ہوئی پڑھائیں تاکہ وہ اپنے دین و ایمان
 کے ضروری احکام مثل نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ سے واقف اور خبردار ہو جائیں
 اور عقیدے بھی اون کے درست اور صحیح ہو جائیں کہ جس کے باعث کفر اور
 شرک سے بچکر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہیں۔

فصل علم و نیوی سکھانے کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ بچوں کو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جنگا بیان اچھی طرح سے

اوپر گزر چکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکھانے کے بعد دنیا کا علم ہی ضرور سکھا دین
 اور اس امر کا ضرور خیال رکھیں کہ بچے کو اوسکی استعداد کے موافق کتابیں پڑھوائیں
 یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑھا ہو تو اول اوسکو الف باے فارسی جو اردو اور فارسی کی
 الف بے ہے اچھی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتھ پڑھاوین جب
 حرف پنجویں پہچاننے اور ہجے بغیر بتائے لگانے لگے تو کوئی ایسی کتاب اردو کی
 جہین چھوٹے چھوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑھاوین اسی طرح فارسی کی
 کتابیں ہی ابتدا میں سہل سہل مثل کوہ ما مقیمان آمد نامہ وغیرہ کے پھر اس سے
 کچھ مشکل کتابیں جیسے گلستان بوستان پڑھانا چاہئیں جب اس سے بچے کو
 کچھ استعداد آ جاوے پھر اور دقیق کتابیں فارسی کی جیسے انوار سہیلی سکندر نامہ
 وغیرہ پڑھاوین غرض کہ جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی جاوے ویسی ہی شکل
 کتابیں پڑھواتے جاوین لیاقت سے بڑھ کر کوئی کتاب نہ شروع کراوین کیونکہ اکثر ایسا
 ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑھایا جاتا ہے استعداد اوسکی اچھی نہیں ہوتی اور
 اور علم میں خام رہتا ہے اس لئے پڑھوانے میں ترتیب کا ضرور لحاظ رکھیں -
 اور یہ بھی چاہئے کہ جو کتاب دقیق ہو اس کا سبق صبح کے وقت مقرر کریں
 اور جو سلیس اور سہل ہو اس کا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت وحشت کا ہوتا
 ہے اور بچہ صبح کی محنت کرنے سے آخر وقت تھکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت بھی
 اوسکی خوش نہیں ہوتی پس اوس وقت مشکل کتاب کا پڑھنا اور بچہ بھنا دشوار ہوتا

بخلاف صبح کے کہ وہ وقت فرحت کا ہے اور بچہ ہی رات کے آرام پانے
 سے تازہ دم ہوتا ہے پس اس وقت مشکل کتاب کا سبق جلد بچے کے
 ذہن میں آجاتا ہے اور یہ ہی لازم ہے کہ ہر روز تھوڑا تھوڑا آموختہ بچے کو پڑھواتے
 ہیں بلکہ ہر ہفتے میں جمعرات کا دن آموختے کے لئے مقرر کرنا چاہیے تاکہ بچہ پلا
 پڑا ہو یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ ہی چاہیے کہ دو وقت پڑھنے میں ایک
 ہی کتاب کا سبق نہ پڑھو اور نہ ایک بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو پڑھایا جاوے تو
 دوسری کتاب کا دوسرے وقت اسلئے کہ اس طرح کے پڑھانے میں کئی فائدے
 ہیں ایک یہ کہ تین عمر میں بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑھے گا اتنی ہی عمر میں اسکو
 دو علم حاصل ہونگے۔ دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گھنٹے میں سبق یاد ہو جاتا ہے پھر
 اس یاد کیے ہوئے کی تکرار کرنے سے دل اکٹا جاتا ہے پھر اس میں مطلق جی
 نہیں لگتا تیسرے یہ کہ مختلف وقتوں میں مختلف کتابوں کے پڑھنے میں جی
 زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب میں نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل ہونے
 سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اسکو یاد بھی جلد کر لیتا ہے اس واسطے کہ نئے
 کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اسکے کرنے میں طبیعت خوب لگتی ہے چنانچہ
 مثل مشہور ہے کہ گل جلدید کذبید یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے پس لازم
 ہے کہ مختلف علموں کی دو کتابیں مختلف وقتوں میں بچوں کو پڑھو اور نہ جیسے
 ایک وقت انشائی کتاب پڑھو اور نہ دوسرے وقت حساب کی اس لئے کہ

حساب کا علم پڑھنا بھی بچے کو نہایت ضرور ہے اور اس علم سے بہت کام پڑتا ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑھوا دیں کہ جو دین و دنیا کے کار آمد ہوں اور اس قسم کی کتابیں کہ جن میں چوٹی چوٹی حکایتیں اور قصے یا مضامین عشق عاشقی کے مندرج ہوں اور ان سے بچے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نظم ہوں یا نثر ہرگز نہ پڑھوا دیں سچی حکایتوں اور قصائد اور ایسے نظم کے پڑھوانے کا کہ کہیں نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہیں بلکہ سطح کے نظم کا پڑھانا اچھا ہے اسکے کہ نظم میں اکثر جی لگتا ہے اور بہت نظم پڑھنے سے شعر کہنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے اور اسکی مہارت بھی ایک جدا گانہ علم ہے پس اسکا سکھا دینا بھی بہت سہ اور طریقوں کو جب تک اون کی شادی نہ ہو جاوے نظم کتابیں پڑھنے کی اجازت نہ دیں اس لئے کہ اس میں ایک قسم کے فساد اور بگاڑ کا خیال ہے مگر ایسے نظم کو جس میں شرعی مسائل یا عقائد خواہ لفظی و غیرہ کا ذکر ہو پڑھنے کا مضائقہ نہیں لیکن ان کو زیادہ تر علم دنیوی کی کتابیں نہ پڑھوانی چاہئیں مان بعد سکھا دینے ضروری علم دین کے چند کتابیں اس قسم کی پڑھوا دیں کہ جس سے وہ خط و کتابت اور گھر کا حساب وغیرہ اُردو یا فارسی زبان میں لکھ پڑھ لیں تاکہ اونکی ضرورت کے کاموں میں حرج واقع نہ ہو کیونکہ اکثر باتیں عورتوں کو ایسی شرم و حیا کی پیش آتی ہیں کہ ان کو سوا اپنے خاوند کے مان بہن ساس نہ وغیرہ کسی عزیز و قریب سے بھی ظاہر نہیں کر سکتیں اسی طرح خاوند کو بھی کبھی پوشیدہ

باتون کا اپنی بی بی سے کتنا منظور ہوتا ہے اور اتفاق سے وقت پر میان بی بی پاپا
 نہیں ہوتے پس سواے لکھنے پڑھنے کے اور کسی طرح کام نہیں نکل سکتا ورنہ
 راز مخفی دوسروں پر بھی آشکارا ہو جاتا لیگا اور عورتوں کو علم حساب اور سیاق کا سکھانا
 اموی خانہ داری کے لئے بہت مفید ہے اس لئے کہ خاص اون کے یا اون کے
 خاوند اور باپ بہائی کے مال میں جو بڑی محنت اور مشقت سے کمایا کرتے ہیں
 کوئی دوسرا شخص فریب دہی کی راہ سے انکو بوقت بنا کر چوری اور خیانت
 نہیں کر سکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گھر کا حساب کتاب لکھ پڑھ کے سمجھ سکتی
 ہیں اور یہ لکھا ہوا اکثر وقتوں میں خوب کام آتا ہے جیسے بعضے مردوں کی عادت
 ہوتی ہے کہ روپیہ پسیا جو گھر کے خرچ کے لئے دیتے ہیں اس کا حساب بھی پوچھتے
 ہیں اس وقت حساب لکھا ہوا بڑے کام آتا ہے کیونکہ مہینے دو مہینے تک
 پورے مصارف کا یا در کتنا مشکل ہے اور اس کی بھول چوک میں مرد کو انواع
 اقسام کے شبے ہوتے ہیں ادنیٰ اون میں کا یہ ہے کہ کہیں یہ روپیہ پسیا اپنے
 مان باپ بہائی بہن وغیرہ میکے والوں کو تو نہیں دیدیا اور ایسے بیہودہ شہروں سے
 آسپین ناحق کا رنج فساد پیدا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے آخر کو منجر بافراق و بربادی
 خان و مان ہوتا ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ بعد سکھانے علوم
 و مینیہ ضروریہ کے دنیا کا علم ہی بقدر حاجت عورتوں کو ضرور پڑھو ادین کیونکہ نیت
 اور سمجھ انسان کو دوہی وجہ سے آتی ہے ایک اون میں سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد

کامل فاضل اجل کی خدمت بابرکت میں بیٹیکے اکتساب عقل کی باتوں اور ہوشیاری و سلیقہ شعاری کا کریں اور یہ طریقہ بوجہ ضروری ہونے پر دے کے ہمارے دین میں مستورات کے حق میں بالکل مفقود ہے دوسری وجہ علم پڑھنا سوا سکومردوں نے لغو اور بیہودہ سمجھ رکھا ہے ہر کون سی صورت عورتوں کی حسن تربیت کی ہے جس سے وہ بیچارے یاں تیز دماغ اور ہوشیار ہوں جیسا کہ فصل سابق میں بیان ہو چکا اور میرے نزدیک بھی سوائے علم کے اور کوئی شکل عورتوں کی تعلیم و تربیت کی نہیں ہے غرض کہ لڑکیوں کو بھی علم سے محروم نہ رکھیں اور ضروری ضروری علم ان کو پڑھوانا تاکہ وہ بھی اس نعمت سے محروم نہ رہیں اور علم حاصل کر کے نجات دارین پاویں اور اپنے علم سے راحت اور نفع اور ٹھاکر ان باپ کو دعاے خیر سے یاد کریں فقط۔

فصل لکھنا سکھانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بچوں کے لئے پڑھانے کے زمانے میں ایک گھنٹا لکھوانے کا بھی ضرور اس طور سے مقرر کریں کہ جب وہ اپنا سبق اچھی طرح سمجھ کے یاد کریں اور اس کے بار بار دہرانے سے ان کے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی اور پریشانی کے معلوم ہوں اس وقت سبق چھڑوا کے گھنٹا بہر لکھنے میں محنت کراویں تاکہ جتنی ماندگی اور تنگی بچے کو پڑھنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ سب جاتی رہے اور وہ لکھنا اس کے حق میں باعث تفریح کا ہو سوائے اسکے لکھنا پڑھنا دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کی برابر ضرورت ہوتی ہے اور بغیر لکھنا جاننے

کے نرا پڑھا ہونا کچھ کام نہیں آتا پس دونوں کو برابر سیکھنا چاہیے طریقہ لکھانیکا
یہ ہے کہ اول حروف منفردہ یعنی الف بے تختی پر لکھو اورین جب وہ حرف
فی الجملہ صاف اور کرسی سے درست ہو جاوین تو دوسری تقطیع یعنی بابت لکھو اورین
اور اوس کے ساتھ ہی ایسا ہی معاملہ کریں حاصل یہ کہ کل تقطیعوں کے
صاف ہونے کے بعد مرکبات یعنی ا ب ج د اور بہت سے قطعات لکھو اورین اسکے
بعد پرف الف بے سے وصلیوں پر لکھو نا شروع کراوین جب قطعات کی نوبت
پہونچے تو انکے ساتھ بچے کا روزمرہ سبق ہی متوسط قلم سے لکھواتے رہیں کیونکہ
اس میں کئی فائدے ہیں اول تو لکھنے سے سبق خوب ذہن نشین ہو جاوے لگا۔ دوسرے
عبارت لکھنے سے بھی کچھ مناسبت ہو جائیگی تیسرے املا بھی فی الجملہ
درست اور صحیح ہو جاوے لگا پھر جب بچے کو اس طرح کا لکھنا آجاوے تو مطلب
ہوتا کہ کچھ سودہ اردو عبارت کا اوس سے لکھو اورین تاکہ مضمون بنانے میں بھی کچھ
دخل ہو جاوے اسکے بعد اردو عبارت سے فارسی زبان میں سودہ بنانا شروع
کراوین تاکہ فارسی بنانے کی بھی استعداد ہو جاوے غرض کہ اس طرح کے لکھوانے
سے املا انشا تصنیف وغیرہ کی بھی مہارت ہو جاوے گی کیونکہ جتنے کام ہیں
وہ بدون کئے نہیں آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑھاتے رہیں اور لکھنا نہ سکھاوین
تو اوسکو لکھنا ہرگز نہ آوے لگا بڑے بڑے عربی اور فارسی دان ایسا بدخط لکھتے ہیں
کہ جب کا پڑھنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بداملا ہونے کے سبب سے مطلب

بھی اونکی عبارت کا شکل سے سمجھ میں آتا ہے اور یہ بظنی وغیرہ بے مہارتی کی وجہ
 سے ہوتی ہے انشاء اللہ اکی صحت صرف پڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ نشی گری فن
 دوسرا ہے بغیر لکھنے کی مہارت کے حاصل نہیں ہوتا اور ایسا ہی بات چیت کا
 حال ہے کہ بدون سیکھے اچھی طرح سے نہیں آتی دیکھو بعض علماء کتب درسیہ بخوبی
 جانتے ہیں مگر گفتگو میں دوچار جملے عربی فارسی کے بھی بلا تکلف صحیح موافق محاورے
 کے نہیں بول سکتے اسی طرح تحریر میں بھی سمجھنا چاہیے کہ بڑی بڑی استعداد والے
 ادنیٰ طلبہ کی جو اس فن میں مہارت رکھتے ہیں تحریر میں برابری نہیں کر سکتے اس سے
 صاف ظاہر ہے کہ پڑھنے کا فائدہ لکھنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے پس لڑکوں
 کے لکنا سکھانے میں بہت کوشش کریں مگر لڑکوں کو بہت فارسی وغیرہ لکھوانے
 اور نشی گری سکھانے کی ضرورت نہیں صرف اتنا لکھوانا کافی ہے کہ
 جس سے وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا ان باپ بہائی بہن وغیرہ
 کو لکھ بھیجیں اور ان کی مفصل کیفیت خود معلوم کر لیں یا اپنے گھر کا حساب کتاب
 لکھ لیں اور اپنے جملہ امور خانگی میں کسی کے لکھنے پڑھنے کی محتاج نہ رہیں اس لیے کہ
 بعض دہشت اپنا کوئی پوشیدہ حال سوائے عزیز قریب کے اور کسی پر اطمینان کرنا منظور
 نہیں ہونا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے
 کہنے کی نہیں ہوتی اسی طرح خاوند کو بھی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا منظور رہتی
 ہے کہ وہ مان بہن سے نہیں کہہ سکتا اور اس وقت اتفاق سے میان بی بی

پاس نہیں ہوتے ایسے وقت میں لکھنے پڑھنے ہی سے کام نہ لگتا ہے اور کسی
دوسرے پر گہر کا راز نہیں لکھتا پس عورتوں کو اتنا سکھانا نہایت ہی ضرور ہے
کہ وہ بیچارے اپنی خانہ داری کی حاجتوں کے لکھنے پڑھنے میں کسی دوسرے
کی محتاج نہ رہیں اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہو کر نجات داریں کی پاویں
اور اپنے بزرگوں کو دوعائے خیر سے یاد کریں۔

باب یازدہم

فصل ریاضت کے طریقوں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لئے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات
ہے اس لئے کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت
و توانائی لغوائے آسمیٰ میں سے ایک بڑی نعمت ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لِعَمَّتَانِ مَبْعُوثَاتٍ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الْفَصْحَاءِ وَالْفَرَاعِ يَعْنِي تندرستی اور عزت
ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ انہیں ٹوٹا پاتے ہیں یعنی بے محل صرف
کرتے ہیں اور ان کی قدر نہیں جانتے اور اسی صحت و قوت سے بڑے بڑے
سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہیں چنانچہ جنگ میں دشمنان دین و دولت
پر فتحیابی بلکہ تمام امور عظیمہ و دنیا و عقبیٰ پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت
حاصل ہوتی ہے اور بغیر اس کے کچھ کار براری نہیں ہو سکتی اسی واسطے علمائے دین

اور حکماء حکمت آئین نے قوت حاصل کرنے کے لئے ورزش اور ریاضت کرنیکا ایما کیا ہے اور حکیموں نے فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے انسان کے تمام رگ چٹھوں کو درست کر دیتی ہے اور جو غذا کھائی جاتی ہے جلد ہضم ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے اور صحت کے سبب سے سب فضول بدن کے تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور پارسائی بھی جو رضائے الہی کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے کیونکہ ورزش کے شوقین نسق و فخور کی طرف ہرگز میل نہیں کرتے بلکہ نجی بی بی سے بھی کنارہ جوئی کرتے ہیں اور کثیر اس شغل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں حکیموں نے بدن کی قوت اور تیاری کے لئے طرح طرح کی ورزش کے طریقے ایجاد کئے ہیں دو انہیں سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہیں اس جگہ بیان کئے جاتے ہیں اور اون کی خوراک اور موسم وغیرہ کا بھی حال لکھا جاتا ہے جانتنا چاہیے کہ اول ان میں کا ڈر ہیں اور یہ کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض قسم میں اوپر کے بدن کو زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض میں نیچے کے بدن کو زیادہ نفع پہنچتا ہے اور اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکماء اور اطباء کا ملین کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہے یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو برابر صاف سطح زمین پر مقابل ایک دوسرے کے رکھے اور اون کے درمیان میں تین یا ساڑھے تین باشت کا فضل چھوڑے اور دونوں پانوں کے بیچ میں یہ نسبت ہاتھوں کے کم فاصلہ یعنی دو ڈھائی باشت کا رکھے اور ہاتھ پانوں میں پانچ باشت کا فضل رکھے ڈگر کرنا

شروع کرے اور ڈر کے وقت اسکی احتیاط ضرور چاہیے کہ ہاتھ پانوں مونہ
 گردن سر کو کچ نہ کرے جو عضو جس وضع پر ہوا اسکو اپنے حال اور شکل پر رہنے دے
 سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کھینچے اور مونہ بند رکھے اور سانس کو دیر دیر
 میں آہستہ آہستہ نتھنوں سے باہر نکالے اور مونہ سے سانس نہ لے اور ڈر کے
 شروع کے زمانے میں بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے سے کئی
 طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اگر معدہ خالی ہو تو ڈر کرنے سے پہلے کوئی
 لطیف اور مقوی چیز کھائے کہ خالی پیٹ درزش کرنے سے کھلے خشک ہو جاتے
 اور آنکھوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں جب درزش شروع کرے تو پہلے روز پانچ
 ڈر سے زیادہ نہ کرے پھر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑھاتا رہے اور جتنا تحمل ہو
 اتنی گنتی تک پہنچا دے اور قوت کے موافق ایک بار میں جسقدر ڈر ہو سکیں
 اوتنے کر کے کھڑا ہو جاوے پھر اپنی سانس کو درست کرے اور بازو کی مچھلیوں
 کو اچھی طرح سے پھیرے اور ٹوڑی دے اور سینے کی مٹھی کرے جب دم راست
 اور گرمی بدن کی دور ہو جاوے تو پھر ڈر کرنا شروع کرے جب دم بہر جاوے
 تو پھر بہت دور سابق کھڑا ہو جاوے اور دم کو راست کر کے آرام لے لے غرضکہ
 اس طور سے جسقدر ڈر کرنا منظور ہوں اوس قدر اپنے معمول کے موافق پورے
 کرے اور ابتدا سے انتہا تک اونکی گنتی کا دل میں خیال رکھے اور فائدہ ڈر کرنے
 میں یہ ہے کہ تمام اعضا کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے اور

دوسری قسم ورزش کی نگہ رہے اس کی دو قسمیں مشہور ہیں ایک رومالی دوسری
 بغلی اور یہی دو قسمیں نگہ رکی سب قسموں سے بہتر ہیں فائدہ خاص اس ورزش
 کا یہ ہے کہ اس سے ہاتھ بازو شانے گردن سینے بغل میں تیاری اور توانائی
 آتی ہے اور اس ورزش میں بھی حبس دم کی رعایت ضرور ہے اور اسکو بھی ڈرکے
 مثل بتدریج بڑھاتا جاوے یکبارگی نہ بڑھاوے رفتہ رفتہ ہزار دو ہزار ہاتھ تک
 نوبت پونچھے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے لئے برسات کی ہے اسلئے
 کہ موسم کی حرارت نہونے کے سبب سے تحمل ورزش کی محنت و مشقت کا اچھی
 طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم میں جو رطوبت زیادہ پیدا ہوتی ہے وہ بھی ورزش
 سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی میں تو حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریت
 کے عادی ہیں وہ بھی کم کر دیتے ہیں اس لئے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے
 روح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے میں سردی کی زیادتی سے پسینا جو باعث
 تیاری کا ہے نہیں نکلتا اور ورزش کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائیں کسانی
 چاہئیں جیسے دودھ پنخنی یا مرغ کا انڈا اور کلمہ بکری کا اور ورزش کرنے کے وقت
 بیگے ہوئے چنے چانبا نہایت مفید ہے اور خشک میوہ بھی مثل پستہ بادام فندق
 چار مغز کشمش وغیرہ کے جو مقوی اعضا ہواور بدن کو تیار کرے کمانا چاہیے
 بعد اس کے گیہون کی روٹی اور حلوان کا گوشت موافق بہوک کے کھاوے
 اور ترش چیزوں سے احتیاط رکے کیونکہ اس سے قوت کو ضعف ہوتا ہے

پس ہر انسان کو چاہیے کہ جس طرح ہو سکے قوت و توانائی حاصل کرے اسلئے کہ
 زور و قوت ہی پر تمام امور اہل دین اور دنیا کے موقوف ہیں اور سب کام طاق
 ہی سے بنتے ہیں اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور
 کو پہنچیں تو انکو ورزش کرنے کے طریقے بھی ضرور سکھا دیں تاکہ وہ زور و قوت
 حاصل کر کے سب کام دین و دنیا کے نہایت خوش اسلوبی سے درست کریں
 اور ہر طرح کے آسائش و آرام اور مٹا کے والدین کو دعاے خیر سے یاد کریں فقط

فصل شہسواری کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ گھوڑے اور اوسکی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث
 شریف میں بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ والعدایات میں گھوڑوں کے
 ساتھ قسم کھائی اور چند آیتوں میں انہیں کے اوصاف ذکر فرمائے ہیں اور حدیث
 شریف میں بھی وارد ہوئے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُمْنُ الْخَيْلِ
 فِي الشَّعْرِ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ صَافٍ سَرَخَ زَنْجٍ كَا
 كُؤْرًا يَعْنِي جَبَّكَ سَرَنَگَ كَتَّهْ هُنَ بَهْتِ مَبَارَكٌ هُوَ تَابَهُ اُورُ بَخَارِي وَاسْلَمَ نَعْنِ اَنْسِ
 رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَ رَوَايَتِ كَيَا هَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 الْبَرْكَةُ فِي ثَوَايِ الْخَيْلِ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 لَهْ اَشْقَرُهُ كُؤْرًا هَ كَ حَسَنِ كِي زَنْگَتِ صَاغَتِ سَرَخَ هُوَا اَوَاكُو اِيَالِ اَدْرُمُ هَبِي سَرَخَ هُوَا اَرَا كِسَاہُ هُوَا تَوَدَّ كَيْتَبَا

کہ گھوڑوں کی پیشانیوں پر برکت ہے اور سواا کے سب عقلا کا سپر اتفاق ہے
 کہ اللہ جل شانہ نے سب جانوروں میں گھوڑے کو مغز و ممتاز فرمایا ہے اور انبیا
 علیہم السلام اور بادشاہان ذوی الاحترام کا اسکو مرکب ٹھیرایا اسی لئے شرع شریف
 میں مردوں کو گھوڑوں پر سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں سے بہت محبت رکھتے تھے جیسا کہ سنائی نے انس رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمْ يَكُنْ مَشْقِي أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْمَنَسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ محبوب
 کوئی چیز نہ تھی پس مردوں کو اسکی سواری کے قاعدے سیکھنا نہایت ہی ضرور
 ہیں اس واسطے کہ مردوں کے لئے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ کوئی سواری نہیں
 ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہیں ہے لیکن آدمی اس
 سواری پر محض بے اختیار ہوتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری کے کہ اس میں
 ہر طرح کا اختیار حاصل ہے جد ہر باگ کو پیراؤ ہر دوڑا اور ہاتھی فیلبان کے
 قابو میں ہوتا ہے سواا کے چلت پرت اور تیزی و چالاک کی جو گھوڑے میں ہوتی
 ہے وہ ہاتھی میں کمان گھوڑے کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام اون کے
 یہ ہیں گام دوگام شاہ گام ایشیہ راہوار یرغان خوشخرام پس ان سب چالوں
 میں سے شاہ گام بہت اچھی رفتار ہے کہ جس سوار کو کسی طرح کی تکلیف اور تنگن

نہیں ہوتی بلکہ نہایت آسائش و آرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا بہت نادر ہے
 بادشاہوں اور سرداروں کی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھوڑے
 کی تین طرح پر مشہور ہے دُلکی چھار تگ پلا یعنی سر پٹ عمدہ اینٹن سے چھار تگ ہے
 کہ اوسمین سوار کو بہ نسبت دُلکی کے آسائش اور آرام ملتا ہے اور دُلکی میں نہایت
 زحمت اور تکلیف ہوتی ہے اور پٹے کی دوڑ میں بھی بہت تیزی کے سبب سے
 سوار کو نہایت اذیت ہوتی ہے گھوڑے کی سواری کے قاعدوں میں دو نکتے بہت
 عمدہ ہیں اول یہ کہ گھوڑا انگام ہی سے قابو میں رہتا ہے اور لگام باگ سے بندھی ہوتی
 ہے پس ہر لحظہ میں اپنا باگ کی طرف رکھنا چاہیے اور اوس کو اتنا صحت اور
 ڈھیلانہ چھوڑ دے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہو جاوے اور نہ ایسا بہت سخت اور
 کینچار کے کہ گھوڑا چلنے سے باز رکھ کر کھڑا ہو جاوے بلکہ باگ کو اعتدال سے رکھنا
 چاہیے اور سوار کو یہ بھی ضرور ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونوں کانوں کے بیچ میں
 رکھے اسلئے کہ اس قاعدے کے برتاؤ سے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار گرنے پڑنے
 سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑوں میں پشتک مارنے کا عیب ہو تو سوار کو چاہیے
 کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کینچی ہوئی رکھے تاکہ سر اوسکا بچا
 اور بلند رہے اسلئے کہ گھوڑی کا قاعدہ ہے کہ پشتک مارنے کے وقت سر نیچے
 کر لیتا ہے جب سر اوسکا اونچا رہے گا تو وہ ہرگز پشتک نہ مار سکیگا اور جن میں الف
 آنے کا عیب ہو تو سوار کو ضرور ہے کہ الف ہونے کے وقت فوراً باگ کو

بائیں طرف جھکا کر تھوڑا سا زور دیوے تو وہ الف ہونے سے باز رہے اگر الف
 ہونے کے وقت گھوڑے کے سر گردن مومنہ پر کوڑے مارے تو یہی اپنے عیب
 سے باز رہے گا اور بعض گھوڑے کو ٹھوکر کھانے کی عادت ہوتی ہے پس اگر باگ
 گھوڑے کی ڈھیلی ہوگی تو ضرور ٹھوکر کھائے گا اور غافل سوار زین سے گھوڑے کی گردن
 پر آ رہے گا یا اوپر سے نیچے گر پڑے گا اور جو باگ چست رہے گی تو ٹھوکر لینے سے
 باز رہے گا اور جو ٹھوکر بہی کھائے گا تو سوار اور گھوڑے کو کسی طرح کی ایذا اور تکلیف
 نہوگی اور دونوں اس کے صدر سے اور آسٹیب سے امن میں رہیں گے دوسرا نکتہ گھوڑا
 کی سواری میں یہ ہے کہ زین پر بیٹھنے کے بعد اسکو اپنی دونوں رانوں سے خوب
 مضبوط پکڑے اور اچھی طرح سے رانوں کو گھوڑے کے دونوں کو کہون پر جمائے
 رہے اور اپنے پانوں کے نیچے کو بھی ذرا گھوڑے کے پیٹ کی طرف مائل اور
 پانوں کا رکاب پر زور رکھے ٹیڑھا اور خمیدہ ہو کر نہ بیٹھے سیدھا اور تناسوا بیٹھے تھمتے
 اور سست چلنے کے وقت تھوڑا سا اشارہ اپنی ایڑی کا گھوڑے کے پیٹ کی
 جانب کر دے اور مارے پیٹے نہیں بلکہ ایڑی اور ران کے اشارے سے اپنا
 کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن میں کامل اور استاد ہوتے ہیں وہ گھوڑے
 کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کر لیتے ہیں کہ وہ دوڑنا اور پھرنا اور
 ٹیڑھا ہونا جو کچھ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے سے بجا لاتا ہے پھر سوار
 اور گھوڑا دونوں مار پیٹ کی ایذا اور تکلیف سے بچ جاتے ہیں غرض کہ گھوڑے

کی سواری میں باگ کی رعایت اور ران کی مضبوطی ہر دم ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ گھوڑے کی شمرات اور زخفی سے محفوظ رہے اور اسکی نشست سے آرام اور فائدہ اٹھاوے۔

فصل تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ کھنے پڑھنے کے بعد مردوں کے لئے سب ہنرون میں سے فنونِ سچگری جیسے تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن ہیں فضیلت ان کی کتاب عزیز اور سنت مطہرہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے دسویں پارے جو تھے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے۔
 وَاعِذُوا بِاللَّهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ وَخَيْلٍ يُعْنِي تِيَارَكَ وَدُشْمَنُونَ کے
 دفع کے لئے جو تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھنا مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد قوت سے ہر وہ چیز ہے کہ لڑائی میں دشمن پر قوت دے اور سارے ہتھیار اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہیں صحیح مسلم وغیرہ میں عقبہ بن عامر کی حدیث میں وارد ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ وَاعِذُوا بِاللَّهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّحْمِيَّةَ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّحْمِيَّةَ
 یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے منبر پر اس آیت شریف کو پڑھا اور فرمایا کہ خبردار ہو بیشک مراد قوت سے تیر اندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیر اندازی کا فن

سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلیٰ ہے لیکن بعض اوقات نرے علم سے کار براری نہیں ہوتی بلکہ فنون سپہگری کی حاجت پڑتی ہے اُن پڑھ عروت دار اور شریف لوگ تو انہیں فنون میں نوکری کو بہتر اور عمدہ جانتے ہیں اور بعض پڑھے آدمی بھی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے ہیں علاوہ اس کے اکثر عالم میں جنگ و جدال کا کام پڑتا ہے اس لئے طریقے اور قواعد اون فنون کے جو لڑائی میں مفید ہوں اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضرور ہیں تاکہ حاجت سے پہلے ہی اونکے دل کی دہشت دور ہو جاوے اور جو انفرادی و شجاعت کہ خاص کمردون کے حق میں بہترین صفات انسانی سے ہے اون کے دلون میں پیدا ہوا اور اللہ جل شانہ بھی اون کو بہادری کے سبب سے دوست رکھے سوائے اس کے طریقے اور قواعد حرب کے سیکنا دشمنوں کے دفع کرنے میں نہایت مفید ہوتے ہیں اس لئے کہ آدمی کیسا ہی بہادر و شجاع ہو جب تک کہ سامان جنگ کا اوس کے پاس نہ ہو اور قواعد سے طریقے حرب کے نہ آتے ہوں نری و لیری و مردانگی سے کچھ کام نہیں چلتا اگلے زمانے میں تلوار تیر گرز نیزہ کماندہ گویچن جتنی ہر تیر وغیرہ آلات جنگ کے تھے مگر اس زمانے میں بندوق سنگین پیچھے کرب توپ وغیرہ کا سارے جہان میں رواج زیادہ ہے اور حقیقت میں دشمن کے دفع کرنے اور اوسکی ایذا سے امن میں رہنے کے لئے کوئی آلہ حرب کا بندوق اور توپ سے زیادہ بہتر نہیں علاوہ اسکے بندوق لگانا سب فنون سپہگری میں نہایت

آسان اور جلد حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہیں کہ اگر چالیس روز
 بندوق لگانے کی مشق کیجاوے تو نشانہ ہرگز خطا نہ کرے پس ہر بہادر آدمی کو چاہیے
 کہ بندوق لگانے میں کمال پیدا کرے اور خوب مشاقی بہم پہنچاوے تاکہ ضرورت کے
 وقت دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پاوے اور اون کی شرارتوں اور ضرر رسانی
 سے محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمیں ہیں لیکن انگریزی بندوق کہ بہت مضبوط
 اور ہلکی ہوتی ہے سب بندوقوں میں نہایت بہتر ہے پرزے اور سکے لائق تعریف
 کے ہوتے ہیں اسی طرح انگریزی باروت بھی زوردار تیزی میں اور دلائیوں کی
 باروت پر فوقیت رکھتی ہے قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتدا میں مقدار
 سے نصف باروت بغیر گولی اور چہرے کی بندوق میں بہر کر بٹاخے کی ٹوپی
 چڑھا کے بچے کے ہاتھ سے سرکراوین اور اس کو رنجاک اوڑانا کہتے ہیں جب
 اس سے بچے کے دل کی جھپک جاتی رہے تو بندوق میں قاعدے کے
 موافق پورا وزن باروت کا بہر کے گولی ڈالیں اور بچے کے ہاتھ میں دیکے یہ
 سکھاوین کہ بندوق کے گندے کو اپنے دہنے شانے پر رکھے اور زور سے جھاکے
 ایک آنکھ بند کرے اور دوسری آنکھ سے دیدبان کی راہ سے دیکھے جب لمبی
 بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اس وقت دم روک کے بندوق سر کرے
 تاکہ گولی نشانے سے خطا نہ کرے اس ڈھنگ پر توڑے تو نون مشق کرنے سے
 امید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد قادر انداز ہو جاوے گا پھر نشانہ کبھی خطا نہ کرے گا۔

بخلاف تیر اندازی اور غلیل بازی کے کہ قواعد اس کے بہ نسبت بندوبست لگانے
 بہت مشکل ہیں بڑی محنت سے یاد ہوتے ہیں اور برسوں کی مشق کے بعد نشانہ صحیح
 اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غلا بے خطا نشانے پر پہنچتا ہے لیکن لڑکوں کو اگر
 اس فن کی بھی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیر کمان بھی مثل
 تفنگ کے بہترین سلاح سے ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے بھی اسکے
 سیکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح دنیویہ کے سیکھنا اس کا خالی ثواب ہے
 نہیں اس واسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بھی لڑکوں کی تعلیم کے لئے اس
 جگہ لکھے جاتے ہیں پہلا یہ کہ جب کوئی تیر اندازی سیکھنا چاہے تو پہلے ایک کباہ زرم
 اور ملائم لمپے چنانچہ مبالغہ استادوں نے کہا ہے کہ نو سکھوں کے واسطے کمان ایسی
 نرم چاہیے کہ اگر اسپر کسی بھی بیٹے تو متحمل اوکے بوجھ کی نہوا اور ٹیڑھی ہو جاوے
 خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا میں کمان نہایت نرم ہونا چاہیے اور جس قدر ملائم ہوگی اتنی
 ہی نو آموزوں کو اس کی کشش زیادہ تر آسان ہوگی دوسرا قاعدہ قبضہ کمان کی
 گرفت کے طریقوں میں اور وہ چار ہیں اول گرد مشت یعنی گول مٹھی وہ یہ ہے کہ
 کمان کے قبضے کو بائیں ہاتھ کی مٹھی میں ایسا مضبوط پکڑیں کہ چاروں انگلیاں ملی
 رہیں اور انگوٹھا کھلے کے انگلی پر رکھیں اور شانے سے مٹھی تک ہاتھ کو تیر کے مثل
 سیدھا رکھیں کہیں خم نہ دین دوسرا چنگل باز وہ یہ ہے کہ نرے انگوٹھے اور پچ کی
 انگلی اور اس کے پاس والی سے قبضہ کو پکڑیں اور ہتھیلی کو قبضے سے علیحدہ

رکمین تیسرا ہرام مشت طریقہ اوس کا یہ ہے کہ اونہین تین اونگلیوں سے قبضے کو مضبوط پکڑ کے ہاتھ کو تیر کی طرح سیدھا رکھیں لیکن ہاتھ کے گٹے کو قبضے کے نیچے کی جانب توڑا سا خم دین چوتھا شیر دہان یہ بعینہ ہرام مشت کی طرح ہے مگر متافرق ہے کہ اوسہین ہاتھ کا گٹا قدرے نیچے کو جھکا رہتا ہے اور اسکی گرفت میں برابر رہتا ہے تیسرا قاعدہ کمان کی شست اور سوفارتیر کی گرفت میں بیان اوسکا یہ ہے کہ انگوٹھی اور کلے کی انگلی کو چست رکھنا چاہیے اسلئے کہ انہین دو انگلیوں سے گرفت ہوتی ہے بچ کی انگلی اور اوسکے پاس والی چنگلیا کچھ کام نہیں آتیں پس جب بسا کباد وہ کہ جسکا بیان اوپر ہو چکا وہستیاب ہو جائے تو قبضے کی گرفت کے طریقوں میں سے کہ جبکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ایک طریقہ اختیار کر کے اوسکے موافق کباد دے کو پکڑیں اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابھی لکھا گیا ہے شست کو پکڑ نہایت درست اور نرمی سے دہنے کان کی نوٹاک کینچیں اور پھر آہستہ آہستہ کمان تک اوسکو لیجائیں تاکہ وہ شست اپنی جگہ پہنچ جائے اور اس شست کے آمدورفت کو تیر اندازوں کی اصطلاح میں ایک قلابہ کہتے ہیں پہلے روز پانچ قلابے سے زیادہ کینچیں اور ہر روز ایک قلابہ بڑھاتے جاویں جب نوبت یہاں تک پہنچے کہ ایک وقت میں ایک جگہ بیٹھ کے سو قلابے کینچ لیں تو پھر پانچ قلابے ہر روز زیادہ کرتے جاویں جب ہزار قلابے تک کینچنے لگیں تو اوس کباد دے کو چھوڑ کر دوسرا کبادہ اوس سے زیادہ سخت لیویں اور اوس کبادے کی مشق بھی ہزار

قلابے تک بہم پہنچا دین غرضکہ اسی طرح جتنی مشق زیادہ اور قوت و صنعت
 ہاتھ کی بڑھتی جاوے ویسے ہی کبادے ایک دوسرے زیادہ سخت بدلتے
 جائیں جب کبادہ کھینچنے کی خوب مشق ہو جائے اور اسکی کشش کی اچھی طرح
 سے قوت آجائے اور سخت کمان کھینچنے کی نوبت پہنچے اوس وقت خاک
 تو وہ جو مشہور و معروف ہے تیار کرین اور تیر کو برس چمہ مینے تک اوسپر لگاتے ہیں
 تاکہ خوب مشق حاصل ہو جاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو بعض مشق کریگا
 تو امید قوی ہے کہ فن تیر اندازی میں کامل ہو جاویگا چند نکاتے اور مقولے جو اس
 فن کے استادوں سے منقول ہیں بچوں کے سیکھنے کے لئے اس جگہ لکھے جاتے
 ہیں استادوں نے کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اس
 سے بھی کم چاہیئے تاکہ تیر لگانے میں عجیب و غریب صنعتیں ظاہر ہوں اور سخت
 کمان سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہوگی تیر پریشان جاویگا اور کماندار
 ہرگز قادر انداز نہوگا اسی طرح تیر بھی کمان کے مناسب چاہیئے اس واسطے
 کہ اگر ہلکا تیر سخت کمان میں لگایا جائیگا تو اس کے ٹوٹنے کا کمان ہے اور جو زور
 کمان میں باری تیر لگایا جائیگا تو نشانے تک نہ پہنچ سکے گا اور مدعا محال
 نہوگا پس لازم ہے کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے
 موافق سبک اور گران ہو اور یہ بھی چاہیئے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط
 و مستحکم پکڑیں اور گٹا ہاتھ کا ٹیڑھا ہونے دین کہ یہ بہت بڑا عیب ہے اور

کمان کینچنے کے وقت اس طور سے کڑے ہوں کہ دھنا پانون بائین پانون سے
 آٹھ دس گرہ آگے بڑھا رہے اور دھننے پاون کو ایسا ترچھا رکھیں کہ اگر بائین
 پانون کی ایڑی سے ایک لکیر نیچیں تو دھننے پانون کے پیچ میں پہنچے اور
 اس طریق سے کڑے ہونے میں یہ فائدہ ہے کہ دشمن کو آگے پیچھے دھننے
 بائین ہر طرف تیرا سکتے ہیں اور کمان کے وزن کا بھی خیال رکھنا چاہیے
 اس لئے کہ ایک ٹانگ سے کم اور پانچ ٹانگ سے زیادہ نہیں ہوتی ہے
 اور ٹانگ تیر اندازوں کی اصطلاح میں پانچ سیر وزن کو کہتے ہیں اور جس
 کمان کی شست میں پانچ سیر کا بوجہ باندھنے کے بعد اس قدر خم ہووے کہ
 کینچنے وقت کان کی ٹانگ شست خم کما جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانگ
 کی کہتے ہیں اسی طرح پانچ ٹانگ کی کمان کو بھی سمجھنا چاہیے اور ہندوستان
 میں اول درجے کی عمدہ اور بہتر کمان ملتان گجرات لاہور سرہند کی مشہور ہے
 بعد اس کے بارٹی اور فرید آباد کی کمان تحفہ اور نادر ہوتی ہے اس کے بعد
 بہار پٹنہ حاجی پور کی کمان بھی اچھی ہوتی ہے اور تیر اندازی کے واسطے غلیل
 بازی سیکھنا بھی نہایت مفید ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی کے تیر اندازی
 کے قواعد سے مشابہ ہیں اور صورت بھی اس کی کمان کی سی ہوتی ہے اور غلیل
 ہند کے محاورے میں ایسے بانس کی کپاچ کو کہتے ہیں کہ سوہن سے تراش کے
 کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور اس میں بجائے تیر کے غلہ رکھا جاتا ہے اور وہ غلہ

گولی اور تیر کی برابر کام کرتا ہے اور مشاق کامل کا غلہ دوسیر کے لوہے کے توے کو
توڑ کر باہر نکالتا ہے اور انسان اور حیوان کے حق میں تیر اور گولی کی طرح کارگر
ہوتا ہے پس جو کوئی غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیے کہ ایسی مشق بہم پہنچا دے
کہ اس کی غلیل کا غلہ لوہے میں سوراخ کر کے باہر نکل جاوے اور قاعدہ غلیل لگانے کا
یہ ہے کہ کمان کی طرح پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پھر بتدریج سخت غلیل تک
نوبت پہنچا دے اور انتہا اس کی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف ہووے
اور غلیل بازی میں حکمی نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور
نرم غلیل کے لئے کھارون کی مٹی کا غلہ بنانا چاہیے اور سخت کے واسطے غلہ بھی
سخت چاہیے سخت اور بہاری غلہ بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کے میل کو جو
لوہارون کے بیان بہت پڑا رہتا ہے ہاون دستے میں خوب باریک کوٹ کے کپڑ چٹا
کر کے ایک حصہ یہ اور دو حصے کھارون کے بیان کی مٹی اور تھوڑی سی پُرانی
روٹی اور سین ملا کے گوند کے پانی میں تین دن تک نہائی پر گمن سے خوب کوٹین
جب سب ایک ذات ہو جاوے تو پھر اس کے غلے انداز کے موافق بنا کے
دھوپ میں خشک کر لین ایسے غلے کامل مشاق کے ہاتھ سے دشمن کے مغز کی
بڑی بلکہ آہنی توے کو توڑتے ہیں غرض کہ غلیل بھی ہتیاروں میں کامل ہتیار ہے اگر
پوری پوری مشق ہو جاوے تو بندہ وق اور تیر کے مثل کارگر ہوگی اور مصارف میں
اون دونوں سے کم ہے لیکن صرف اس قدر فرق ہے کہ غلہ کامل و مشاق کے ہاتھ

سے دو سو قدم سے زیادہ حریف پر کارگر نہیں ہوتا تیر اور گولی نین چار سو بلکہ پانسو قدم تک دشمن کا کام تمام کر دیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے مان باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو فنون مذکورہ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکھائیں کیونکہ بجا علم اور خوشنویسی کے یہ فنون ہی بہت عمدہ ہیں اور مردوں کو اکثر ان سے کام پڑتا ہے عورت دار اور شریف لوگ انہیں فنون میں نوکری کرنے کو بہتر اور عمدہ جانتے ہیں اور اکثر آدمی لکھنے پڑھنے کی ملازمت پسند کرتے ہیں اس واسطے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑکوں کو تحصیل علم ہی کے زمانے میں فنون سپہگیری کی بھی تعلیم اور تربیت کرا دیں تاکہ بچے اس میں بھی ہوشیار ہو جاویں اور ایسے ہنروں کے سیکھنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچوں کا کھیل کود اور ہوا خوری وغیرہ مفت میں ان فنون کے سیکھنے کے ضمن میں ہو جائے گی اور تمام دن کی محنت کی کو فست اور تنگن بھی جاتی رہے گی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بھی حاصل ہو جائے گا پس کیا اچھی بات ہے کہ ایک کام کے سیکھنے میں اور فائدے بھی حاصل ہوں ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کر شمشیر دو کار پڑاؤ یہ بھی لازم ہے کہ بچوں کو فنون مذکورہ سکھانے کے بعد اور عمدہ ہنروں کی تعلیم و تربیت میں مشغول رکھیں تاکہ وہ مثل علوم کے ان فنون اور ہنروں کو بھی سیکھ لیں کیونکہ بعض اوقات نرسے علم سے کام نہیں نکلتا ہنر کی بھی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لئے اگلے بادشاہوں اور امیروں کا دستور تھا کہ باوجود بادشاہت اور دولت و امارت کے اپنی اولاد

کو سوائے علوم و فنون سپہگیری کے اور شریف سہزون کی بھی تعلیم کراتے تھے تاکہ وقت
 مصیبت کے کام آویں اس واسطے کہ دنیا کی ثروت و فراغ مالی قابل اعتبار
 و اعتماد کے نہیں ہوتی بڑے بڑے امیر کبیر محتاج اور فقیر ہو جاتے ہیں و کیوں ابھی
 تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی وغیرہ ہندوستان کے
 بڑے بڑے شہروں میں کیسے کیسے گہر و لہتمزدون کے تباہ اور برباد ہوئے اور
 خاندان تیموریہ کی توہیان تک نوبت پہنچی کہ ان کو بیگ مانگے بھی نصیب
 نہیں ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی اپنے دروازے
 پر بھی خوف کے مارے اونکو ٹھیرنے نہیں دیتا پھر اور طرح کی خبر گیری کیسی اور
 اون بیچاروں نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غور میں کسی طرح کا علم و فن اور
 سہزہی نہیں سیکھا کہ جس سے تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری کرتے اور اسی باعث
 سے آج تک کہ زمانہ چھبیس برس کا گذرا اونکو سوائے گداگری کے اور کوئی حیلہ
 شکم پروری کا نصیب نہوا کہ جس سے آسودگی اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر
 کرتے اور سوائے اس خاندان کے اور سب ہنر اور پیشے والے لوگ اپنی اپنی
 تباہی کے بعد سہزون کی وجہ سے پہر دیے ہی آسودہ اور دولت مند ہو گئے حامل
 یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کو غنیمت جاسے اور خدا کی عنایت
 و فضل کا شکریہ ادا کر اپنے آرام اور فرصت کے وقت کو ضائع نہ کرے اور ایسے
 وقتوں میں کوئی فن اور کسی طرح کا ہنر ضرور سیکھے اور اپنی اولاد اور اقارب وغیرہ

کو بھی سکھا دے تاکہ اوسکی وجہ سے شکم پروری اپنی اور اہل و عیال وغیرہ کی متوسط
 حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھ ہو جاوے اور کسی سے سوال کی نوبت
 نہ پہنچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسان مند بھی نہ واس لئے کہ غیر کا
 محتاج ہونا شرعاً و عرفاً مذہب ہے سعدی علیہ الرحمة والرضوان نے کیا خوب
 فرمایا ہے ۵

حقاً کہ باعقوبت و فخر برابرت رفتن بہ پایم دی ہمسایہ درشت

فصل سیف اور بانگ اور پٹے بازی وغیرہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ سرگرمی کے فنون میں سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور
 بغایت پسندیدہ ہے اسکی شرافت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازے جنت کے تلواروں کے سیالوں
 کے نیچے ہن جیسا کہ ترمذی نے ابوبکر بن ابی موسیٰ شعری رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبِي جَحْضَةَ الْعَدَنِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّبُوفِ یعنی ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے
 اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سیالوں کے
 نیچے ہن پس جس کے سایے میں جنت ہو اوسکی فضیلت کا کیا کہنا اور اوس کی
 بزرگی کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی کے سب ہنزون سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر

مبتدیوں کے سمجھانے کے لئے چند قاعدے جو اس فن کے اصل اصول ہیں لکھے
 جاتے ہیں اور اس مبارک فن کے اوصاف میں سے ایک یہ ہے کہ دشمن
 کے مقابلے میں بہت کام آتا ہے اس فن کے مشاق پر اگر سواناڑی آدمی تیغ
 تبر جھدر برجھی سنان وغیرہ سے حملہ کریں تو اوپر ہرگز غالب نہیں ہو سکتے بلکہ خدا
 کی مدد سے وہی سب پر غالب ہوگا لیکن سیف باز تیر گولا گولی غلے وغیرہ سے
 ناچار ہے کہ یہ سب چیزیں دور ہی سے اوس کا کام تمام کر سکتی ہیں اس فن کے
 چار اصول ہیں اول چالشگر جس کو ہندی محاورے میں پتیرا کہتے ہیں اسکے
 نو آموز کے لئے بڑا میدان چاہیئے جب حریف سامنے آوے تو اوسکی آنکھ
 سے اپنی آنکھ ملائے رہے اس لئے کہ آنکھ چپکانے میں وہ اپنا کام کرے گا
 بہکیت کو لازم ہے کہ ایک جگہ پر نہ ٹھہرے اپنے جسم کو چست و چالاک بچھرتی
 اور سُرّت کے ساتھ رکے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ بچا کے اپنا
 وار کرے دوسری وجہ اسکی کہی قسمیں ہیں بعض ان میں سے جو بہتر ہیں لکھے جاتے
 ہیں اول ہونختی و پنج وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ میں تلوار اور بائیں میں سپر لیکر جست و
 خیز سے حریف کا مقابلہ کرے اور زانو نوں کو کشادہ و خمیدہ اور تلوار و سپر کے دونوں
 ہاتھوں کو دو طرفہ نسبتا رکے اور تلوار کو کبھی کٹا اور کبھی اوس کے قبضے کو پیچیدہ رکے
 کہ اوسکا سر زمین پر پونچے اور کبھی قبضے پر اسی طرح سپر کی گدی کو پھرتا رہے
 اور چوڑی دیکھتا رہے پھر پتیرا بدل کے دہنے بائیں آگے پیچھے جائے اور جسم کو

سمیٹ کر سپر اور تلوار میں چپا کے حریف پر چوٹ کرے اور اس کے وار کو خالی دے
 بلکہ پتیرا بدل کے اوسکی چوٹ کی سند سے دور ہو جاوے دو تیسری قسم امداد چ طریق
 اوسکا یہ ہے کہ پانوں کے بیچوں پر کھڑا ہو کے دونوں پانوں کو آگے پیچھے برابر زمین
 پر رکھے لڑکھڑکے اور سیف و سپر کے دونوں ہاتھوں کو سر کے مقابل لٹا کر کے
 لگاتار حریف پر وار کرے اور اوسکی چوٹوں کو تڑپ کر خالی دے تیسری گاؤں مکھیچ
 بیان اسکا یہ ہے کہ سیف و سپر کے ہاتھوں کو برابر و کشادہ رکھے گردن کو دشمن
 کی جانب جھکاوے اور اون دونوں ہاتھوں کو حرکت دیکے خضم پر چوٹ مارے
 اور اوسکے وار کو خالی دے چوتھی چور دھج ڈھنگ اسکا یہ ہے کہ حریف کے
 مقابل میدان میں اپنے اختیار سے کبھی قدم آگے اور کبھی پیچھے رکھے اور
 اپنے سارے جسم کو چست کر کے سیف و سپر کے دونوں ہاتھوں کو سینے کی برابر
 لٹا کر کے پتیرا بدلے پہر حریف پر وار کر کے بجلی کی طرح تڑپ کے اوس کے
 ضرر سے دور ہو جاوے پانچویں علی بدو دھج یہ دھج سب دھجوں سے نرالی ہے
 طرفہ یہ ہے کہ اس کے حرکات و سکنات میں ہیکیت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی
 ہو جاتی ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ قبائلی کٹرے ہو کے بائیں پانوں اس طرح
 رکھے کہ ایٹری شمال کی جانب اور انگلیاں جنوب کی طرف رہیں اور دھنا پانوں
 مغرب کی طرف اس طور سے رکھے کہ ایٹری اوسکے بائیں پانوں کے ٹٹنے کے
 محاذی رہے اور پیٹہ مشرق کی طرف اور دونوں پانوں میں نو دس گرو کا فاصلہ ہو

اور دابنے ہاتھ کو جس میں تلوار ہے سینے کے داہنی طرف بالشت بھر آگے رکھے
 اور سیدھی ہاتھ کے بازو کو بائیں طرف تھوڑا سا ٹھٹھا کر کے تلوار کو ترجھا ہاتھ میں
 رکھے اور دابنے پہلو کی طرف سے دشمن کی آنکھ سے آنکھ لٹا رہے اور ہاتھ
 کے گٹھے کو ملائم رکھے بائیں سے قدرے پیچ دیوے اور بائیں ہاتھ کو جس میں سپر ہے
 سیدھا ٹسکا کر حرکت دیکے کبھی سپر کو آگے لاوے اور کبھی پیٹھ کے پیچھے لیجاوے
 اور دونوں زانوؤں کو جھکا رکھے اور سارے جسم کا بوجھ بائیں پائون پر ڈال کے دابنے
 پائون کو سبک رکھے اور دشمن کی آنکھ سے آنکھ لٹا کے خوب زور سے اوپر ڈار
 کرے اور بائیں پائون کو بیخ کی طرح بجائے خود کھڑے رکھے اور دابنے پائون کو نرم
 رکھے کہ حملے کے وقت حریف کو آگے آجاو کہ پہاڑ کی چوٹ بجائے کہ اوس کے
 بائیں پائون کی برابر آجاوے تیسرا قاعدہ چوٹوں کا کہ اوسکو داد کتے ہیں اور وہ چہ
 ہیں اول طمانچہ وہ یہ ہے کہ داہنی طرف سے دشمن کے گلے پر مارین دوسرا باہرہ
 وہ یہ ہے کہ بائیں طرف سے حریف کے گلے اور گردن پر مارین تیسرا کڑاک کہ داہنی
 طرف سے دشمن کے پائون پر وار کریں چوتھا پالٹ کہ بائیں جانب سے دشمن کے
 گولے سے پائون تک چوٹ مارین پانچواں سر وہ یہ ہے کہ حریف کے سر پر ضرب
 لگا دین چھٹا ہول کہ خصم کے سینے یا پیٹ خواہ پیڑ و پر سیدھی ضرب لگا دیں یہ
 چہ چوٹیں اصل ہیں اور شاخیں اسکی بہت ہیں استادوں نے تینتالیس چوٹیں اور
 نکالی ہیں اور ہر ایک کا نام علیحدہ مقرر کیا ہے چوتھا قاعدہ چوٹوں کی روک کا طمانچہ

کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فوراً دھننے پانوں کو بائین
 پانوں سے ملا کے سپر اور تلوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار دشمن
 کا سپر پر پڑے اور بائین پہلو سے حریف کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہے اور باہر سے
 کی روک کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائین طرف سے باہری کی چوٹ مارے
 تو وہ بھی اسی قاعدے سے روکے اور کڑک کی روک یہ ہے کہ اگر کڑک کی چوٹ
 مارے پس جب میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تھپ تھپ کر پیچھے ہٹ جائے اور
 خالی دے ورنہ سیف کو کڑک کے مقابل زمین پر کھڑا کرے اور اپنے دھننے پانوں
 کو پیچھے ہٹائے تاکہ اوسکا وار تلوار پر پڑے اور پالٹ کی روک کا طرز کڑک کے
 مثل ہے اور سر کی روک کا دستور یہ ہے کہ دھننے پانوں کو بائین پانوں کی برابر
 لاکر تلوار کو دھننے کندہ پر رکھے سپر سر پہلاوے اور کمر اور دونوں زانوں کو خمیدہ
 رکھے اور دشمن کی آنکھوں سے آنکھیں لڑائے اوس کی چوٹ سپر پر پڑے
 اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلیٰ کی طرف دار کیا ہو تو فوراً زمین پر بیٹھ کر
 سپر سے ہول کی چوٹ کو روکرے اور جو سینے اور پیٹ پر دشمن ہول مارے تو
 پیتر بدل کے دشمن کے پہلو میں بیٹھ جائے تاکہ اوسکی ہول خالی جائے غرض کہ
 اس فن میں جیتی اور چالاک اور ہوش و حواس کا درست رکھنا اور اعضا کا قوی
 ہونا اور ہر طرف آنکھ لڑائے رہنا اصل اصول ہے اور مطالب اس سے
 یہ ہے کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے اوس کا

کام تمام کرے اور ان چار اصول کے سوا پانچوان قاعدہ تلوار کے قبضے کی
 گرفت کا اساتذہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قبضے کی پتلی کو پانچون انگلیوں
 سے پکڑیں اور اون کے سروں کو آپس میں ہتیلی سے چپکے رکھیں اور انگوٹھے
 کو کھمے کی انگلی پر رکھ کے اس طرح قوت سے پکڑ لیں کہ ہر گز او سکو جنبش نہونے
 پائے اسلئے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتھ مین ڈھیلا رہے گا تو ہتیلی پر صدمہ پہونچے گا
 اور دشمن کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتھ سے نکل جائیگا اور سب سے پہلے قبضے
 کی گرفت کے قاعدے کو سیکھنا چاہیے پہر پتیرے اور وچ اور داد اور روک کے
 ضوابط کو استاد ان فن اور ماہران کمن سے حاصل کریں اگرچہ توڑے سے قوا
 اس فن کے بیان بطور اختصار لکھے گئے ہین مگر بے استاد کامل کے مہارت
 ان فنون کی محال ہے اور سوائے اس فن کے باناک کا فن بھی انسان کو سیکھنا
 نہایت ضرور ہے کیونکہ یہ فن بھی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لئے
 نہایت عمدہ اور کار آمد ہے کامل استادون نے چھوٹے ہتیارون کی ضرب سے
 محفوظ رہنے کے لئے اس فن کو اختراع کیا ہے جو شخص اس فن میں کمال کرتا
 ہے وہ سوائے گولی کے تیر تلوار خنجر نیزے وغیرہ اور ہتیارون کی ضرب کو یکپتہ
 کے مہز سے باسانی رو کر سکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن کو ہلاک
 کر کے آپ صحیح سالم رہ سکتا ہے بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو نہتے ہی مسلح
 دشمن سے نہیں ڈرتے اور رومال میزے جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی

صفتین اور عجیب و غریب ہنر ظاہر کرتے ہیں کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے تمام ہتھیار گر پڑتے ہیں پر وہ تنہا سو آدمیوں پر جو اس فن سے محض بیخبر اور ناواقف ہوں غالب آتے ہیں اسل اصول اس فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت جستی اور جلال کی اختیار کرے اور بندوں کی گرفت کا کمال بہم پہنچا دے پس اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی پہلوان مثل رستم کے اور اس فن سے محض بیخبر تو بکیت اسکو پیچ پر چڑھا کے جیسے بلی چوہے کو پکڑ لیتی ہے گرفتار کر کے اوسپر غالب اور فتح مند ہوگا اور اس کے ہر حربے سے انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ و مصون رہے گا اور سیف بازوں نے پٹے بازی کے ہنر کو بھی دشمنوں کے حرب ضرب سے محفوظ رہنے اور انکے دفع کے لئے ایجاد کیا ہے سیف بازی بکیتی پٹے بازی کے فنون کو عقلمندوں نے ہاتی سے نکالا ہے یعنی جیسے ہاتی اپنی ہونڈھ کو دینے بائیں سر پر پرتا ہے اسی طرح پٹے باز وغیرہ بھی اپنے دہنے بائیں پٹے وغیرہ کو پرتتے ہیں تاکہ دشمن کے قابو میں نہ آجائیں بلکہ خود ہی اوسپر غالب رہیں اور پٹے بازی کے فن کا کمال یہ ہے کہ اس ہنر کا مشاق ہزار جان کی صف کو جو سیف بانک پٹے بازی کے قاعدوں سے بیخبر اور ناواقف ہوں اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی جان بچا کے میج سالم نکل جاتا ہے پس شرفا کو چاہیے کہ حریف پر غالب ہونے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان فنون میں بھی ضرور مشاقی حاصل کریں اور ایسے شریف فنون کے سیکھنے میں جہان ناک ہو سکے نہایت کشش و کشش

اکرین اور اپنی اولاد کو بھی ضرور ان عمدہ ہنروں کی تعلیم اور تربیت سے محروم نہ کریں
اس لئے کہ یہ تمام فنون جنگ و حرب کے واسطے نہایت مفید اور کارآمد ہیں
اور لڑائی کے وقت دشمنوں کے سر روغ کرنے کے لئے انہیں فنون سے بہت
کام نکلتا ہے اور سپہ گری کے بہت ہنرین چنانچہ مثل مشور ہے کہ سپاہی کو چننیس
فن پس اگر سب حاصل نہوسکیں تو اون میں سے اعلیٰ اور بہتر فنون سیکھنا تو نہایت
ہی ضرور ہے خود ہی سیکھیں اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بھی سکھایا
ناکہ ضرورت کے وقت کام آوین اور حافظہ حقیقی کے بفضل و کرم سے اپنی اور اپنے
اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے۔

باب دوازدہم

فصل کمانا پکانے کے بیان میں

بانتنا چاہیے کہ دنیا میں انسان ہو یا جن خواہ حیوان کسی کو کمانے سے چمکار نہیں
اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس مان باب کو لازم ہے کہ جب لڑکیاں سات آٹھ
برس کی ہو جاویں تو پڑھنے سے چٹھی پانے کے بعد ان کو طریقے کمانا پکانے کے
ضرور سکھایا وین اور اون سے سالن اور سیر آوہ سیر کی تیلی ردلی ہاتھ کی ہر روز پکھایا
کریں اور جبے کے دن چند طرح کا کمانا تکلف کا جیسے پلاؤ کباب کو فتنے میٹھے پانول
نرودہ مطبخن فیرنی قلیہ تورمہ زبیریانی بورانی پوری کچوری پراٹھا سنہوسہ وغیرہ بھی
پکھایا کریں اسی طرح مربے مٹھائی چٹنی اچار حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب

بھی لڑکیوں کو بتانا اور سکھانا ضرور ہے کیونکہ ان میں سے بعض چیزوں سے اکثر
 اور بعض سے گاہے گاہے کام چڑتا ہے اور نہ اندازی میں تو اکثر ایسی چیزوں کے
 پکائے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے کھانے پکائے کی ترکیبیں سکھانا اور
 اونکا دھیان اور خیال رکھنا ہر بوٹی کے لیے نہایت ہی ضرور ہے اس واسطے
 کہ کھانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسان کو ہوا کرتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
 کہ لونڈی باندی ماما وغیرہ میسرینین ہوتیں پس اگر گھر کی بی بی کو کچھ بھی پکانا آتا
 ہوگا تو وہ خود پکا کر اپنا اور بچوں اور خاوند کا پیٹ تو ہر دے گی نہیں تو سب
 بچے اور گھر والے بوکے رہیں گے اور بی بی کا خیلا پن سہون پر ظاہر ہوگا اور
 میان ہی ہو کہ کسی جہنملاہٹ میں بی بی سے طعن تشنیع کی باتیں کر لگا اور وہ ہی
 ہو کہ کے غصے میں میان کو سخت جواب دیگی اور آخر کو اس طرح کی باتیں باعث
 لڑائی اور فساد کا ہونگی اور ناحق کی رنجش آپس میں بڑھتی رہیگی غرض کہ جو عورتیں کھانا
 پکانا نہیں جانتیں وہ ہمیشہ تکلیف اور اید اوٹماتی ہیں اور تمام عورتیں اون کو
 خیلہ سمجھ کر اون سے ہنسی اور مذاق کرتی ہیں اور جو اچھا پکانا جانتی ہیں اون کی اکثر
 تعریفیں ہوا کرتی ہیں اور سب لوگ اونکو سلیقہ شعار کہتے ہیں چنانچہ ایسا ہی دیکھنے
 اور سننے میں آیا ہے کہ جو آدمی چھلی کر لے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے تو اوسکی
 ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزیں کچھ ایسی عمدہ اور تحفہ نہیں کہ لائق تعریف
 کے ہوں لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے سب لوگ پکائے والے

کی مع کرتے ہیں اور اوسکو سلیقہ شعار جانتے ہیں اور جو کہ کمانا پکانا بھی امور خانہ داری
 کا ایک جزو اعظم ہے اس لئے سیکھنا اس کا ہر عورت کو بہت ضرور ہے اگرچہ بہت
 کے واسطے لوندیان باندیان مامائین کتنی ہی گھر میں موجود ہوں اس واسطے کہ زمانہ
 ہر آدمی کے ساتھ ہمیشہ موافق اور یکسان نہیں رہتا پس انسان کو چاہیے کہ راحت
 و آسائش کے زمانے میں محنت و جفا کشی سے جی نہ چراسے اور خانہ داری
 کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے کرتا رہے اور اہلیوں کی طرح اپنے
 تئیں کاہل اور سست نہ بناوے اس لئے کہ حدیث شریف میں ایسے شخص کی
 جس سے کوئی کام دین دنیا کا نہ ہو سکے مذمت آئی ہے جیسا کہ بطرانی نے اوسط
 میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے **اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يُبْغِضُ ابْنَ السَّعِيْنِ فِيْ اَهْلِهِ**
ابْنِ عَشِيْرِيْنٍ فِیْ مِشِيْتِهٖ وَمَنْظَرِهٖ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے
 ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گھر میں تو ستر برس کی عمر کا ہوا اور اپنی چال اور صورت
 میں بیس برس کا یعنی جو شخص کہ گھر کا کام کاج نہ کرے سست کاہل پڑا رہے گویا
 ستر برس کا بوڑھا ہے اور صورت شکل چال ڈھال میں بیس برس کے جوان کے
 مثل ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو مبغوض رکھتا ہے کیونکہ آدمی کا بیکار گھر میں بیٹھنا
 یا ایسے کام میں مشغول ہونا جس میں دین دنیا کا کوئی نفع نہ مذموم ہے اور جو شخص
 کہ کوئی پیشہ یا کیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو دوست رکھتا
 ہے اوسے چاہتا ہے جیسا کہ حکیم ترمذی و طبرانی و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے روایت کیا ہے اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الْعَبْدَ الَّذِیْ یُخْلِیْ بَیْشَک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بندے مومن پیشہ ور کو یعنی جو شخص کہ طلب معاش میں محنت و مشقت کو ادا کرتا ہے سید علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حدیثوں کو جامع صدغیر میں ذکر کیا ہے اور اسکی شرح میں ان کو ضعیف بتایا ہے اور کہا نا تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت میں ہی اس سے چٹکارا ہوگا پس کہانا پکانے کے سب کام کاج سیکھنا ضرور ہیں جیسے برتن مانجنا مصالح پینا اور آگ جلانا آٹا گوند ہنار وٹی سالن پکانا اور سوا اسکے بعض عمدہ نفیس کھانوں کی ترکیبیں بھی سیکھنا چاہیں اور کہانا پکانے میں صرف آبیج اور آب و نمک کا دھیان رکھنا لازم ہے اسلئے کہ کھانے کا مزہ دار ہونا انہیں چیزوں کی درستی پر منحصر ہے جس کھانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور گلٹا جھنٹا خوب ہے وہی لذیذ ہوتا ہے اور جس کا آب و نمک درست نہوا زمین کیسا ہی تکلف کرو اور کتنا ہی اگی اور میوہ اور زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کھانا ہرگز خوش ذائقہ نہوگا۔ اور نہ وہ کسی آدمی سے کہا یا جاو لگا اور نہ اوس سے طبیعت سیر ہوگی بلکہ ایسے کھانے سے کہ جبکا آب و نمک ٹھیک ہو چٹنی، روٹی، جَوَاب و نمک کے درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت اوس سے کہ اگر خوش اور سیر ہو جو باوے گی اور چونکہ کہانا پکانے کی ترکیبوں سے اکثر لوگ واقف ہیں اس لئے اوس کے طریقوں اور قسموں کا بیان تفصیل سے نہیں لکھا گیا

علاوہ اس کے اس فن میں بہت سی کتابیں لوگوں نے تالیف کی ہیں اور انواع و اقسام کے کھانے پکانے کی ترکیبیں اور فن لکھی ہیں ہر شخص اور کو دیکھ کے اپنے سیلف کے موافق بکانا کیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کر سکتا ہے۔

فصل گنگہ اور پیرہ بنانیکے طریقوں میں

جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے شہروں میں پان اور ملک مالوہ میں گنگا اور پان کمانے اور خاطر داری میں اوسکو پیشکش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر لحظہ ہر کے لئے بھی کوئی کسی کے یہاں جاوے تو پانچ بیڑے یا تالی بہر گنگے سے اوس کی تواضع ضرور ہی کرنا پڑے گی نہیں تو بدنامی اور نام رکھائی ہوگی اور اس ملک میں تو گنگے پان کی تواضع کی بیان تک نوبت پہونچی ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر مہمان آوے تو اوس کے کمانے پینے کی اتنی فکر نہیں کی جاتی جس قدر اوس کے پان گنگے کا خیال رکھا جاتا ہے اس لئے کہ اگر اوس کی اس تواضع میں کسی طرح کا فتور ہو جاتا ہے تو وہ بھی اسی کے نہ ونیہ کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلان شخص کے یہاں گئے تھے کسی نے ایک عمل گنگا یا دو پان ہی نہ دیے اور جو کمانے پینے میں کسی طرح کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بھی اس قدر اوسکی شکایت نہیں کرتا اور سوائے تواضع و خاطر داری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لیکر بوڑھے تک خود بھی اس قدر پان اور گنگا کمانے کی عادی ہیں کہ گھڑی بہر ہی اوس سے خالی ہونہ نہیں رہ سکتے علاوہ اس کے کمانا اس کا خالی کئی فائدوں سے نہیں ایک یہ کہ

اس کے کمانے سے موتہ خوب صاف ہو جاتا ہے دوسرے زردہ یعنی تنباکو پیٹ کے نفع اور درد وغیرہ کو مفید ہوتا ہے تیسرے مسوڑھوں اور دانتوں کے درد کو دور کرتا ہے اور دن کی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے چوتھے موتہ کی بدبو بھی اس سے جاتی رہتی ہے پانچویں پان کی دھڑی سے چہرہ بھی خوبصورت معلوم ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اس کے کمانے میں بہت سے فائدے ہیں اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ لڑکیوں کو بیڑے اور گٹکا بنانے کے طریقے ہی ضرور سکھا دیں تاکہ حاجت کے وقت اس کے بنانے میں دوسرے کے محتاج نہ رہیں ترکیب گٹکا بنانے کی یہ ہے کہ چھالیا کتری کے اوسکی دھول اور ردی کو نکال ڈالیں اور سیر بہر عمدہ گول چھالیا کتری ہوئی میں آدھ سیر کتھا دچلا ہوا کہ دھول اور ردی سے صاف ہو ملا دیں اور پاؤ بہر چکنی ڈلی اور آدھا کو لونگ کتری ہوئی اور زیادہ کمانے والے پون پاؤ لونگ اور پاؤ بہر چھوٹی الائچی اور چٹانک چٹانک جو زجاوتری ڈالیں اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملا دیں اس قدر مصالحہ سیر بہر چھالیا کے گٹکے کو کافی دوانی ہے اور ایسا گٹکا نہایت عمدہ ہوتا ہے اور جوان چیزوں میں سے کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے کم مصالحہ ملا یا جاوے تو وہ گٹکا اچھا نہیں ہوتا اور اوسکے کمانے سے زبان اور گلے چل جاتے ہیں اور زبان اسیٹھ جاتی ہے اور اگر گٹکے میں زیادہ تکلف کرنا چاہیں تو پہلے کتری ہوئی چھالیا کو زعفران اور شہرت وغیرہ میں رنگ کے دھوپ میں سکھا لیں پھر سب مصالحہ اوس انداز سے

جو اوپر لکھا گیا اوسین ملاوین اور اوس سے زیادہ نہ ڈالین نہین تو گٹکا خراب
 ہو جائیگا اور اگر اس سے بھی زیادہ تکلف منظور ہو تو اول چھالیا کو کیڑے
 میں بسالین پھر زعفران و مشک میں رنگ کے سائے میں خشک کر لین جب
 سو کہ جاوے تو اوسین کیڑے کا بسایا ہوا کتنا ملا کے وہی سب مصلح اوسی
 وزن سے ملاوین اور جو جی چاہے تو سب مصلح کو سونے چاندی کے وزن
 میں منڈھ لین اور اگر تھوڑے سے پتے بھی کتر کے ملاوین تو وہ نہایت ہی تکلف
 کا ہو جاوے گا اور ترکیب گٹکا کمانے کی یہ ہے کہ طلب کے وقت حاجت
 کے موافق گٹکا لیکے انداز سے اوسین چونا ملا کر خوب ملین جب چونا اور
 گٹکا ایک ذات ہو جاوے تو اوسین کمانے کا تنبا کو حبکو ہمارے بیان
 زدہ کہتے ہیں انداز کے موافق ملاوین اور اس طرح کے گٹکا کمانے سے
 مونہ کو کچھ اندا اور تکلیف نہین ہوتی ہے اور جو بے ملا گٹکا کمایا جاتا ہے
 تو اوس سے مونہ کو تکلیف ہوتی ہے کلا اور زبان چونے سے کٹ جاتی ہے
 پھر کمانا کمانے میں نہایت ایندا ہوتی ہے اور ملا ہوا گٹکا کمانے میں یہ ناکدہ
 ہے کہ چونا مونہ کو نہین لگتا اس لئے کہ ملنے سے وہ یکسان ہو جاتا ہے کہین
 زیادہ کہین کم نہین رہتا کہ جس سے مونہ کٹنے کا اندیشہ ہو اور اوپر سے چونا
 کمانے میں ہمیشہ مونہ پٹھنے کا اندیشہ رہتا ہے غرض کہ جب گٹکا کماوے تو
 ملکر کماوے بغیر ملے کی بھی نہ کماوے اور گٹکا کمانے کا رواج ہمارے ہی

ملک میں ہے ہندوستان کے شہروں کے لوگ اسکا بنانا اور کمانا نہیں جانتے وہاں پان ہی کمایا جاتا ہے اور بعض اوقات میں گوٹا کہ حسین بننا ہوا وہنیا اور پھالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کتر اور رنگا ہوا کو پرا اور چوٹی لالچی اور پستے بادام کی سہائی ملاتے ہیں کمایا جاتا ہے اگرچہ یہ بھی بجائے خود مرے دار ہوتا ہے مگر جیسا عمدہ گٹکا ہمارے ملک میں طیار ہوتا ہے ویسا شاید کہ کمین نہ بنتا ہو اور نہ ہمارے ملک کا سا خوش ذائقہ پان کمین کمایا جاتا ہے اسلئے کہ ہندوستان کے شہروں میں اگرچہ گلہری بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے لیکن پہر بھی ہمارے یہاں کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ نہیں ہوتی اور اسکے سوا اسکے بنانے میں محنت بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول سفید کھتا تلاش کر کے پانی میں بھگو کر کئی بار بکٹھا پن دور کرنے کے لئے اوس کے پانی کو بدلتا پھر لپکا کے اور کپڑا چھان کر کے گاڑ یا گاڑا صافی میں پسلا کے گنڈے کی راکہ پیچھا کر متعدد وقتوں میں بکٹھا پن دور کرنے اور رنگ کاٹنے کے لئے پانی چھڑکنا تاکہ وہ کھتا گلہری میں لگانے کے قابل ہو جاوے خالی دشواری سے نہیں دوڑے گی لے کتے کے بیڑے میں یہ بھی وقت ہے کہ ہر وقت آرام دہ پان دان پٹاری وغیرہ ساتھ رکھنا پڑتا ہے کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بنا کر خاصہ دان وغیرہ میں رکھ لئے جاوین تو کھتا یہ سیر کر تمام پانوں کو بیک شکل اور خراب کر دیتا ہے اور ڈلی کے ہیگ جانے سے پان کا فرا بھی بڑا ہو جاتا ہے سوا

اسکے ایسے پان کی بیک بھی نہایت رقیق اور پچھٹی ہوتی ہے غرض کہ گیلے کتھے کا پان باوجود زیادتی شقت کے بد مزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے بیان کے بیڑے کے کہ وہ نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اسکے محنت بھی اسکے بنانے میں کم پڑتی ہے اس واسطے کہ کتھا بہگو نے اور بار بار اسکے پانی بدلنے اور لپکا کر رکھ کر ڈالنے وغیرہ کی کچھ دقت اور ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہر وقت پان دان پٹاری کے بوجھ اٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لئے کہ بہت سے بیڑے ہیگی صافی میں لمپیٹ کے اگر خالص دان میں رکھ لئے جاویں تو دن بہر کو کافی ہوں گے اور خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دو سے روز بھی کماے جاویں تو اس کے ذائقے میں کسی طرح کا تغیر متیز نہ ہوگا ترکیب بیڑا بنانے کی یہ ہے کہ پہلے عمدہ اور اچھی ذات کے پان جیسے پہلو اول گنگیری ڈھونڈ ہوا کرنگوا دین کر بخ اور کپوری کہ بری قسم کے ہوتے ہیں ہرگز نہ لیویں بہر اون کو شترے پانی میں دھو کر کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچھ ڈالیں تاکہ مٹی اور کرکراہٹ وغیرہ سب دور ہو جاوے اور جہاں کمین مڑے گلے ہوں اوسکو اور اونکے کناروں کو قلیچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کر لیں پھر جتنے پانوں کا بیڑا بنانا منظور ہو اون کو اس ترکیب سے جوڑ کر بنا لیں کہ اول دو پان اوٹے رکھیں پھر جے پان رکھنے منظور ہوں اوپر سیدھی رکھ کے اوپر کے پان پر چونا اس انداز سے لگاویں کہ ہر جگہ برابر ہو کمین کم اور کمین زیادہ نہ ہو اور چونے میں روغیر

بھی نہ کیونکہ اس سے بھی موزنہ بہٹ جاتا ہے پہر اوپر سوکھا باریک پسا ہوا
 کتھا بڑا کے پان کو صافی وغیرہ ترکڑے پر اولٹ دین تاکہ کتھا اوسکی تری
 سے سیل کر پان پر خوب ججھاے بہر جب وہ بیگ جاوے تو پان کو اولٹ کے
 اوس کے چوٹے کو دیکھ لین اگر سفیدی چوٹے کی معلوم ہو تو پہر دوسری بار دیکھا
 کتھا چڑک کے اوسکو جھنے کے لئے ترکڑے پر اولٹ دین جب وہ جھجھ جائے
 اور رنگت اوسکی سنھری سیاہی مارنے لگے تو اوسین چھالیا الاچی باوام زردہ
 وغیرہ ڈالکر بطریقہ معروف اوسکو موڑ لین اور لونگ لگا کر قینچی سے کتر اور
 صاف کر کے کسی صافی میں پینڈیکر خاصدان وغیرہ میں رکھ دین اس طرح کے
 بنے ہوئے بیڑون میں ایک یہ بھی عمدگی ہے کہ دو ایک روز تک چند ان
 متغیر نہیں ہوتے اور گیلے کتے کے تازے بیڑون سے زیادہ خوش رنگ اور
 خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔

فصل سینا سکھانیکے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مان ثانی داوی قرابت والی عورتوں کو لازم ہے کہ لڑکیاں جب
 پڑھنے سے فراغت پاویں تو اون کو سوائے پکھانا سکھانے کے دو ایک گھنٹے
 سینے کے اقسام جیسے تپچی لڑہیاون اور مانجیا وغیرہ بھی ضرور سکھا دین تاکہ
 حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں اور ابتداء میں کوئی پڑانا موٹا
 کپڑا دیکر تپچی بہرنا بتاویں اور جب تک اوسین ہاتھ صاف نہواو دھڑواو دھڑوا

اوس کو سلواتے رہیں جب فی الجملہ سیدین تبلیغی کی صاف اور سید ہی آنے لگے تو پہلے سید ہے سادہ کپڑے جیسے بستنی دست بقیہ تیلی وغیرہ سلواوین جب آئیں ہاتھ خوب صاف ہو جاوے تو بخیا اور ماکڑ ہیاون وغیرہ کے بتانے میں محنت اور کوشش کریں جب اس قسم کے سینے میں فی الجملہ ہاتھ درست ہو جاوے تو پھر ایچ پیچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش بٹواتلیدانی جھولنا ٹوپی وغیرہ سلواوین پھر اوس کے جھول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیاں بتاویں جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگیں تو خود اون لڑکیوں اور چھوٹے بچوں کے کپڑے مثل کرتے پانچامے اور ہنی وغیرہ کے اون سے سلواوین اس کے بعد فتوحی انگر کہا انگلیا وغیرہ مشکل کپڑے سلواوین غرض کہ طرح طرح کے کپڑے سینے کے طریقے بتاویں اور انکی قطع و برید کے قاعدے ہی ضرور سکھاویں اس لئے کہ پہلے اسی سے کام پڑتا ہے اور یہ نسبت سینے کے مشکل بھی ہے اسکے سوا جس کپڑے کی قطع و برید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول اور خوشنا ہوتا ہے اور اوسکا پہننے والا بھی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے جو شخص قطع و برید کے ضوابط اور باریکیوں سے بخوبی واقف ہوگا خدا پاسبان تو اس کا کوئی کپڑا خراب نہ ہوگا اور نہ اوس کے کپڑے کے ٹکڑے پارچے بیکار اور چوری جائینگے اس واسطے ہر انسان خاص کر عورتوں کو لازم ہے کہ ہر طرح کے لباس خصوصاً اپنے اور بچوں کے کپڑوں کا قطع کرنا ضرور سیکھیں تاکہ حاجت کے وقت

دوسروں کی منت نہ کرنی پڑے دیکھو اکثر بیوقوف عورتیں اپنے کپڑے قطع کرانے
 کے لئے دوسروں کے پاس لئے پہرتی ہیں اور انکی کیسی کیسی خوشامد اور رنجنا
 کرتی ہیں علاوہ اسکے اپنے آپ کو خیر اور احمق کہلاتی ہیں عقلمند اور سلیقے
 دار عورتیں ہنسی اور مذاق کی راہ سے انکو مسخرہ بناتی ہیں پس اگر تھوڑا سا بخی خیر
 کر کے کپڑوں کا قطع کرنا سیکھ لیں تو کاہیکو کسی کی خوشامد درآمد کی نوبت پہونچے
 اور کیوں خیر اور احمق کہلاوین اور قطع کرنا کچھ ایسا مشکل کام نہیں کہ سیکھنے کے
 بعد بھی نہ آوے بلکہ تھوڑی سے غور و فکر سے بخوبی آسکتا ہے البتہ مردانے
 کپڑوں میں تو انگریز کے اور زنانے کپڑوں میں انگلیا کی قطع دشوار ہے مگر یہ بھی چند دن
 مشکل نہیں ذرا سادہ بیان رکھنے سے سب طرح کے کپڑوں کا بیوتنا آجاتا ہے
 پہر لوگ اسکو تمیز دار اور سلیقہ شعار جانتے ہیں اور جب لڑکیاں ہر طرح کے
 کپڑوں کا بیوتنا اور سینا پر ونا سیکھ جاوین تو اس وقت گوٹے کا کام بھی جیسے
 اکتو چٹکی لہر گو کہ و چنپا کلی وغیرہ سکھاوین کیونکہ ہندوستان میں اسکے پننے کا
 بہت رواج ہے اور جب اس کام سے ہی خوب واقف ہو جاوین تو انکو کوئی
 ریشمی کشیدے اور بنت وغیرہ بنانے کا کام بھی سکھاوین کیونکہ اسکے سیکھنے میں
 بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ اس طرح کے کام میں بہت جی لگتا ہے اور طبیعت
 خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیاوی رنج و الم اس دھندے سے بھل جاتے
 ہیں دوسرے یہ کہ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ گہرین غالی بیٹھی ہوئی لوگوں کے

گمروں کے اچھے بُرے ذکر کیا کرتی ہیں اور ناحق گناہ میں گرفتار ہو کر اپنی توڑی بہت نیکیوں کو ضائع اور برباد کرتی ہیں اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیوں کا اجراء و ثواب کموتی ہیں غور سے دیکھو تو یہ سب بُری باتیں بیکار بیٹے رہنے سے ہوتی ہیں اور جو نیک بیبیاں کہ فرائض و نوافل اور گم کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو کے اپنی فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنزدن میں صرف کرتی ہیں وہ لوگوں کی غیبت اور بُرائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہیں تیسرے جو عورتیں کہ ایسے کاموں سے واقف ہوتی ہیں خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہیں رہتیں بلکہ ہمیشہ نہایت فراغ بالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہیں چوتھے اونکے خاوند بھی انہیں ہنزدن کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہیں اور باہم اتفاق و محبت بھی خوب ہوتا ہے اور کبھی جب گڑا اور فساد کہ جو شرعاً و عرفاً مذموم ہے واقع نہیں ہوتا اسی لئے عورتوں کو لازم ہے کہ جب گم کے ضروری کاموں سے فارغ ہوں تو بڑھنے لکھنے سینے وغیرہ کے دہنزدن میں لگے رہیں کیونکہ بڑھنے لکھنے کے بعد سینے سے بہتر کوئی شغل نہیں اس واسطے کہ سینے پر رونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ انسان اپنے گمزمین امیرون کی طرح مسد تکبہ لگائے بیٹھا رہتا ہے علاوہ اس کے اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال بھی اچھی طرح سے آبرو کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے اور اکل حلال کا حاصل کرنا کچھ غریب ہی پرخص نہیں ہے بلکہ امیرون کو بھی ہاتھ کی مزدوری سے معاش پیدا کر کے کمانا چاہیے دیکھو بڑے بڑے بادشاہ جو متقی

اور پہرہ نگار تھے وہ اپنے ہاتھ ہی کے کسب سے کمانے پینے کا صرف اوٹھاتے تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تھے اپنے ہاتھ سے ٹوپی وغیرہ سیکر اوسکی اجرت سے اپنا کمانا پینا کرتے تھے اور اونکے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے عالم اور فاشرع تھے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھا اوسکی اجرت سے اوقات بسر کرتے تھے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور صلحائے اُمت رحمہم اللہ بھی ریاضت اور کسب سے اپنی گذراوقات کرتے تھے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی اور کتابت کا پیشہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تنھیاں مین بخاری کا پیشہ ہوا کرتا تھا اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بزاری کا پیشہ کرتے تھے غرض کہ انسان کسی طرح کے کسب اور پیشے کو جو شرعاً ممنوع اور معیوب نہ ہو برا اور حقیر نہ سمجھے بلکہ اوس کے حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے اور میرے نزدیک خاص کر عورتوں کے لئے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سمجھئے کہ ہنر سے بڑھ کر نہیں ہے پس نادان اصدی بہو بڑھو عورتوں کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکھ کر کیا کریں گے جو اللہ ہلکا آٹھ دس آنے کیڑا خریدنے کو دیگا وہ دو چار پیسے سلانی کے بھی دیدیگا فردوری کرنے سے کیا حاصل خیال کر کے ایسے اچھے ہنر کے سیکھنے مین ہرگز دریغ نہ کریں بلکہ ہمیشہ اپنے اوقات عزیز کو علم و ہنر کے سیکھنے مین صرف کرتی رہیں اور اپنی اولاد کو بھی علم و ہنر

سکھاتے رہیں تاکہ دونوں کو نعمتیں دونوں جہان کی نصیب ہوں۔

فصل کپڑے رنگنے کی ترکیب و نمین

جاننا چاہیے کہ شرع سے عورتوں کے حق میں رنگیں لباس پہننے کا جواز بلکہ حکم نکلتا ہے اور اکثر ان کو رنگیں لباس پہننے کا ذوق و شوق بھی ہوتا ہے اس واسطے
 یا نانی داوی وغیرہ کو چاہیے کہ جس طرح لڑکیوں کو سب گہرے کام کاج سکھاتے
 ہیں اسی طرح کپڑے رنگنے کی ترکیبیں بھی ضرور انکو بتاویں اسلئے کہ عورتوں کو
 اس سے بہت کام پڑتا ہے اور اکثر اوقات اسکی حاجت ہوتی ہے اور فروری
 و دیگر رنگانے میں مفت کا نقصان ہے پس اگر خود انکو رنگنا آتا ہو اور گہرے میں
 اپنے کپڑے رنگ لیا کریں اور یہ دام جو بازار کی رنگائی میں صرف ہوتے ہیں
 کسی اور گہرے ضرورت کے وقت کام آجائیں تو کیا اچھی بات ہے سو اسکے جو
 عورتیں طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہیں جیسے سرخ عباسی
 نابنجی گلابی پیازی شجرنی فالسائی اودانا فرمانی بادامی کپاسی کافوری
 کاسنی خشخاشی دہانی سردی انگوری آبی آسمانی سنہری چنپی آتشی
 گل شفتالو عنابی پستی کاریزی بینجی طاوسی شربتی صندلی اگرئی
 وغیرہ اور ان رنگوں کی ترکیبوں اور طریقوں سے خوب واقف ہیں وہ عورتیں
 سلیقہ شعار تمیز دار کہلاتی ہیں اور گہرے گہراون کی تعریف ہوتی ہے علاوہ اس کے
 رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور اونکی کنہوں سے خبردار ہو کے کمال حاصل کرنا

یہ بھی بجائے خود ایک ہنر ہے اور ہر فن میں جو شرعاً و عرفاً مذموم نہ ہو مہارت پیدا کرنا خالی نفع سے نہیں اگر گھر کے ضروری کاموں سے اتنی فرصت نہ ملے کہ اس فن میں کمال پیدا ہو تو اتنا ضرور چاہیے کہ توڑی سی بکار آمد تر کیسین رنگ نکالنے اور ایک رنگ سے دوسرا رنگ بنانے اور اون کے مرکب کرنے کی سیکھ لیں اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ کس چیز کے رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا ہے اور کن رنگوں کو باہم ملانے سے کیا رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزوں کا رنگ کپڑا رنگنے میں کام آتا ہے اور کس چیز کے ملائے سے رنگ میں صفائی اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے پس جتنی ترکیبیں اور رنگنے کے طریقے اور اون کی باریکیاں مجھے یاد ہیں اون میں سے بقدر ضرورت کے عورتوں کے سیکھنے کے لئے بیان کیے جاتے ہیں جانتا چاہیے کہ پہلی وہ چیزیں بیان کی جاتی ہیں کہ اونکے رنگ رنگنے میں کام آتے اور اون میں کپڑے رنگے جاتے ہیں تفصیل اونکی یہ ہے کہ کم ہلدی نیل زعفران پیسٹو تن ہار سنگار ان سب چیزوں میں سے اکثر ایسی ہیں کہ اون میں ترشی و نیاز در ہے اس لئے کہ اونکے رنگ بغیر ترشی ملائے اچھے اور صاف نہیں ہوتے چنانچہ کم اور ہلدی کا رنگ خالص ہو یا دوسرے کے ساتھ ملایا جاوے بغیر ترشی دئے اچھا نہیں ہوتا اور رنگ میں آب و تاب خوب نہیں آتی اور ترشی لیموں کی ہو یا اچور خواہ املی کے سب سے رنگت میں صفائی آتی ہے اور رنگ کھلتا ہے لیکن لیموں کی ترشی سے رنگ نہایت صاف اور با آب و تاب ہوتا ہے

بجلافت اہلی وغیرہ کے کہ اسکی ترشی دینے سے دیسی صفائی اور آب و تاب
 نہیں آتی علاوہ اس کے ایسی ترشی سے رنگ میں تھوڑی سی سیاہی اور کچھ
 ملگجھاہٹ بھی آجاتی ہے اور لمیون دینے سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے
 زعفران تن ٹیسو نیل ہار سنگار کے رنگوں میں ترشی دینے کی کچھ ضرورت نہیں
 اور ترکیب ان سب چیزوں کے رنگ نکالنے کی یہ ہے کہ ٹیسو تن ہار سنگار
 ان تینوں کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیو اور
 ہار سنگار کے فقط پھول جوش دئے جاتے ہیں اور تن کے پھولوں کو ملکر اس کے
 بیجوں کو جوش دیتے ہیں اور زعفران کے جوش دینے کی حاجت نہیں فقط رات
 کو پانی میں بگو دنیا کافی ہے صبح کو اس کا رنگ خود بخود نکل آتا ہے نیل اور بلہری
 سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہیں صرف اون کو پیکر پانی میں بگو دنیا
 کافی ہے لیکن نیل کو خوب پینا چاہیئے اسلئے کہ در ورائیل چپانے کے بعد بھی
 لائق رنگنے کے نہیں ہوتا کیونکہ صافی میں سے اس کے روئے نکل آتے ہیں
 پھر اوہ میں رنگنے سے کپڑے میں ایسے دھبے پڑ جاتے ہیں کہ دور ہونا اون کا شکل
 ہوتا ہے اس واسطے نیل کی پسائی گھٹائی میں بہت مبالغہ کرنا چاہیئے اور کسم کے
 رنگ نکالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اول اوسکو کوٹ کے چمانے کے کپڑے میں
 رکھ کر اس کپڑے کے چار دن سرون کو جھولی کی طرح لٹکھن پر باندھ دیں پھر اوہ میں
 پانی ڈالتے رہیں تاکہ اوسکی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضائع نہ کریں کسی

برتن میں غلطی سے رہنے دین اس لئے کہ یہ بھی کئی رنگوں میں کام آتا ہے
 جب اوس کی زردی جسے پیلیک بھی کہتے ہیں نکل چکے تو پھر پانی ڈال کر اوسکو
 خوب دھوئیں جب اوس میں سے صاف نشو و پانی ٹپکنے لگے تب اوسکا دھونا
 موقوف کریں اور اس دھوون کو بھی جسے ڈہل کہتے ہیں ضائع نہ کریں کسی برتن میں رہنے
 دین کیونکہ یہ بھی اکثر رنگوں میں کام آتا ہے غرضکہ جب کسم کی زردی یعنی پیلیک اور
 ڈہل بالکل نکل جاوے اور دھلکڑ خوب صاف ہو جاوے تو اوسکو اوسی کپڑے
 میں باندھ کر بہتر وغیرہ کسی دنی چیز سے دبا کر رکھ دیں جب اوسکا تمام پانی نہر جاوے
 سیر بہر کسم چھپے چار پیسے بہر ویسی سچی پس ہوئی اس طرح سے اوس میں ملاوین کہ کسم
 اور سچی دونوں ایک ذات ہو جاوین پھر اوس کپڑے میں رکھ کے اوسی طرح سے ٹٹکن
 میں جھولی کی طرح باندھ کر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتے رہیں اور ایک برتن اوس کے نیچے
 رنگ لینے کے واسطے رکھ دیں جب اول رنگ جسے جلیٹا کہتے ہیں اور وہ نہایت
 سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو اوسکو علیحدہ برتن میں رکھ چھوڑیں پھر دوسرے
 رنگ کو جو کچھ رقیق اور ذرا کم رنگ ہوتا ہے اور تیسرے کو بھی جو نہایت رقیق اور
 بہت کم رنگ پیازی سا نکلتا ہے ان دونوں کو جدا جدا برتنوں میں رکھ لیں
 پس اگر گہرا رنگ جیسے سرخ گھنا رو وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول کپڑے کو زردی
 اور ڈہل میں رنگ کے پچھلے رنگ میں جو بہت رقیق اور ہلکا نکلتا ہے اوس کو
 ڈال دیں جب کپڑا اس سب رقیق رنگ کو جذب کر لے تو اوسکو بیچ کا رنگ جو اول

سے کم اور سچلے سے تیز ہوتا ہے جذب کر دین اسکے بعد پہلے رنگ میں جسے جٹیا
 کہتے ہیں اوسکو ڈال دین جب اوس کو بھی خوب پنی لے اور کپڑے کا رنگ انداز پر
 آجاوے تو ترشی اور کلب دیکر اوسکو درست کر لین سُرخ اور گلنار عباسی اور فاسائی
 نارنجی اور نافرمانی یہ سب رنگ بھی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہیں لیکن عباسی
 اور فاسائی اور نافرمانی میں بلیک اور ڈبل نین دیا جاتا صرف کسم کا رنگ ہی دیا
 جاتا ہے اور جب سُرخ کسم کی ایک انداز پر آجاوے تو اوس کپڑے میں جسے
 اودا فاسائی نافرمانی عباسی رنگنا منظور ہو توڑا سائیل ہی دیدین لیکن اودے
 فاسائی نافرمانی میں نیل زیادہ دیا جاتا ہے اور عباسی میں بہت کم اور نیل دینے کے
 بعد ترشی اور کلب بھی دیدین تاکہ اوس کا رنگ صاف اور چمکدار ہو جاوے
 جانتنا چاہیے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہیں جسے گلابی پیازی
 شرتی لیکن اکثر رنگوں میں اس کا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی بادامی خشخاشی
 آتشی شجر فی سنہری چنپی گل شفتالو وغیرہ اس لئے کہ یہ سب رنگ شہاب
 ہی سے رنگے جاتے ہیں اور توڑا بہت میل ہلدی اور نیل کا بھی دیا جاتا ہے
 کاسنی خشخاشی گل شفتالو میں تو شہاب کا رنگ دیکر توڑا سائیل نیل کا بھی دیدیتے
 ہیں اور سنہری چنپی بادامی آتشی شجر فی میں شہاب کے ساتھ توڑا سا ہلدی کا
 میل ہی کر دیتے ہیں اور سُرخ گلنار نارنجی میں شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی
 بہت توڑی اسی طرح عباسی میں شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اودا

اور فالسائی اور نافرمانی میں شہاب بہت صرف ہوتا ہے اور نیل بہ نسبت عباسی کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ رنگے جاتے ہیں جیسے سرخ گلنار عباسی اور نافرمانی فالسائی وغیرہ ان سب میں کسم کا زیادہ خرچ ہوتا ہے یعنی اگر ان رنگوں میں ایک جوڑا رنگا جائے تو سیر بہ کسم صرف ہوگا اور نری ہلدی میں سوائے زرد کے اور نرے نیل میں سوائے نیلے کے اور دوسرا رنگ نہیں رنگا جاتا ہاں اگر اوہیں کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو اور رنگ بھی رنگ سکتے ہیں مثلاً اگر ہلدی کے رنگ میں نیل کا میل دیدیں تو اس سے سبز دہانی انگوری کپاسی کا نوری پستی وغیرہ رنگ بن جاتے ہیں یا ہلدی میں اگر شہاب کا میل دیا جاوے تو اس سے بادامی سنہری آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہو چکے رنگے جاتے ہیں اسی طرح نیل میں شہاب دینے سے کاسنی خشنکشی وغیرہ رنگ کہ اون کا بھی ذکر اوپر ہو چکا ہے رنگ جاتے ہیں اسی طرح تن اور ٹلیو اور ہارسنگار کے رنگوں کو بھی سمجھنا چاہیے یعنی جتنے رنگ ہلدی کے میل سے رنگے جاتے ہیں اتنے ہی ان چیزوں کے میل سے بھی مثلاً اگر شہاب میں ان کے رنگوں کا میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہیں وہی اس سے بھی رنگے جا دیں گے اسی طرح اگر نیل کا میل ان رنگوں میں دیا جاوے تو جو رنگ نیل اور ہلدی سے بنتے ہیں وہی ان سے بھی طیار ہو جاتے ہیں غرض کہ ان چیزوں کا رنگ ہلدی کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب

ہلدی نیل ہی سے رنگے جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ اون میں ان رنگوں کا کچھ صرف نہیں جیسے صندلی اگرئی کا کریمزی وغیرہ کہ ان میں شہاب نیل ہلدی بالکل نہیں دیکھائی دے کہ صندلی اور اگرئی کی زمین گیریا تن یا آم کی مستی سے باندھتے ہیں پھر صندل منہدی وغیرہ خوشبودار مصالح سے رنگتے ہیں اور کا کریمزی وغیرہ آل کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور انکریمزی رنگوں سے کپڑا رنگنے میں یہ نقصان ہے کہ اول تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بوند پڑتی ہی کپڑے میں سفید دھبہ پڑ جاتا ہے دوسرے اس رنگ میں خدا جانے کیا چیز تیزابی ملی ہے کہ اوس کے رنگے ہوئے کپڑے پنپنے سے بدن میں خارش ہو کر دانے نکل آتے ہیں اور جہاں جہاں بدن سے وہ رنگ چو جاتا ہے وہ سب رنگین ہو جاتا ہے پس اس رنگ میں ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہئیں۔

باب سینہ و ہم

فصل بلوغ کے بیان میں

چند رہ برس کی عمر کو پہنچنا مرد اور عورت دونوں کے لئے اعلیٰ مدت بلوغ کی ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتیں بلوغ کی ظاہر ہوں یا نہ ہوں اور ادنیٰ مدت بالغ ہونے کی مرد کے لئے بارہ برس اور عورت کے واسطے نو سال ہیں یعنی اگر اس عرصہ میں وہ دعویٰ بلوغ کا کریں اور کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے تو اون کے قول کی تصدیق کرنا ضرور ہے اور اون دونوں پر احکام شرع شریف کے بالغوں کے مثل

جباری کرنے چاہئیں جب بلوغ کی کوئی علامت لڑکا لڑکی میں ظاہر ہو تو مان بپا
اور قرابت والوں کو لازم ہے کہ اون کی شادی بیاہ کی جلد فکر کریں اس لئے کہ شرع
شریف میں جیسے بچوں کی پرورش کی ناکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد اون کے
نکاح کر دینے کا ہی حکم آیا ہے اور اس کا رخیٹن جہان تک ہو سکے عجلت کریں
اس لئے کہ بسبب تاخیر کے اگر اولاد گناہ میں مبتلا ہو جاوے گی تو وہ معصیت انہیں کے
نامہ اعمال میں لکھی جاوے گی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِاهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنُ اسْمَهُ وَادْبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ
بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاصَابَ إِنْمَافًا ثُمَّ عَنِ الْإِبْرَةِ يَعْنِي كَمَا أَبُو سَعِيدٍ خُذَرَمِي وَأَبُو بَرٍّ عَنِ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا مَنْ قَرَّيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ جَسَّاسًا
بِهِان لڑکا پیدا ہو تو چاہیے کہ اچھا نام رکھے اوس کا اور اوس کو خوب ادب سکھاوے
یعنی احکام شریعت اور آداب میلشت کے کہ دنیا و آخرت میں مفید ہوں اوسکو تعلیم
کرے ہر جب وہ بالغ ہو جاوے تو چاہیے کہ اوس کا نکاح کر دے اس لئے کہ اگر وہ
بالغ ہو گیا اور اوس کا نکاح نہ کیا اور اوس سے کوئی گناہ سرزد ہوا تو اوس کا گناہ
اوس کے باپ ہی پر ہے یعنی اس واسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے قصور سے سرزد ہوا
کہ اوس نے اپنے لڑکے کا بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کیا اسی طرح لڑکی کے حق
میں بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 فِي التَّوَرَاةِ مَكْتُوبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهُ اَشْتَهَتْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يَزَوْجَهَا فَاصَابَتْ
 ذَنْبًا فَافْتَدِ ذَلِكَ عَلَيْكَ يَعْنِي حَضْرَتِ عُمَرَ وَرَأْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا تو راتہ میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص
 کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچ جاوے اور وہ اُسکا نکاح نہ کرے یعنی باوجود میسر نہ
 کفو کے پہاوس بیٹی سے کوئی گناہ ہو جاوے تو اسکا گناہ اس کے باپ پر ہے پس
 ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ حتی الامکان اولاد کے بلوغ کے بعد اون کے
 نکاح کرنے میں کسی طرح کی غفلت نہ کریں ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا آخرت کے مواخذہ
 میں بھی گرفتار ہونگے۔

فصل ستر اور پردے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ دین اسلام میں جن اعضا کا چھپانا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے
 تفصیل اولیٰ یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گٹھنوں کے نیچے تک ہے پس
 سواے اسکی بی بی یا لونڈی کے اور کسی کو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکھنا بے ضرورت
 قوی کے درست نہیں اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لئے ناف کے نیچے سے زانو
 تک ہے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بھی اس ستر کا دیکھنا درست نہیں اور
 آزاد عورت سواے اپنے خاوند کے اور محرموں سے پیٹ اور پیٹھ اور ناف سے
 زانو تک چھپانا ضرور ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور سرو اس کا محرم کے حق میں ستر نہیں

یعنی ان اعضا کا دیکھنا محرم کو درست ہے اور اجنبی مرد سے سارا بدن چھپانا ضرور ہے بیان تاکہ سر کے بال بھی ستر میں داخل ہوں انکا دیکھنا بھی غیر مرد کو منع ہے ضرورت تو ہی کے وقت صرف چہرہ اور دونو ہاتھ اور دونوں قدموں کا دکھانا اجنبی مرد کو جائز ہے اسی طرح ان اعضا میں سے کسی کے عضو پر اگر دھوکے سے کسی نامحرم کی نگاہ جا پڑے تو شرعاً اس میں کچھ گناہ نہیں ہے اور جاننا چاہیے کہ مسلمانوں کی عورتوں کو پردہ کرنا بہت ضرور ہے اس لئے کہ احادیث صحیحہ سے ترغیب پر وہ کرنے کی نابت ہے جیسا کہ ترمذی میں وارد ہوا ہے عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَتُهَا إِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اپنے فرمایا عورت ستر ہے پس جب کہ اپنے پردے سے نکلتی ہے تو اچھا کر دیتا ہے اس کو شیطان مردوں کی نظر میں حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح شرمگاہ کو چھپاتے ہیں اسی طرح عورت کو بھی پردے میں رہنا چاہیے اور جیسا ستر کا کہولنا بڑا ہے ویسا ہی پردے عورت کا لوگوں کے سامنے آنا مذموم ہے اور جیسا کہ بھتی کے شعب الایمان میں وارد ہے عَنْ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ يَلْغِيَنَّ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ النَّاطِرَ وَالْمَنْظُورَ الْبَيِّنَ یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مجھے یہ بات پہونچی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ

دیکھنے والے کو اور اس کو جسکی طرف دیکھا گیا یعنی جو قصد کسی جنبی عورت یا اس کے ستر کی طرف دیکھے اوپر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے والے پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی ہنایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی ہے اگرچہ پردہ کرنا ازواج مطہرات کے حق میں فرض تھا اور اُست کی بیوی کے حق میں مستحب مگر خواہ مخواہ بدون ضرورت شدید کے بے پردہ اپنے تئیں مردوں کو دکھانا اور اُونے خلا ملار کھنا اور جلوت و خلوت میں غیر مرد کے سامنے ہو جانا اور اسکو اپنے کاموں میں شریک رکھنا اس خیال سے کہ ہم پر پردہ فرض نہیں صرف ستر کا چھپانا فرض ہے یہ سب گناہ کبیرہ میں داخل ہے علاوہ اس کے کسی روایت قوی یا ضعیف سے جواز بے پردگی کا ثابت نہیں ہوتا بلکہ جہان دیکھو وہاں پردے کی خوبیاں اور اُونے کے منافع اور بے پردگی کی خرابیاں اور اس کے نقصانات مذکور ہیں خصوصاً اس اخیر زمانہ پر آشوب میں کہ سوائے فتنہ و فساد اور بدبطینتی اور بدافعالی کے اچھے کاموں کی طرف اکثر لوگوں کو خیال و توجہ نہیں ہے پس ان باپ کو چاہیے کہ جب لڑکیاں چہ سات برس کی عمر کو پہنچیں تو اُون کو باہر پہرنے سے روکیں اور غیر مردوں سے پردہ کرنے کی تاکید کریں تاکہ چٹپٹیں ہی سے اُون کو پردہ کرنے کی عادت پڑے اور زندگی بہ شرم و آبرو کے ساتھ شرفاکی طرح اپنے گہر میں خوش اوقات کے ساتھ گذران کریں اور ہر طرح کی نہمت اور رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچ کر کونین کی نعمت

حاصل کریں۔

فصل اون نالتے دارون اور مذہب والون کی بیان میں جن سے نکاح

دست نہین

جاننا چاہیے کہ شرع میں عورتوں سے نکاح حرام ہونے کی دو وجہیں مذکور ہیں ایک
نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سبب پندرہ
عورتیں ہیں بارہ ان میں سے ہمیشہ کو حرام ہیں کہ اون سے کبھی نکاح درست نہین
اور تین ایسی ہیں کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اون سے نکاح درست
ہو جاتا ہے اول یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں تفصیل
اون سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں اون میں سے چہ کی کلام مجید
کی اس آیت شریف میں جو چوتھے پارے کے اخیر میں واقع ہوئی ہے مذکور ہے
حُرْمَتُ عَلَیْکُمْ اُمَّتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ وَاَخَوَانُکُمْ وَحَمَلَتُکُمْ وَخَلَاتُکُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ
وَبَنَاتُ الْاَخْتِ وَالْحَمَلُ الَّذِیْ اَرْضَعْتُمْ وَاَخَوَانُکُمْ مِنَ الرِّضَاعِ وَالْحَمَلُ
نِسَابُکُمْ وَرَبَائِبُکُمْ الَّتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَابِکُمْ الَّتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ
لَّمْ یُکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَمْوَالِکُمْ
وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاَخْتِیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَتْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

یعنی حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری
پوپہاں اور تمہاری خالائیں اور تمہارے بھائیوں اور بہنوں کی بیٹیاں یعنی بیٹیاں

اور بہانجیان اور وہ مائین تمہاری جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور دودھ شریک
 بہنیں اور تمہاری بیٹیوں کی مائین اور ربائب یعنی تمہاری بیٹیوں کی بیٹیاں
 اور خاوند سے جو تمہاری گودلیوں میں ہیں تمہاری اون بیٹیوں سے جن سے تم
 نے صحبت کی ہے پس اگر مین صحبت کی تم نے اون سے تو مین کچھ گناہ
 تمہارے بیٹوں کی بیٹیاں جو تمہارے صاحب سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو
 تم دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان
 پس اس آیت میں تیرہ عورتوں کا ذکر آیا ہے اور باقی دو عورتیں جن کی حرمت
 حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہیں ایک بی بی کی بہو پی اور دوسری
 اوسکی خالا پس یہ سب پندرہ عورتیں ہوئیں ان میں سے صرف تین عورتیں ایسی
 ہیں کہ جن سے نکاح ہمیشہ کو منع نہیں ایک وقت خاص تک حرام ہے وہ
 یہ ہیں بی بی کی بہن اور اوس کی بہو پی اور خالا کہ بی بی کے ساتھ جمع کرنا اون کا
 منع ہے اور اوس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد نکاح اوسے جائز ہے
 جانتا چاہیے کہ یہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے جن کے سبب سے نکاح حرام ہے
 بعض اون میں سے تین طرح پر ہیں عینی علاقائی اخیا فی حقیقی خود ظاہر ہے علاقائی
 اوسے کہتے ہیں جبکہ رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنیں کہ جن کا
 باپ ایک ہو اور مائین دو ایسے ہی بہو پی اور خالا بھی علاقائی ہوتی ہیں اور اخیا فی
 وہ ہیں جن کا رشتہ ماں کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنیں دوسرے باپ کے

کہ ان سب کی ایک ہو اور باپ دو ہو بیابان اور خالائین ہی اخیانی ہوتی ہیں اور یہ علاقائی اور اخیانی رشتے ہی نسب ہی میں داخل ہیں یعنی جو ناتے دار حقیقی رشتے کے سبب سے حرام ہیں وہ علاقائی اور اخیانی ہونے سے ہی حرام ہوتے ہیں اور جیسے ان رشتوں کی عورتیں حرام ہیں ویسے ہی ان رشتوں کے مرد بھی حرام ہیں یعنی ان سے نکاح باہم درست نہیں تفصیل ان مردوں کی جن سے نکاح عورتوں کو حرام ہے یہ ہے سگایا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور باپ اور سگابائی اور سگا داماد اور سگاسسر اور بھائی کا بیٹا یعنی بہتیا سگاہو یا سوتیلا بہن کا بیٹا یعنی بھانجا سگاہو یا سوتیلا اور باپ کا بھائی یعنی چچا سگاہو خواہ سوتیلا اور ایسا ہی مان کا بھائی یعنی ماموں یہ سب محرم ہیں ان سے نکاح جائز نہیں اور نسبی رشتوں میں دادا نانا اور اون کے باپ یعنی پردادا پرانا وغیرہ جتنے اوپر کے ہوں اصول کی وجہ سے سب حرام ہیں اور فروع کی وجہ سے پوتا پردوتا نواسا کنواسا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہوں سب حرام ہیں سگے ہوں یا سوتیلے اور ان کی بیبیاں یعنی داوی نانی پرداوی پر نانی حقیقی ہوں یا سوتیلی یہ بھی سب حرام ہیں اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے پوتے پردوتے نواسے کنواسے کی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے اس لئے کہ یہ سب بیٹوں کے حکم میں ہیں اور بیٹے حقیقی ہوں یا حکمی ان کی ازواج سے نکاح درست نہیں ایسا ہی حال خاوند کے رشتہ داروں کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب کے

اصول اور فروع کی وجہ سے حرام ہیں وہی خاوند کے نسب سے عورت پر
 حرام ہیں اور ایسا ہی مردوں پر بی بی کے اصول اور فروع کی عورتیں یعنی
 اوسکی داوی نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے اور بی بی کی اولاد یعنی اوس کے
 پوتے پر و تے نواسے کنواسے جو اوسکے اور خاوند سے ہوں یہ سب اُس
 دوسرے خاوند پر حرام ہیں عورت کے فروع کے سبب سے جتنے نیچے
 درجے کے ہوں اس لئے کہ انکے خاوند داماد کے حکم میں ہیں اور داماد سے
 نکاح حرام ہے ہاں بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے
 اوس بیٹے پر جو دوسری عورت سے ہو حرام نہیں یعنی اوس لڑکی کا نکاح اُس
 سے درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا سمجھنا چاہیے مگر دودھ کی وجہ
 حرمت اوس وقت ثابت ہوتی ہے کہ دودھ پینے کی مدت میں پیا ہو یعنی دو
 ڈھائی برس کی عمر میں اس سے زیادہ عمر میں پینا معتبر نہیں اور یہ بھی شرط ہے
 کہ بائیس بار چھاتی چوسی ہو اور دودھ پیٹ میں گیا ہو اس لئے کہ خالی چھاتی کا
 چوسنا معتبر نہیں اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور
 دو عادل مردوں خواہ ایک مرد یا دو عورتوں کی گواہی سے مگر حدیث شریفہ کے
 موافق ایک ہی عورت کی گواہی ثبوت رضاعت میں کافی ہے جیسا کہ
 بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہے، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حَارِثٍ أَنَّ نَوْحَ بْنَةَ لَاحِظِي
 اَصَابَ بَنِي عَمْرِو بْنِ قَالِتٍ اِمْرَاَةً فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُمَيْمَةَ وَابْنِي تَرْكَجَ

هَذَا فَقَالَ لَهَا مُعْبِقَةُ مَا أَعْلَمُ أَتَلَبِ أَرْضَعْنِي وَلَا أَشْبُرُ تَبْنِي فَأَرْسَلَ
 إِلَى ابْنِ إِهَابٍ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا مَا عَلِمْنَا أَرْضَعْتَ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ
 إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ وَقَدْ قُبِلَ فَقَادَتْهَا عَقِبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ
 یعنی روایت ہے عقبہ عمارت کے بیٹے سے یہ کہ تحقیق نکاح کیا اوس نے
 ابو ایہاب بن عزیز کی بیٹی سے پہر آئی ایک عورت اور کہا اوس نے کہ بیشک
 دودھ پلایا ہے میں نے عقبہ اور اوس عورت کو کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے اوس سے
 یعنی وہ عورت دودھ شریک بہن ہے عقبہ کی اور نکاح اوز کا باطل ہے پس
 عقبہ نے اوس عورت سے کہا میں نہیں جانتا کہ تحقیق تو نے دودھ پلایا ہے
 مجھ کو اور نہ خبر دی تو نے مجھ کو یعنی پہلے اس سے اس امر کی پس ہیجا عقبہ
 نے یعنی ایک شخص کہ ابی ایہاب کے گھر والوں کی طرف پہر پوچھی اوس شخص نے
 اوسے یعنی یہ بات کہ دودھ پلایا ہے تمہاری لڑکی کو اس عورت نے پس کہا
 انہوں نے نہیں جانتے ہم کہ دودھ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار
 ہو کر چلے عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینہ میں اور پوچھا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ کس طرح اپنے نکاح میں رکھی گاتو اس کو اس حال میں کہ تحقیق
 کہا گیا ہے کہ وہ دودھ شریک بہن ہے تیری پس جدا کر دیا اوس عورت کو عقبہ

اور نکاح کیا اونے سوائے اوسکے اور خاوند سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضاعت کے ثبوت میں ایک عورت کا کنا بھی کافی ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ دودھ پلائی مان کے حکم میں اور اوسکا خاوند باپ کے حکم میں ہے اور اولاد اس رضاعی باپ کی خواہ اسی بی بی سے ہو یا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ میں بہن بھائی کے حکم میں ہو جاتی ہے غرض کہ علم دودھ اور نسب کا ایک ہے سب اصول اور فروع میں اور جس طرح شیر خوار پر رضاعت کے سبب انا کے اور اُسکے خاوند کے رشتے دار مثل پوتا پوتی نواسا نواسی کے حرام ہیں اسی طرح انا اور اوسکے خاوند پر شیر خوار کے یہ سب رشتے دار حرام ہیں۔ تب تو رضاعت کا حکم شرع شریف میں مثل نسب کے ہے اس لئے اس کا بہت لحاظ رکھیں اور ہرگز اس باب میں غفلت نہ کریں بلکہ جن عورتوں سے اولاد کو دودھ پلویا ہو اور جن بچوں کو خود پلایا ہو اور ان کو اور ان کے رشتہ داروں کو خوب یاد رکھیں تاکہ دہو کے سے نکاح محرمات کے ساتھ نہ ہو جائے اور مان باپ کی بیوی اور خالہ حقیقی ہوں یا علاتی خواہ اخیانی ان سب سے بھی تمام عمر کو نکاح حرام ہے۔ اور چچی اہرمانی اور بھانج سے ان کے خاوندوں کے مرجانے یا طلاق کے بعد نکاح درست ہے اور اسی طرح بیویا اور خالو سے بھی بعد مرجانے یا طلاق خالہ اور بیوی کے نکاح صحیح ہے اور معاذ اللہ جس عورت سے مرد نے زنا کیا اوسکی مان اوپر حرام ہے اور وہ زانیہ اس زانی کے باپ دادا بیٹے پوتے پر خفیہ

کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے صحبت کی اوس
 لونڈی کی مان ہمیشہ اس پر حرام ہے اور اوسکی بہن جب تک کہ لونڈی کو اپنے
 اوپر حرام نہ کرے حلال نہیں مثلاً آزاد کر دے یا بیچ ڈالے یا کسیکو بخش دے یا
 کسی سے اوسکا نکاح کر دے اور جس مرد کے نکاح میں آزاد عورت ہو اوس کو
 لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں مگر اوسکی طلاق یا وفات کے بعد درست
 ہے اور آزاد عورت کے نکاح پر قدرت ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا
 مکروہ ہے اور غلام کا نکاح بے اذن ملاک کے نہیں ہو سکتا ہے اور جس عورت
 کو طلاق دی ہو جب تک وہ عدت میں ہو اوسکی بہن سے نکاح نہیں ہو سکتا
 بعد عدت گزرنے کے درست ہے اور جو عورت عدت میں ہو اوس سے
 نکاح جائز نہیں بلکہ اس عدت میں صریح پیغام نکاح کا دنیا ہی منع ہے
 اشارۃً اگر اس طرح کی بات چیت کرے کہ جس سے اوس عورت کو یہ امر
 معلوم ہو جاوے کہ اس شخص کا ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے اور
 عدت طلاق کی تین حیض ہیں اور وفات کے چار مہینے دس دن اور
 اگر حاملہ ہو تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جننے تک ہے یعنی بچا پیدا
 ہوتے سے عدت پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیتوں
 سے واضح ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِالْأُنْثَىٰ
 اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ

بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ يَمَّا تَعْلَمُونَ خَيْرٌ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضَ ضَلُّكُمْ مِنْ
 خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ الْكِنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلَيْهِمُ اللَّهُ أَنْتُمْ سَتَذَكَّرُونَ وَلَكِنْ لَا
 تَوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا أَوْ لَا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرِزُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ
 حَتَّى يَبْلُغَ الْكِنْيَابَ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوا دُءَابَكُمْ
 إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ یعنی اور جو لوگ مجاہدین تم میں سے اور چھوڑ جاویں اپنی
 بیبیاں انتظار دیویں وہ اپنی جانوں کو چار مہینے اور دس دن پہر جب پہنچ چکیں
 وہ اپنی عدت کو تو نہیں گناہ تم پر اس چیز میں جو وہ اپنے حق میں کرین موافق دستوں
 کے اور اللہ خبر دار ہے اس چیز کے ساتھ جو تم کرتے ہو اور گناہ نہیں تم پر اس چیز
 میں جو پردے میں کو بیچنا نکاح کا عورت کو یا چھپا کر کہنا اپنے دل میں معلوم ہے
 اللہ کو کہ تم البتہ اون کا وہ بیان کرو گے لیکن وعدہ نہ کر کہو اون سے چھپ کر مگر
 یہی کہ کہدو ایک بات جس کا رواج ہے اور نہ باندھو گہ نکاح کی جبت تک پہنچ
 چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں
 ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا تعین
 عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو
 روا نہیں کہ اس سے نکاح باندھے یا صاف وعدہ کر کے مگر دل میں نیت
 رکھے کہ یہ فایغ ہوگی تو میں نکاح کروں لگایا اس کو پردے میں سنا رکھے تا اس سے
 پہلے کوئی اور نہ کہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات کہدے مروج سی مثلاً عورت کو

کہے کہ جتھکو ہر کوئی عذر کرے گا یا کہے کہ مجھ کو ارادہ نکاح کا ہے یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
 إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ يَعْنِي اسے نبی جب تم
 طلاق دو عورتوں کو تو اون کو طلاق دو اون کی عدت پر یعنی عدت تین حیض ہیں۔
 طلاق حیض سے پہلے دو کہ سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں
 نزدیک کی نہ کی ہو اور گنتی رہو عدت دَاذْكَاتِ الْأَمْوَالِ أَجَلُهَا أَنْ يَقْضَىٰ حَمَلُهَا۔
 یعنی اور جن کے پیٹ میں بچا ہے اون کی عدت یہ کہ جن دیوین پیٹ کا بچا اور
 زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ اس آیت
 کریمہ سے ظاہر ہے اَلَا زَانٍ اَوْ زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكًا اَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا
 الْاَزْوَاجُ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ یعنی زنا کر نیوا لائین نکاح کرتا مگر زنا
 کرنے والی یا بت پرست عورت کو اور زنا کرنے والی عورت کو نہیں نکاح
 کرتا مگر زنا کر نیوا لیا بت پرست اور حرام کیا گیا ہے۔ یہ ایمان والوں پر پس
 آیت سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ
 سے نکاح کرنا حرام ہے مگر جو کہ اس آیت شریفہ کی شان نزول اور معنی میں بہت
 اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منسوخ ہے بعض فرماتے ہیں خاص لوگوں کے
 حق میں نازل ہوئی ہے اسی لئے علما رحمہم اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اگر
 اونہوں نے توبہ کر لی ہو تو اون سے نکاح درست ہے اور مولانا شاہ عبد القادر
 صاحب مرحوم اس آیت کے فائدے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں ف مرد

اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے
 دو واسطے ایک یہ کہ اوسکا کفو نہیں اوسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک
 سے دوسرے کو علت نہ لگجاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت
 بدکار نہیں درست جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے
 فقط رافضی اور خارجی مرد ہو یا عورت اوس کا نکاح سنی سے نہیں ہو سکتا۔

۵۔ علماء کو اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیے۔ کلام مجید میں صاف حکم ہے
 کہ مشرک مرد اور مشرک عورت سے نکاح جائز نہیں اسلئے از روئے عقاید و احکام اسلام
 جو اقوام کہ مشرک کی صفت میں داخل ہوں اون سے سلسلہ مناکحت قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن
 اسی ذیل میں مسلمانوں کے اون فرقوں کا داخل کرنا جو خدا و رسول اور قرآن مجید کو مانتے ہیں کسان
 تک درست ہے۔ اس طرح تو اسلام کا دائرہ بہت محدود ہو جائیگا اور روز بروز تفرقے زیادہ ہوتے
 جائیں گے حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہمی تفرقے میں اور آپس میں محبت و ہمدردی
 پیدا ہو۔

سنی شیعہ کے جھگڑوں نے افراد سے لیکر سلطنتوں تک کو حیدر نقصانات پہنچائے
 ہیں وہ محتاج میان نہیں اور ان کے مٹانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے کہ اسلام کے تمام
 پیرو خواہ اون میں کتنا ہی اختلاف عقائد ہو آپس میں سلسلہ مناکحت قائم رکھیں اور یہی سلسلہ ان کو
 سلسلہ اتحاد میں مربوط کر دے گا۔ اب یہی ہندوستان میں بہت سے ایسے خاندان ہیں جہاں تعلقات
 خاندانی اور مناکحت میں شیعہ و سنی کا امتیاز نہیں اور اون خاندانوں میں ارتباط و ہمدردی موجود ہے۔

اور محرمیوں کا نکاح اہل کتاب کی عورتوں اور پارسنوں سے جائز ہے رافضی اور خارجی عورتوں سے جب تک وہ سنی نہ ہو جاوین نا درست یعنی اہل کتاب کی عورتوں اور پارسنوں کا نکاح بغیر مسلمان ہونے کے مسلمان مرد سے ہو سکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح نکاح بت پرست سے آزاد ہو یا نوٹدی درست نہیں سورج چاند تارے وغیرہ کے پوجنے والے بت پرستوں میں داخل ہیں پس ان سب سے بھی نکاح کرنا منع ہے اور متعہ کرنا حرام ہے متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں کہ جس کی میعاد مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال تک اپنے نکاح میں رکھو نگا پر چوڑوون گاجیسا کہ آج کل رافضی کرتے ہیں پس ایسا نکاح کرنا حرام ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ مثلاً زید عمر سے یہ کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھے کر دے اور میں اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بے مہر کے تجھے کر دوں سو یہ حرام ہے۔

فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطوں کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ نکاح کرنا انبیاء علیہم السلام کے عہدہ طریقوں میں سے ہے جیسا ترمذی نے ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ أَحْيَاءُ النَّعْطَرُ وَالسَّوَاكُ وَالنِّكَاحُ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں رسولوں کے طریقوں سے ہیں حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح اور بخاری شریف میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں سو جو کوئی میرے طریقے سے مونہہ پیرے وہ مجھے نہیں یعنی وہ میرے طریقے میں نہیں ہے اس حدیث شریف کے شادی بیاہ کریشکی تاکید شدیدی معلوم ہوتی ہے علاوہ اس کے کئی جگہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نکاح کا ذکر بصیغہ امر مذکور ہے اوس سے حکم نکاح کرنے کا سمجھا جاتا ہے خاص کر جو شخص کہ اسباب یعنی قوت اور مردیہ کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی قدرت رکھتا ہو اوسکے لئے تو نکاح کرنا نہایت ہی ضرور ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُّ لِلْبَغْيِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ

یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے گروہ جوانوں کے جو کوئی طلاق رکھے تم میں سے پس چاہیے کہ وہ نکاح کرے بیشک نکاح بہت جہکاتے والا ہے نگاہ کو یعنی اوس کے سبب سے اجنبی عورت پر نظر نہیں پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شر نگاہ کو یعنی حرام کاری سے بچاتا ہے اور جو شخص کہ

روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف میں دینا فرض ہے دیکھتا، تو
 اوسکو چاہیے کہ ضرور ہی نکاح کرے مگر وہ نہ رہے اسلئے کہ باوجود قدرت کے
 بے نکاح رہنے کی شرع میں ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَآمَنَتِ الْمَلَائِكَةُ بِجُلِّ
 جَعَلَهُ اللَّهُ ذَكَرًا فَإِنَّتْ لِنَفْسِهِ وَتَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ وَمَا جَعَلَهَا
 اللَّهُ أَنْثَى نَتَذَكَّرُ بِالنِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالَّذِي يُضِلُّ الْأَعْمَى
 وَرَجُلٌ حَصُورٌ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ حَصُورًا إِلَّا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا يَعْنِي نَبِيَّ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے چار آدمی لعنت کئے گئے ہیں دنیا و آخرت
 میں اور فرشتوں نے آمین کہی ایک وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے مرد بنایا
 اور اوس نے اپنے تئیں عورت بنایا اور عورتوں کے مشابہ کیا دوسرے اسی
 عورت جس کو عورت بنایا اور اوس نے اپنے تئیں مرد اور مشابہ مردوں کے ٹھہرایا
 تیسرا وہ شخص کہ بٹسکتا ہے اندھے کو چہتا وہ شخص جو عمر بہر بن بیاہا رہے اور اللہ
 تعالیٰ نے سوائے یحییٰ بن زکریا کے کسی کو حصور نہیں بنایا اس حدیث سے
 صاف ظاہر ہے کہ بے نکاح رہنا بڑی بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف
 کا تحمل نہیں ہو سکتا تو لونڈی ہی سے نکاح کر لے جیسا کہ اس آیت شریف میں

آیا ہے وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكَحِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا
 مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ نَفْسِكُمْ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ
 مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَالْوُحُوشِ بِالْعُرُوفِ حُصْنَاتٍ غَيْرِ مُسَفَّحَاتٍ
 مُتَعَدَّاتٍ أَعْدَاءُ بَنِي إِسْرَءِيلَ رَجَسَ كُفْرًا كُفْرًا كُفْرًا كُفْرًا كُفْرًا كُفْرًا
 نہ تو خیر لوٹدیاں (جی سی) (جو کافروں کی لڑائی میں) تم مسلمانوں کے قبضہ
 میں آجائیں۔ بشرطیکہ ایمان رکھتی ہوں اور اسد تمھارے ایمانوں کو خوب جانتا
 ہے (آدم زاد ہونے کے اعتبار سے) تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو پس
 (بے تامل) نوٹدی والوں کے اذن سے ان کے ساتھ نکاح کرلو۔ اور دستور
 کے مطابق ان کے مہراون کے حوائے کر دو۔ مگر شرط یہ ہے کہ قید (نکاح) میں
 لائی جائیں (اور نہ تم سے بازاری عورتوں کا سا تعلق رکھنا چاہتی ہوں اور نہ
 خانگیوں کا سا یعنی فرمایا جسکو مقدور نہ ہو آزاد عورت سے نکاح کرے گا اور صبر
 میں ڈرتا ہو کہ اس سے حرام ہو جاوے۔ تو درست ہے کہ کسی کی نوٹدی سے
 نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد
 لازم ہوے پس اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت بغیر
 نکاح کے نہ رہیں اس لئے کہ بے نکاح رہنا پیغمبروں کی سنت کے بھی خلاف
 ہے دیکھو اکثر تنبیوں کی بیبیاں تھیں اور اولاد بھی ہوئی چنانچہ اس کا ذکر قرآن
 شریف میں بہت جگہ آیا ہے جیسے سورہ رعد کے اخیر رکوع میں اللہ جل شانہ

نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ
 اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً لِّعَنِي بَنِيكَ جیسے ہم نے کتنے رسول تجھے پہلے اور دی
 تئیں اون کو بیبیاں اور اولاد غرض کہ نکاح کی خوبیاں اور اس کے فائدے
 کتاب و سنت میں بہت مذکور ہیں چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہ کیا گیا اور بے
 نکاح رہنے میں باوجود مخالفت قرآن و حدیث اور طریقے پیغمبروں کے
 دینی و دنیوی بھی بہت سے نقصان ہیں چنانچہ نکاح نہ کرنے سے طرح طرح کے
 مرض جو شش اور فساد خون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں جیسے ہنسی پوٹ
 دہل وغیرہ اور نبی و اے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہیں اور
 سوا اسکے نکاح نہ کرنے سے اکثر بے احتیاط لوگ امراض متعدی اور بُری
 عادتوں وغیرہ میں گرفتار ہو کر عمر بھر ایذا اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور اکثر مرد و عورت
 ایسے ہی مریضوں کی بدولت اولاد سے کہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے
 محروم اور بے نصیب رہتے ہیں اور بیماری بیدیوں کو بھی اپنی شامت اعمال
 سے ان مریضوں میں مبتلا کر کے عمر بھر کی تکلیف اور غم میں گرفتار کرتے ہیں لہذا
 مان باپ کو چاہیے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی شادی بیاہ کی فکر کریں
 جیسا کہ فضل بلوغ میں گزر چکا پس جوان کمین اپنی اولاد کی بات ٹھیراویں تو ان
 شرطوں کا ضرور خیال رکھیں ایک یہ کہ عورتیں اوس جرگے کی چاہنے والیاں
 ہوں اپنے خاوندوں کو دوسرے یہ کہ جنت والیاں ہوں بائج نہوں اور میضون

حدیث شریف سے جواب دواؤد اور نسائی میں ہے ثابت ہوتا ہے عن معقل
 بْنِ كَيْسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا
 الْوَدُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِّرُ بِكُمْ الْأَمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھی اپنے خاوند کو اود
 بہت جتنے والی ہو اس لئے کہ تحقیق میں فخر کروں گا تمہاری بہنایت کے
 سبب سے اور امتوں پر یعنی جس کے بیان اپنی اولاد کی شادی مقرر کریں
 تو اوس کے کنبے والی عورتوں مثل خالہ بھوپتی چچی بہن وغیرہ کو تلاش کر لیں کہ وہ
 جتنے والیاں ہیں یا باج کثیر الاولاد ہیں یا نہیں تیسرے عورت کی دینداری اود
 آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھیں مگر دینداری کو سب پر مقدم
 سمجھیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ میں آیا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَنْكِحُوا الْمَرْأَةَ
 لَا رُبَّ لِمَا لَهَا وَحَسْبُهَا وَبِحِمَا لَهَا وَلَدٌ لَهَا فَاطْفَرُ يَدَايَ الدِّينِ تَرَبَّتْ يَدَاكَ -
 یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کیجاتی ہے عورت چار
 چیز کے سبب بسبب اوس کے مال اور جمال کے اور حسب اور دین کے پس
 فتحیاب ہو دیندار عورت کے ساتھ خاک میں آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ پس
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب اور مال اور جمال پر مقدم کیا
 ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے

بھی ثابت ہوتی ہے وَلَا تَنْكُحُوا الشُّرَكَاءَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَا مِمَّا مَوَّعْتُمْ مَنكَرًا
 مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَا تُعْجِبْكُمْ وَلَا تَنْكُحُوا الشُّرَكَاءَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَا لِعِدَّتُمْ مِّنْ غَيْرِ مَن
 مُّشْرِكٍ وَلَا تُعْجِبْكُمْ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى التَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْبِحْتَةِ
 وَالْمُغْفِرَةِ بِأَذْنِهِ رُسُلُهُنَّ أَيْتَاتُهُ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ یعنی نکاح میں نہ لاؤ
 شرک والی عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی
 بہتر ہے شرک کرنوالی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تم کو اور نکاح نہ کرو و شرک
 والوں کو جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ غلام ایمان لانے والا بہتر
 ہے شرک کرنے والے میان سے اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے
 ہیں آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم
 سے اور بتاتا ہے اپنے حکم کو گون کو شاید وہ چوکس ہو جاویں پس اس آیت
 سے بھی دین کو سب شرط پر مقدم رکھنا ثابت ہوا اسلئے ہر ایماندار کو
 لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطوں پر مقدم سمجھے اور ہر حال میں اوس کی توجیح
 دے جو تھے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی سے کرے اوس کو دوسرے
 شخص کے نیک اور بد کی خبر ہی نہیں ہوتی اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے بھی کنواری لڑکی سے نکاح کر کے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری
 و مسلم میں آیا ہے عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قُتِلْنَا وَكُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اِنِّیْ حَدِیْتُ عُمَرَ بِیْ قَالَ تَزَوَّجَتْ قُلْتُ لَعَمْرُؤُا اَبَکَرُ اَمْ شَبَّ قُلْتُ
 بَلْ شَبَّ قَالَ فَهَلَّا یَکُوْنُ اَنْ تُلَاقِیْهَا دُلَّ اَعْبُدْکَ لِیْنِیْ جَابِرُ رَضِیَ اللہ
 تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ کہا اوہنوں نے ہم ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ایک لڑائی میں پر جب ہم پرے اور مدینے کے قریب پہنچے بیٹے
 عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق میں نیا بیاہا ہوا ہوں یعنی اگر حکم ہو تو میں پہلے
 سے گھر چلا جاؤں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا ہے تو نے
 بیٹے کہا ہاں فرمایا کنواری ہے یا خاوند کرچکی ہے بیٹے کہا کنواری نہیں ہے
 بلکہ خاوند کرچکی ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہ نکاح کیا کہ کیسلتا تو اوس سے
 اور کیسلتی وہ تجھے پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جہان تک
 ہو سکے کنواری ہی سے نکاح کرے کہ اس میں بہت فائدے ہیں پانچویں شرط
 یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھ لین تاکہ اوس کا حسن و قبح بخوبی معلوم ہو جاوے
 اور جو نکاح کرنے والا خود ہی دیکھ لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ شرع شریف
 میں ہی اسکی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
 دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
 خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتُ اِلَيْهَا
 قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرِيْ بِهَا فَاِنَّ اَخْرَیْ اَنْ یُّدْخَلَ بَیْنَکُمَا یعنی کما مغیرہ بن شعبہ
 نے کہ ارادہ کیا میں منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے تو نے اسکو مینے کہا نہیں فرمایا پس دیکھئے
 تو اسکو اسلئے کہ مقرر دیکھ لینا بہت اچھا ہے آپس میں ہمیشہ اُلفت و
 محبت رہنے کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سے اپنی منگیتر کو دیکھنا بہتر
 ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ منگیتر کے بیان بھیجنا شرعاً درست ہے اسلئے
 کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا
 بھی ضرور خیال رکھنا چاہئے کیونکہ بد مزاج عورت سے سجداندا اور تکلیف
 ہوتی ہے اور تمام عمر بے لطفی سے گزرتی ہے خاصکہ جبکہ مرد نیک اور بی بی
 بد مزاج ہو تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور وہ گھر گھر
 رہتا بلکہ دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۵

زن بد در سراے مرد نکو	ہمدردین عالمست دوزخ او
-----------------------	------------------------

ساتوین اسکی سلیقہ شکاری کا بھی وہ بیان رکھیں کیونکہ نکاح کے فائدہ و نفع
 سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ گھر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ
 ہوگی تو زندگی بھر گھر کی تباہی اور بربادی رہے گی آٹھویں یہ کہ جہان کین با ست
 ٹھیرا دین اوس خاندان کی عورتوں کا چال چلن بھی ضرور دریافت کر لیں کہ اوس
 کنبے کی عورتیں کیسی ہیں اگر دیندار با حیا شرم والی نیک بخت غریب مزاج اپنے
 خاوندوں کو ہر حال میں عزیز اور دوست رکھتی ہوں اور اپنی سسرال والوں
 کو بھی چاہنی دالی اور ہر حال میں اونکی شریک اور سب طرح سے اونکی فرمانبردار

اور مطیع ہوں اور طلاق میں کو جانتا ہوں اسکے بڑا اور معیوب جانتی ہوں
 اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گمراہ
 کی لڑکی سے بلا تکلف منگنی کر لین تو یہ کہ اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیے
 کہ جو لوگ اپنی بیٹی یا بہن یا بھانجی یا بیٹیجی کو منگنی کے وقت یا اس کے بعد سسرال
 والوں کے سامنے کر دین اور ان سے پرودہ نہ کر دین یا لڑکیوں کی شادی کا
 خود ہی بے سبب قوی کے بی تقاضا کرین یا اپنی معاش کا جند و بست
 لڑکیوں کے واسطے سے چاہین یا کنواری لڑکیوں کو شہر شہر کسب و کار کی طرح
 اپنے ساتھ بیاہ کے واسطے لئے پھرتے ہیں اور تمام خرچہ لڑکیوں کی شادی کا
 سسرال والوں ہی پر رکھتے ہیں اور اپنی طرف سے ایک حصہ بھی نہ دیتے ہیں بلکہ
 کچھ لینے ہی کی امید رکھتے ہیں اور جب شادی کا پیغام بھیجا جاوے
 تو فوراً منظور اور قبول کر لین ذرا بھی تا مل اور تاخیر نہ کرین تو ایسے خاندان
 میں ہرگز شادی نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایسی جگہ شادی کرنا خالی فساد سے نہیں
 ہوتا اس لئے کہ لڑکی والے اپنا وقت نکال کر اور موقع پا کے شادی کے
 بعد طرح طرح کے فساد کرتے ہیں اور ہر قسم کے مکرو فریب کر کے بیٹے والوں
 کو سخت حیران اور پریشان کرتے ہیں دسویں یہ کہ لڑکا لڑکی ہم عمر ہوں اگر دو چار
 برس چھوٹے بڑے ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دس بارہ برس ایک کا دوسرے
 سے بڑا ہونا نچا ہیے کہ اس میں بہت نقصان ہیں پس مان باپ کو لازم ہے کہ

ہم عمری کا ضرور بیان رکھیں اور یہ بھی چاہیے کہ اولاد کی ستادی چھٹی عمر میں
 نہ کر دیں کیونکہ کم عمری میں شادی کرنے سے کئی طرح کے ضرر ہیں خاصکر عورت
 کا تو چھوٹی عمر میں شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے اور ایسی عمر میں
 شادی کرنے سے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد قوی اور زبردست نہیں
 ہوتی دیکھو سب ولایتوں کے لوگ کبھی چھوٹی عمر میں اپنی اولاد کی شادی
 نہیں کرتے تو ان کی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندوؤں
 کے کہ یہ لوگ اکثر چھوٹی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اسی کو اچھا سمجھتے ہیں۔
 علاوہ اسکے کم عمری کی شادی میں ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچوں کی کم عمری
 کے سبب سے ان کے چال چلن سے آگاہی اور وقفیت نہیں ہو سکتی کہ
 وہ کیسے ہو گئے لائق یا نالائق چنانچہ کئی جگہ سننے اور دیکھنے میں آیا ہے
 کہ ماں باپ نے اچھا خاندان دیکھ کر اور لڑکے کو لائق سمجھ کر اپنی لڑکی کی
 شادی قبل بلوغ کے کر دی پھر وہ لڑکا جوانی میں ایسا نالائق نکلا کہ سوائے
 آوارگی وغیرہ کے کبھی بی بی کی طرف متوجہ نہ ہوا اور نہ اس کا کوئی حق ادا کیا
 لڑکی بیچاری عمر بھر میکے میں رہی اور تمام جوانی بے غم میں بسر کی ماں باپ بھی
 اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف دینا میں مبتلا دیکھ کر تمام عمر جلتے رہے اور
 کم سنی میں شادی کرنے سے یہ بھی نقصان ہے کہ ماں باپ کے حسب دلخواہ
 اولاد تعلیم و تربیت نہیں پاسکتی اس لئے کہ پھر وہ اپنے شغل اور کسب کو دین

مصرف رہ کے مان باپ کی تعلیم بخوبی خیال نہیں کرتے اور
 مان باپ سے جدا ہو جانے کے سبب لئے ٹڈر ہو جاتے ہیں اور والدین
 بھی بسبب شادی ہو جانے کے بچوں سے بیخبر رہتے ہیں اس واسطے اون کو
 کچھ سلیقہ اور تیز خانہ داری کا حاصل نہیں ہوتا جس سے اپنے گھر کا کاروبار
 سنبھالیں اور لوٹدی غلام نوکر وغیرہ پر اپنی حکومت رکھیں اور رعب جمائیں
 بلکہ وہ خود بسبب اپنی کم عمری کے سب سے دبے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے
 اکثر تمام مال و اسباب اون کا تباہ اور برباد ہو جاتا ہے اتفاقاً اگر کچھ باقی ہی رہا تو
 خوشامدی وغیرہ نہیں چھوڑتے اور وہ اپنی کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامد کر نیوالوں
 ہی کو اپنا دوست اور خیر خواہ جانتے ہیں اور نصیحت کرنے والوں کو دشمن
 سمجھتے ہیں غرض کہ چھوٹی عمر میں شادی ہونے سے بہت نقصان ہیں مصلحت
 اور بہتری اسی میں ہے کہ بچوں کی شادی بلوغ کے بعد حجب اون کو خوب عقل اور
 سمجھ آجاوے اور وقت کریں دیکھو انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہیں کہ وہ
 کبھی اپنے بچوں کی شادی کم عمری میں نہیں کرتے بلکہ تمام زمانہ اون کے لڑکپن
 کا علم ہی کی تکمیل میں صرف کرتے ہیں جس کے سبب ہر فن میں وہ کیسے ہوشیار
 اور ہر علم میں لگائے روزگار ہوتے ہیں پھر کیا کیا دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے
 ہیں بخلاف ہندوستانیوں کے کہ تمام عمر اون کی جمالت میں گزر جاتی ہے اور سواے
 کھانے پینے سونے اور لوگوں کی بُرائی اور عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہیں سیکھتا

شب و روز بیفائدہ اور بیہودہ باتوں میں بسر کرتے ہیں پورا پورا نماز روزہ جو
 ہر مسلمان پر فرض عین ہے ادا کرنا کیسا عقبیٰ کا خیال اور گناہ و ثواب کا لحاظ
 بھی کبھی نہیں کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل میں آوے اس لئے کہ اللہ
 تعالیٰ کا پہچاننا اور اس کے احکام سے آگاہ ہونا علم پر موقوف ہے جیسا کہ سعدی
 علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت - اور ادن کو علم کی
 طرف کچھ رغبت نہیں اور نہ مان باپ اس کا کچھ خیال کرتے ہیں کہ ہماری
 اولاد کسی قدر علم حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکھ لے بلکہ شادی کی ایسی جلدی
 کرتے ہیں کہ قرآن شریف بھی پورا نہیں پڑھواتے اور نہ نماز روزے کے
 مسئلوں سے واقف ہونے دیتے ہیں بلکہ جہان سات آٹھ برس کی لڑکی ہوئی مان
 باپ خود ہی گہرانا اور شادی کی جلدی کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ کمین اسکی جلد
 شادی ہو جاوے تو ہم فارغ ہو جاوین بعضے جاہل مسلمان تو ہنود کی رسم کے
 ایسے پابند ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی چھوٹی ہی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اسکو
 ثواب جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی جوان ہو جاوے گی تو ثواب شادی کا
 نہیں ملے گا سو یہ کہنا اون کا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف
 کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر میں ہوئی تھی
 ایک روایت سے اٹھارہ برس کی عمر میں شادی ہو نا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے
 بائیس برس کے سن میں مان شرعاً نابالغ کی شادی کرنا منع نہیں کیونکہ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی سات برس کی عمر میں ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی مصالحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر دے تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن شرع شریف سے اسکی کچھ تاکید اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی کہ جس سے ضروری کم عمری میں شادی کر دی جاوے مگر مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعاً منع ہے اگرچہ نکاح درست ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصلحتوں کو چھوڑ کر خواہ مخواہ ہندوؤں کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر کے خود بھی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہوں اور اولاد کو بھی ایذا میں ڈالیں فقط -

باب چہم

فصل نکاح کی شرطوں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اس کا راضی ہونا شرعاً نکاح میں معتبر ہے اور جو نابالغ ہو تو اسکے ولی کو اختیار ہے یعنی باپ بہائی چچا وغیرہ جو شرع شریف میں اسکے وارث ہیں اون کی رضامندی شرط ہے بغیر اون کے رضامندی کے نابالغ لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر وہ چاہیں تو خود اپنے اذن سے بغیر پوچھے اس کا نکاح کر دین کچھ حاجت لڑکی سے اذن لینے کی نہیں ہے اسی لئے اسکی شادی کا پیام اس کے وارث ہی کو دینا چاہیے۔ اور بالغ

لڑکی سے اجازت لینا ضرور ہے کہ اوسکا نکاح بغیر اوس کے اذن کے نہیں
 ہو سکتا اور چپ رہنا یا ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم میں ہے یعنی اگر
 بالغ لڑکی نکاح کی اطلاع کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا
 بے آواز کے رووے جب تک انکار نہ کرے یہ سب منظوری میں داخل ہیں۔
 ان صورتوں میں نکاح ہو جاتا ہے اور اوس میں کچھ خلل نہیں آتا جیسا کہ بخاری
 و مسلم کی حدیث سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ثابت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا بُكْرٌ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا
 مُكْرٌ الْبُكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْ هُنَا قَالَ أَنْ تُشْكُتَ
 یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کی جاوے جو ان
 بیوہ عورت یا طلاق والی بیان تک کہ طلب کیے کیا جاوے۔ اعر اوسکا اور نہ بیاد
 لیجاوے جو ان کنواری عورت بیان تک کہ اذن لیا جاوے اوس سے
 کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اوس کا اذن یعنی کنواری کا اس لئے
 کہ وہ بہت حیا رکھتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکار نہ کرے غرض کہ جو ان
 لڑکی سے اوس کے نکاح کی اطلاع کر دینا ضرور ہے بلکہ نام اعظم رحمہ اللہ کے
 نزدیک تو بالغ لڑکی کا نکاح اوس کی رضا مندی پر موقوف ہے کچھ وارث کی
 حاجت نہیں جیسا کہ ابو داؤد و نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ إِنَّ جَارِيَةَ بَكْرًا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فَذَكَرْتُ أَنَّ أَبَاهَا ذَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ تحقیق آئی ایک کنواری یا نفہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان کیا اونے یہ کہ اوسکے
 باپ نے اوسکا نکاح کر دیا اور وہ ناخوش تھی پس اختیار دیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے یعنی یہ اختیار دیدیا کہ چاہے نکاح باقی رکھے یا فسخ کر ڈالے
 پس اس سے معلوم ہوا کہ جو ان عورت پر وارث کو جبر نہیں پہنچتا اگرچہ وہ کنواری
 ہو لیکن یہ جبر نکرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معزز میں شادی
 کرے جیسے شیخ یا پٹھان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت میں اوسکے
 ورثا کی رضامندی شرط نہیں اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم میں راضی
 ہو جاوے اور وارث اوسکے بسبب حقارت اور ذلت کے اس نکاح سے
 ناخوش ہوں تو ایسے موقع میں ولی کی رضامندی بھی ضرور ہے اور کم سے کم
 بغیر ایک دلی کے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر ولی مانع ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی
 بھی نکاح درست ہے اس لئے کہ جو ان مرد کو خود بھی اپنے نکاح کا پیغام
 دینا عاقلہ بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد و عورت دونوں کو چاہیے کہ کسی
 شخص کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کریں اگرچہ دونوں کی طرف سے ایک ہی
 آدمی ہو لیکن وکیل کے ساتھ دو گواہوں کا ہونا بھی ضرور ہے اگر دو مرد
 گواہی کے لئے نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے مگر

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا
وَسِائًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَتَقُوا لَوْ أَتَوْا بِسُلُوكٍ
يُفْضِلُ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

اور آزاد مرد کو چار آزاد و عورتوں کا اپنے نکاح میں جمع کرنا درست ہے اس سے
زیادہ کا جائز نہیں اگر کوئی اون میں سے مرد جاوے یا کسی کو طلاق دیدے تو
پہر اور بی بی کرنا درست ہے اور شرعی لونڈیوں کی کچھ حد مقرر نہیں ہے جتنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳ - اور اسی سے بنایا اوس کا جوڑا اور بکیرے اون دونوں سے بہت
مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جن کا واسطہ دیتے ہو آپس میں اور خبردار ہونا توں سے اللہ ہے تمہارے
مطلع یعنی ایک آدم سے جو بنائی پہر اون سے سارے لوگ اور خبردار ہونا توں سے یعنی بدسلوکی است
کرو آپس میں اسی ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کموبات سیدہ ہی کہ سنوار دے تم کو تمہارے
کام اور بچنے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہے پر چلے اللہ کے اور اوس کے رسول کے اوس نے
پائی بڑی مراد ۱۲

۱۵ روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی والیوداؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ نے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور جامع ترمذی میں ہے کہ سفیان ثوری نے تینون آیتوں
کی تفسیر کی ہے اور ابن ماجہ نے بعد ان الحمد للہ کے لفظ حمزہ کا زیادہ کیا ہے اور بعد من غرور نفسا
کے من سیئات اعمالنا کا لفظ بڑھایا ہے ۱۲ -

چاہے رکے اور جس شخص کے نکاح میں یا دو تین خواہ چار آزاد عورتیں ہوں
 اوسکو چاہیئے کہ اپنی بیبیوں کی باری وغیرہ کے حقوق میں برابری کرے
 یعنی اون کے گہرون میں رات کو باری باری سے رہے کسی کے گہر زیادہ
 اور کسی کے بیان کم نہ رہے ہاں اگر کوئی بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات
 معاف کر دے تو پھر مرد کو اختیار ہے چاہے جس بی بی کے گہر ہے عدل
 نہ کرنے سے گنہگار نہ ہو گا اور باری کے برتاؤ میں صرف رات کا رہنا شرط
 ہے دن کو جہاں جی چاہے وہاں رہے۔ حاصل یہ کہ جو مرد عورتوں کے
 نان و نفقے وغیرہ میں انصاف کر سکے اوسکو دو یا تین خواہ چار عورتوں سے
 نکاح کرنا درست ہے نہین تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورہ نسا کے
 پہلے رکوع کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے **وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا
 فِي الْبَيْنِ فَاكْبُرُوا مَاءً مِّنَ الْمَسَاءِ مَتْنِي وَثَلْتُ دَرْلُغَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا
 تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكُمْ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا** یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ
 انصاف کرو گے عورتوں کے حق میں پس نکاح کرو جو خوش لگین تم کو عورتوں
 سے دو دو اور تین تین اور چار چار پر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کرو گے تو ایک ہی
 عورت سے نکاح کرو یا جس کے مالک ہوئے دہنے ہاتھ تمہارے یعنی
 نوٹریان یہ بہت نزدیک ہے اوس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور جو لوگ
 قحط سالی میں اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہیں یا کسی اور کی اولاد چوراکر دوسرے ملک

میں فروخت کر دیتے ہیں یا لاوارث بچے لیکر پال لیتے ہیں اور ان کو اپنا
 لونڈی غلام سمجھتے ہیں سو یہ شرع شریف میں ہرگز لونڈی غلام نہیں بلکہ سب
 آزاد ہیں ان پر کوئی حکم لونڈی غلام ہونے کا شرعاً جاری نہیں ہو سکتا اور جائز
 ہے مسلمان مرد کو جمع کرنا شرعی لونڈی اور اسکی مالک کا اپنے نکاح میں اور
 مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ یا آتش پرست کی عورتوں
 سے آزاد ہوں یا لونڈیاں جائز ہے اگرچہ وہ اپنے ہی دین پر رہیں اور مرد اپنے
 دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب کے مرد سے ہرگز نہیں ہو سکتا اور
 بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح نہ کریں جب تک کہ محمدی
 نہو جائیں اور خاص کر دارالحرب میں تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہاں
 تک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتوں سے نکاح کریں اور دین والیوں سے
 نکریں۔ تے پالک اور اسکی بی بی سے نکاح کرنا درست ہے اس لئے کہ متنبی
 متنبی کرینو اے کا شرعاً بیٹا اور وارث نہیں ہوتا اور نہ اسکی بی بی اسکی بہو
 ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ سے جو سورہ احزاب کے
 پہلے رکوع میں واقع ہوئی ہیں صاف ظاہر ہے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاكُمْ اَبْنَاءَكُمْ
 ذِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ۔
 یعنی اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ بات ہے اپنے
 مومنہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹیک بات اور وہی سوجھاتا ہے راہ یعنی کفر کی

دقت جو کوئی جو رو کو مان کتنا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہو جاتی اور جو کسی کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دئے جو رو کو مان کتنا پارہ قد سمع اللہ میں مذکور ہے اور بے پالاک کا حکم آگے آتا ہے ان دو کے ساتھ تسری بات یہ بھی سنادی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتری ہیں اونپر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے اسکے دو دل ہیں چہاں چیر کے دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں اُدْعُوهُمْ لَابَاءَهُمْ هُوَ اَسْطُ عِنْدَ اللَّهِ تَنْ لَمْ تَعْلَمُوْا اَبَاءَهُمْ فَاَحْوَا اَنْتُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا اَخْطَاْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَّا لَعَلَّتُمْ تَقْلُوْا بَلَدَكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی پکارو بے پالاکوں کو اونکے باپ کا کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہاں پہر اگر نہ جانتے ہو تم اونکے باپوں کو تو تمہارے بہائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں تمہارے اور گناہ نہیں تمہیں جس چیز میں تم چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان یعنی اگر بھول کر وہ نہ سے نکل جاوے بے پالاک کو کہ وہ اقدان کا بیٹا ہے تو اس میں گناہ نہیں مگر جان کر کسی کے بیٹے کو اور کا بیٹا کتنا بچا رہے کہ یہ گناہ کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ آپ کی بے پالاک حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تھیں پھر اون سے طلاق ہو کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح

میں آئین اُس کا پورا پورا حال قرآن مجید اور حدیث شریف میں لکھا ہی پس لازم
 ہے کہ سب مسلمان بے پالکون کو اپنا بیٹا اور وارث نہ جانیں اور نہ اونکی بیویوں
 کو بہو سمجھیں بلکہ شرع میں وہ غیر و ن کی طرح اجنبی ہیں اونکا کوئی حق اور حصہ نہیں
 مسجد اور مجمع میں نکاح کرنا اعلان کے لئے مستحب ہے اور شوال کے مہینے
 کو نکاح کے لئے بُرا نہ جانیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح
 اور زفات اسی ماہ میں ہوا تھا اور حضرت سیمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اور
 حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زفات بھی دونوں عیدوں کے بیچ میں
 ہوا تھا پس یہ مہینا نکاح کے لئے بہت ہی مبارک ہے اسکو ہرگز بُرا نہ جانیں
 اگر خالصکر یہ بُرا ہوتا تو ایسے مبارک لوگوں کا نکاح اس مہینے میں کیوں ہوتا
 اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ اور تاریخ اور وقت اور دن
 کو کسی امر کے لئے بد اور نحس نہ جانیں کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے
 ہیں کسی میں بُرائی اور نحوست نہیں ہے قرآن مجید اور حدیث شریف میں کسی دن
 اور ماہ وغیرہ کی بُرائی نہیں ثابت ہوتی جس سے وہ بُرے سمجھے جاویں بلکہ ایسی
 باتوں کا تو خیال کرنا شرک میں داخل ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت
 کو شرک اور کفر اور بدعت وغیرہ سے بچا دے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے
 آمین ثم آمین اکثر جاہل اور ناواقف لوگ شادی بیاہ میں بہت سارے وہ
 وہابیات اور مزخرفات سمون اور یہود کا مومن اور منہیات میں خرچ کرتے

ہیں اور اسکو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہیں اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو قرض وام لیکر اپنے دل کی خواہشیں جو خلاف مرضی خدا و رسول ہیں پوری کرتے ہیں پھر قرض کی ادائیگی میں زندگی بہ طرح طرح کی تکلیف دینا میں گرفتار رہتے ہیں اسلئے ضرور ہے کہ شادی وغیرہ میں اپنے مقدور کے موافق خرچ کریں قرض لیکر نہ ادا نہ دین کیونکہ قرض لینے میں بہت سے نقصان ہیں ایک یہ کہ اس سے آدمی اکثر زیر بار اور تنگدست ہو جاتا ہے دوسرے سود دینے کے سبب سے گناہ کبیرہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تیسرے زندگی میں اگر قرض ادا نہ ہو سکا اور اوس کے وارثوں نے بھی اوسکی طرف سے ادا نہ کیا یا خدا بخو استہ نیت میں فساد کیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہ ہوا تو یہ قرض دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہو گا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں قرضدار کے بارے میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں کہ تفصیل انکی تفسیر و حدیث کی کتب ابون میں موجود ہے چوتھے نکاح کرنے والا بیاہ کرتے ہی قرضدار ہو جاتا ہے یعنی عورت کا مہر اوس کے ذمے واجب ہو جاتا ہے پھر اگر شادی کے لئے ہی قرض لے گا تو دو قرضوں کی ادائیگی میں نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر کی مہر کی فصل میں آوے گی۔

فصل اولیاے نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ شرع میں ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہیں

اگرچہ فاسق غیر شریک ہو اور ولایت چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے ایک
 قربت سے امین عصبیات اور ذوی الارحام داخل ہیں۔ دوسرے ملک سے
 جیسے مالک ہونا مولیٰ کا اپنے غلام لونڈی کو تیسرے ولا سے چوتھے امامت
 سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا
 ہے غیر پرچا ہے وہ مانے یا مانے اور یہ ولایت نابالغ لڑکی کے لئے ہے
 ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ انکا نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں ہو سکتا
 اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کر دے اگرچہ
 ثیبہ ہو تاکہ بے شرم نہ کہلائے اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور ولیہ انی اور لونڈی
 کی صحت نکاح کی شرط ہے عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہیں
 اوس کا نکاح بدون رضاے ولی کے بھی ہو سکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو
 جبر نہیں پہنچتا اور ترتیب اولیا کی نکاح میں اس طرح پر ہے کہ اول درجہ عصبیا
 کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ بصورت نہونے اور کسی وارث کے سب مال
 لے لیوے اور حصے دار کے ساتھ باقی مال اوس کو ملے جیسے باپ اور
 ہسائی عینی ہو یا علاقائی داوا چچا پردادا وغیرہ اور بیٹا پوتا پردادا وغیرہ اور جو
 عصبون میں سے کوئی نہ تو ولایت مان کے لئے ہے پردادی پردیٹی پردی
 پوتی پردی نواسی پردی پوتے کی بیٹی یعنی پردی پردی نواسی کی بیٹی یعنی کنواسی
 کے لئے یعنی جہان تک نیچے درجے کی ہوں پردی نانا پردی سگی بہن پردی شیلی

ہیں جس کا باپ ایک ہو یعنی علاقائی پیرمان کی اولاد جن کو اخیانی کہتے ہیں
 مرد ہوں یا عورت پیران سب قسم کی بہنوں کی اولاد کو اگر ان میں سے کوئی نہ
 تو ولایت ذوی الارحام کو ہے اس طرح کہ اول پیمپوں کو پیراموون کو پیر
 خلائون پیرچچا کی بیٹیوں کو اور اسی ترتیب سے ان سب کی اولاد کو یعنی پہلے
 پیمپوں کی اولاد پیراموون کی پیر خلائون پیرچچا زاد بہنوں کی اولاد کو اگر ان میں
 سے بھی کوئی نہ تو والی مولی الموالاة ہے یعنی جس کے ہاتھ پر نابالغ لڑکے
 کا باپ اسلام لایا اور وہ اس کے باپ کا وارث ہو گیا پس مولی الموالاة
 کو اس کے نکاح کرنے کی ولایت پہنچتی ہے اگر یہ بھی نہ تو ولایت حاکم کو
 ہے پیر اس شخص کو ہے جسکو حاکم نے قاضی بنا کے نابالغوں کے نکاح کی
 کی اجازت دی ہو پیر قاضی کے نائبوں کو اور ان میں سے ایک ولی کا ہونا کافی
 ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح میں یہ شرط ہے کہ ولی آزاد عاقل بالغ مسلمان
 ہو اس لئے کہ غلام اور دیوانہ اور بچہ اور کافر کو ولایت نہیں ہے اسی طرح مسلمان
 کو کافر پر ولایت نہیں مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لڑکی پر یا مسلمان بادشاہ
 خواہ اس کے نائب کو سبب عام کی وجہ سے کافر پر ولایت ہو سکتی ہے
 اور وصی کو مطلقاً ولایت نہیں ہے ہاں اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم تو یہ
 بصورت نہوئے کسی قریب کے ولی ہو سکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب

۱۵ جیسے بادشاہت اور حکومت ۱۲ -

خفنیہ کے ہے علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ نکاح عورت کا بدون ولی کے باطل ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں ہے نکاح بغیر ولی کے اور جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّهَا امْرَأَةٌ تَلَحُّثُ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ مِمَّا اسْتَحْلَ مِنْ فَرْجِهَا فَإِنْ اسْتَحْمَرُوا فَالْشُّلْطَانُ وَلِيٌّ مِّنْ لَّادِيٍّ لَهُ یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو عورت بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح کرے پس نکاح اوس کا باطل ہے پس نکاح اوس کا باطل ہے پس نکاح اوس کا باطل ہے پہر اگر اوس عورت سے خاوند ملا تو اوس کے لئے مہر ہے اس سبب سے کہ فائدہ اوٹھایا اوس سے پہر اگر ولی آپسین جبکڑین تو بادشاہ اوس کا ولی ہے جس کے واسطے کوئی ولی نہیں سوا اس کے اور بہت حدیثیں ہیں جن سے نہ صحیح ہونا عورت کے نکاح کا بدون ولی کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہیں کہ اسی باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور

ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن۔ سے روایت ہے پہرہ اور نہون نے
تیس صحابی بیان کئے یعنی اس باب میں تیس صحابی سے روایت ہے پس
ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا ضرور ہے اور نکاح باندہنے
والا سوائے اوسکے اور کوئی نہوا اور جو عورت اپنا نکاح بغیر اذن ولی کے
کرے اوس کا نکاح باطل ہے۔

فصل مہر کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مہر واجب ہے اس لئے کہ قرآن شریف میں وارد ہے
وَالْوَالِدَتَا صَدَقَتَيْنِ مَحَلَّةٍ لِّبَعْثِكُمَا بِنَاصِيَّتِهِمَا
اور فرمایا فَلَا تَأْخُذُوا بِمَا عَلَيْهِنَّ شَيْئًا لَّيْسَ لَكُمْ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ
شَيْءٌ وَكَانَ مَقْرَرًا عَلَى الْوَالِدَتَيْنِ وَكَانَ مَقْرَرًا عَلَى الْوَالِدَتَيْنِ
یعنی اور کیونکہ اوس کو لے سکو اور پہنچ چکے ایک دو سے تک اور بچکین
تم سے عہد گاڑ رہا یعنی جب مرد عورت تک پہنچا تو اس کا تمام مہر لازم ہوا
اب بغیر اوسکے چوڑے نہیں چھوڑتا اور عہد گاڑ رہا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت
مرد کے قبضے میں آئی ورنہ اوس کا مال نہیں اور فرمایا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوا
هُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجْرَهُنَّ لَعَلَّكُمْ تَزِنُوا
جب اونکو دو اونسکے مہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح
بدون مہر کے جائز نہیں رکھا اور مہر ہی سے نکاح اور زمان میں تمیز ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَنْ تَلْبَقُوا بِاَمْوَالِكُمْ مَّحْضِينَ غَيْرِ
مُسَاخَرِينَ یعنی یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ
نفس پرستی کو یعنی زبان سے ایجاب و قبول در میان میں آوے اور مال دنیا
قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا
ثابت ہے اور مہر کی دو قسمیں ہیں ایک معقول امین بعض علما کے نزدیک
خلوت سے پہلے کچھ دینا ضرور ہے۔ لیکن مختار یہ ہے کہ خلوت سے پہلے
عورت کو اس کے مہر میں سے کچھ دینا مستحب ہے واجب نہیں اس لئے کہ
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
قَالَتْ اَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُدْخِلَ امْرَأَةً عَلَى
رَتَوْجِهَا قَبْلَ اَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا یعنی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا نے کہ حکم دیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل کروں
میں ایک عورت کو اس کے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اس کو کچھ دیوے
اور اس مہر معجل میں یہ بھی شرط ہے کہ جب عورت یا اس کے درشتہ زرمہر طلب
کریں تو فوراً اس کو دینا چاہیے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے اور حاکم بھی
ایسے مہر کی ادائیگی میں مہلت نہیں دلا سکتا دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب
کے وقت اس کی ادائیگی میں مہلت ہو سکتی ہے اور حاکم بھی اس کی ادائیگی قسطوں
کے ساتھ کرا سکتا ہے اور اس کو مہر معجل کہتے ہیں مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی

حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہیں فرمائی کہ اوس سے گھٹانا بڑھانا
 منع ہو اس لئے کہ قلت کے بارے میں ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے
 روایت کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطِيَ فِي صَدَقَةٍ
 اِمْرًا لَهُ مِنْ كَفْيَةٍ سَوِيْفًا اَوْ ثَمْرًا فَقَدْ اسْتَحْلَ یعنی بیشک نبی صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دیا اپنی بی بی کے مہر میں دو لون یا تہہ بہر کر
 ستویا کچھ روپے تحقیق حلال کر لیا اوسے اوس عورت کو یعنی اپنے اوپر اور احمد
 اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 اِنَّ امْرَاةً مِنْ بَنِي فِزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلَى لَعْلَيْنِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَرْضَيْتِ عَنْ نَفْسِكَ وَمَالِكَ بِنَعْلَيْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاجَاوَزَهُ
 یعنی بنی فزارہ کے قبیلے میں سے ایک عورت نے دو جوتیوں پر نکاح کیا پس
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان و مال سے بعض
 دو جوتیوں کے راضی ہو گئی اوس نے کہا ہاں تو جائز رکھا آپ نے اوس کا نکاح
 اسی طرح اور حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہیں
 اور کثرت مہر کی بھی کوئی حد شرع شریف سے ثابت نہیں ہوتی اسی لئے
 اللہ تعالیٰ نے وَارْتَبِعْتُمْ اِحْدَاهُنَّ فَنَطَاقًا ارشاد فرمایا ہے یعنی اور دیکھو
 ایک کو ڈھیر مال لیکن بہت بہاری مہر باندھنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے
 اوسط میں اور بہیقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کیا ہے اِنَّ دَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ
 بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُثُوْنَۃٌ یعنی بہت بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم ہو محنت میں
 یعنی مہر اور خرچ کم ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم مہر باندہنا موجب
 برکت کا ہے گویا کم ہونے کے مہر کی صیرج مانعت نہیں آئی مگر بہتر
 اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق مہر باندہ ہے اور جہاں تک ہو سکے
 کم کرے اور اسکی ادائیگی کی نیت رکھے کیونکہ اگر نکاح کے وقت ادا کرنے
 کی نیت نہ ہوگی تو نکاح ہی نہ ہوگا ابن ماجہ نے ابی عیضا وسلمی سے روایت کیا کہ
 قَالَ عُمَرُوْہُ اِنْخَطَابِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا نَعَالُوْ اَصْدَاقِ النَّسَآءِ فَاِنْ خَالَوْ کَانَتْ
 مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ لَقَوْیَ عِنْدَ اللّٰہِ کَانَ اَوْ لَا کُمْ وَاَحَقُّکُمْ بِہَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَمَا اَصْدَاقِ اِمْرَاۃٍ مِّنْ نِّسَاۃٍ وَلَا اُصْدِرَتْ اِمْرَاۃٌ
 مِّنْ بَنَاتِہِ الْکُثُمَیْنِ اِثْنَتَیْ عَشْرَۃً اَوْ قَبْلَہٗ۔ یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتوں کا مہر اس لئے کہ یہ زیادہ مہر باندہنا
 اگر دنیا میں عورت یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تھے اس کے ساتھ
 آپ نے اپنی بیبیوں میں سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا
 اور نہ آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کا اس سے زیادہ مہر باندھا گیا سوائے
 اس کے مہر کی کسی میں ایک یہ فائدہ ہے کہ جب مہر کم ہوگا تو جو شخص ارادہ نکاح

کا کر لیا کرنے کا اور پھر شکل تنو کا اور نوک بہت نکاح کرینگے اور فقرا کو بھی نکاح
 پر قدرت ہوگی اور کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے ظہور میں
 آوے گی بخلاف اس کے کہ جب مہر بہت ہوگا تو سوا مال والوں کے اور
 کوئی نکاح پر قادر نہ ہوگا اور محتاج لوگ جو بہت ہیں بے نکاح رہیں گے پھر وہ
 مکاثرت جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل
 نہوگی اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر خلوت کے فوراً ہی طلاق دیا وے
 تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اس کا آدھا عورت کو دینا فرض ہے
 اور جس عورت کا مہر کسی سبب سے نکاح کے وقت مقرر نہوا اور نکاح ہو گیا اور
 خلوت بھی کسی وجہ سے نہ ہونے پائی اور خاوند مر گیا تو ایسی صورت میں اس
 عورت کو مہر مثل دلوایا جائیگا یعنی اس عورت کے باپ کی طرف سے جو
 عورتیں رشتہ دار ہیں اور انکے مہر کے موافق مہر دینا لازم ہوگا مثلاً جو مہر اسکی بیویوں
 اور بہنوں اور چچا کی بیٹیوں کا ہوگا وہی اس عورت کو بھی دلا یا جائیگا جیسا کہ
 ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
 ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا لَمْ
 يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَهَا مِثْلُ مَدَاقِ نِسَائِهَا لَا دَكْسَ
 وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ
 قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي بَرْدِ بَيْتٍ وَاشْتِ امْرَأَةً مِنَّا

بِمَثَلِ مَا قَضَيْتَ فَفَرَّجَ بِهِ ابْنُ مَسْعُودٍ ۖ يَعْنِي عَلْقَمَةَ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اوس نے
 ایک عورت سے نکاح کیا اور اوس کے لئے کچھ مہر مقرر نہ کیا اور نہ اوس سے
 خلوت کی بیان تاک کہ وہ مگر کیا پس فرمایا ابن مسعود نے یعنی مہینا بہر کے بعد
 اجہتا و کر کے کہ اوس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اوسکی قوم کی عورتوں
 کے یعنی مہر مثل دینار و لیگانہ کم نہ زیادہ اور اوپر عدت و فوات کی ہے یعنی
 وفات کی عدت پوری کرے اور اوس کے لئے میراث ہے یعنی اوسکو ترکہ
 بھی ملے گا پھر معقل بن سنان اشجعی کٹر ہوئے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے
 ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بروع و اشق کی بیٹی کے حق میں
 کہ ایک عورت تھی ہم میں سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات
 سے خوش ہوئے اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست ہے جیسا کہ اس
 آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ يُنَائِرًا ضَعِيفًا مِنْ
 بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا یعنی گناہ نہیں تمہارے چیز میں کہ تم
 اوس کے ساتھ رضا مند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے
 حکمت والا اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالیٰ مرو کو آسودہ اور
 غنی کر دے اور بی بی اپنے مہر میں زیادہ کرنا چاہے اور خداوند ہی اوپر رضا مند
 ہو تو بشرط دونوں رضا مندی کے مہر میں زیادتی ہو سکتی ہے سوائے اسکے

عنایتاً جتنا مال چاہے دے مثلاً ایک خزانہ بی بی کو بخش دے لیکن اولیٰ و افضل
 ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اوس کا ادا کرنا دشوار نہ ہو اور
 کسی طرح کی ناخوشی دل میں نہ آوے اور بھاری مہر کی کراہت سے بھی محفوظ
 رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر ادا کر کے سبکدوش ہو جاوے اسلئے
 کہ مہر ہی حقوق عباد سے ہے بغیر ادا کرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے
 اوس سے رہائی نہیں ہو سکتی اور اسکی معافی میں عورت ہی کو اختیار ہے
 چاہے معاف کرے یا نہ کرے اوپر کسی کو جبر نہیں پہنچتا اور نہ کوئی اوسکی طرف
 سے عفو کر سکتا ہے اور جب تک مہر ادا نہ تمام ورثہ مرد کے اوسکی میراث سے
 محروم رہتے ہیں ایک جبہ ہی کسی کو نہیں مل سکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد
 جہ مال بچے اوس میں سے ورثہ کو ترک ملے گا اور مہر ایسا طراحت ہے کہ اگر عورت خاوند
 سے یہ کہے کہ جب تک تو میرا مہر نہ دے گا میں تیرے پاس نہ آؤں گی تو وہ
 اس انکار سے گنہگار نہ ہوگی اور اگر عورت مرگئی اور اوس نے مہر معاف نہ کیا تو اوسکے
 ورثہ مہر کے مستحق ہیں اون کو مرد کے مال میں سے بقدر دین مہر کے دلایا جاوے گا
 غرض کہ دین مہر سے بغیر ادا کرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہیں ملتی پس سچا
 کہ اپنی استعداد کے موافق توڑا مہر باندھیں اور جلدی سے ادا کر کے دنیا و آخرت
 کے مواخذے سے نجات پاویں

فصل آداب خلوت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دوہن بیاہ کے گھر میں لاوے تو پہلے اوس کا ماتھا پکڑ کے یہ دعا پڑھے **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ** اور یہ دعا ابو داؤد وغیرہ نے عمر بن شعیب سے روایت کی ہے فائدہ اس دعا کے پڑھنے کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ اسکی برکت سے عورت کی بُرائی کو دور کرتا ہے اور بھلائی کو پسپا کرتا ہے اسی طرح اگر کوئی نوٹھی غلام یا کوئی جانور سواری کا خریدے تو اوسکا یہی ماتھا پکڑ کے یہی دعا پڑھے اور شریعت الاسلام میں لکھا ہے کہ بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ جب دوہن کو گھر میں لاوے تو سنت یہ ہے کہ اوس کے دونوں پاؤں دھو کر اس بانی کو گھر کے کونوں میں چھڑک دے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اوسکے گھر میں برکت دے گا اور خاوند کو چاہیے کہ خلوت سے پہلے ہمیشہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تاکہ اس کی برکت سے شیطان دور رہے اور اولاد نیک نجات پیدا ہو **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا نَزَّلْنَا** یعنی اللہ کو نام سے شروع کرتا ہوں اسے اللہ دور کر

لے اے اللہ بیشک میں سوال کرتا ہوں تجھے اوس عورت کی خیر کا اور اوس چیز کی خیر کا جس پر تو نے اسکو پیدا کیا اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے اوسکی بُرائی سے اور بُرائی اوس چیز سے جس پر تو نے اسکو پیدا کیا ۱۲

۱۳ مگر حدیث مرفوع صحیح صریح سے یہ بات ثابت نہیں ہے ۱۴۔

ہم کو شیطان سے اور دوزخ کہہ شیطان کو اس سے جو تو ہم کو دے اس دعا کو ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

باب پانزدہم

فصل عورتوں کے دوسرے نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز روزے حج زکوٰۃ وغیرہ کے احکام قرآن شریف میں سب مسلمانوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں اسی طرح بوجہ عورتوں اور طلاق والیوں کے نکاح کر دینے کا حکم بھی اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے چودہویں رکوع میں ارشاد ہوا ہے
وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ تُبَكِّحْنَّ أَوْ أْتَحْنَنَّ إِذَا تَرَأَوْهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ذَلِكَ لِيُعْطِيَهُمَنْ كَانَتْ مِنْكُمْ أُولُو مِرَّةٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ لَكُمْ أَدْنَىٰ لَكُمْ وَأَظْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پہر پہنچ چکیں وہ اپنی عدت تک تو اب نہ روکو اون کو کہ نکاح کر لیں وہ اپنے خاوندوں سے جب راضی ہو جاویں آپس میں موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم میں یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اسی میں سنوار زیادہ ہے تم کو اور مستترائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کو طلاق ہو جاوے تو اوسکو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت

شارع نے طلاق والی کے لئے معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کرنا اختیار ہے
 کسی وارث کو اسکا منع کرنا نہیں پہنچتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اولیا
 کو صاف یہ حکم دیا ہے کہ جو عورت نکاح ثانی کرنا چاہے اسکو نہ روکو بلکہ اونکو
 رغبت دلائی ہے کہ نکاح ثانی کر دینے میں تمہارے لئے بہت سنوار اور
 نہایت ستھرائی ہے اور ایک طرح کی تفسیہ بھی فرمائی یعنی اپن ارشاد کیا کہ یہ
 حکم اس کے لئے ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے اس سے
 معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اوپر عمل نہ کرے بلکہ اس کو تنگ و
 عار سمجھے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہیں اور اسی رکوع میں نکاح ثانی
 کے باب میں یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے **وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِثْلَ مَا يَدْعُونَ**
اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُدٍ عَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ
 یعنی اور جو لوگ مرد جاوین تم میں سے اور چوڑ جاوین عورتیں وہ انتظار دیوین
 اپنی جانوں کو چار مہینے دس دن کا ہر جب پہنچ چکیں وہ اپنی عدت کو تو
 تم پر گناہ نہیں جو وہ اپنے حق میں کریں موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے
 کام کی خبر ہے پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت
 کو اس کی عدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے
 اس کے ورثہ میں سے میکے کے ہون یا سسرال کے کسی کو مانعت نکاح

کی منہ پہنچتی اور اٹھارویں پارے سورہ نور کے چوتھے رکوع میں صراحت
 سے ارشاد فرمایا ہے وَاتَّقُوا الْاَيْتُمَ مِنَ الْمَرْءِ الَّذِي يَتَرْتَمِكُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَدْرِيْنَ اَمَ يَنْفَعُكُمْ اَمْ يَضُرُّكُمْ اِنْ يَبْعَثْ فَاُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ اَلْعَذَابُ الَّذِي يَكْتُبُ لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ
 اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہوں گی اللہ
 اونکو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا پس اس
 آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کے والیوں کو صاف یہ حکم فرمایا کہ اونکا
 دوسرا نکاح کر دو اور اسی سے نکاح ثانی کی بہت بڑی تاکید بھی جاتی ہے
 اس لئے کہ اول تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں صیغہ امر کا جو جو
 پر دلالت کرتا ہے ارشاد فرمایا اور دوسرے یہ بھی فرمایا کہ جو مفلس ہوں گے اللہ
 اونکو غنی کر دے گا یعنی نکاح ثانی یا ساعدہ فعل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت
 سے محتاجی دور کر دے گا تیسرے من فضله کے لفظ سے یہ ثابت ہوا کہ
 بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کرنے سے پروردگار کی عنایت خاص متوجہ
 ہوتی ہے اور اس آیت سے بھی جو سورہ تحریم کے پہلے رکوع میں ہے
 فَضْلِيتُ نِكَاحِ ثَانِي کی ثابت ہوتی ہے عَسَىٰ رَبُّهُ اِنْ طَلَقْتُ اَنْ يَّبْدِلَ لَكَ
 اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّمَّنْ طَلَقْتَ مَوْصِيَّتِي فَلَنْتِي فَلَيْتِي عِبْدَاتِ سَلَامَتِ
 مَكَلِّبَتِ وَ اَيْكَا سَرَّ اَيْنِ اِذَا اِنْجَبِي جَوَّزْ دے تم سب کو اس کا رب بدلے میں
 دے او سکے عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیاں نازیں کھڑی رہتیاں

توبہ کرتیان بندگی بجا لاتیان روزہ دار بیاہیان اور کنواریان یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی بی بیوں میں کسی بات پر کچھ گفتگو ہوئی تھی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بی بیوں سے رنجیدہ ہوئے تو اللہ پاک نے آپکی بی بیوں کی چشم نمائی
کیلئے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے رسول کی اچھی طرح اطاعت نہ کرو گی تو وہ تمہارا
بدترین اور سکو تہرے ہنسیر بیان عنایت کر لگا جنہیں وہ صفتیں ہونگی جو بیان ہوئیں اور انکی
صفتوں میں یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ وہ بیاہیان ہوں اور ظاہر ہے کہ
بیاہیان نہیں ہو سکتیں جب تک اسکا اون کا دوسرا نکاح حلال نہ ہو پس اس آیت
سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتیں
اللہ کے نزدیک اچھی ہیں مثل کنواری کے بیوہ میں بھی پائی جاتی ہیں اور عورت
و شان میں اللہ پاک کے نزدیک کنواریاں اور بیاہیان دونوں برابر ہیں بلکہ
اس آیت شریف سے بیاہیوں کی فضیلت کنواریوں پر زیادہ ثابت ہوتی
ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے کنواریوں سے پہلے بیاہیوں کا ذکر فرمایا
یا جو دیکھ کنواریوں کا درجہ بیاہیوں سے پہلے ہے علامہ اس کے بیاہیان
کنواریوں سے خوب بتر بہ کار اور زیادہ عقل والیاں ہوتی ہیں اور اکثر حاملہ بھی
جلد ہو جاتی ہیں جب ان آیتوں سے بیوہ کے دوسرے نکاح کرنے کا حکم او
اوسکی فضیلت ثابت ہوئی تو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی رائیوں کو نکاح
ثانی کی ترغیب دیا کریں اور ہمیشہ اوس کے کرنے کی خوبیاں اور نہ کرنے کی

برائیکیان جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہیں ان کے سامنے
بیان کیا کریں تاکہ وہ اسکو عیب نہ سمجھیں اور برا نہ جانیں اور جب کفو ملے
تو بلا تا مل نکاح ثانی کر دیں جیسا کہ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ لَا يَزُولُ
خَرْنُ الصَّلَاةِ إِذَا اتَتْ وَ الْجَنَادُ إِذَا احْضَرْتُ وَالْإِيْلَةُ إِذَا وَجَدْتُ
تَحَاكَّفُوا يَعْنِي بِشَيْكْسِ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنِي فَرِيَا تَيْنِ حِيْرِيْنَ نَهْ دِيرِ
کیجا وین ناز جب کہ آچھاوے یعنی وقت اسکا اور جنازہ جب حاضر
ہو جاوے اور رائے جب کہ پاوے تو اوس کے لئے کفو اور اسی مضمون
کی اور بھی کئی آیتیں اور حدیثیں ہیں اختصار کے لئے اسی قدر پر کفایت
کی گئی اس واسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے اور اس باب میں
تو متعدد آیتیں اور بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں پر اپنی ہواے
نفسانی اور جہالت و نادانی کے پیرو ہو کے قرآن مجید اور حدیث شریف
کے حکموں سے موئہ موڑنا اور بت پرستوں کی رسم کے موافق بیوہ اور
طلاق والیوں کو نکاح سے روکنا اور اس بات کو اچھا سمجھنا اور جس عورت
نے موافق حکم خدا و رسول کے دوسرا خاوند کر لیا ہو اسکو ذلیل و خواجہانا
صرح قرآن شریف کی آیتوں کا جھٹلانا اور سنت نبوی سے موئہ پیرنا ہے
اور کلام الہی کے ایک حرف کا بھی جھٹلانا اور اوس سے انکار کرنا بالاتفاق

اکفر ہے پس نادان اور جاہل مسلمانوں کو لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیوں کو نکاح ثانی سے نہ روکیں دیکھو سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور سب بیبیان خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک میں دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تھیں چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں اور سب بیبیوں میں افضل ہیں دو نکاح کے بعد آپ کے نکاح سے مشرف ہوئیں اسی طرح حضرت حفصہ اور حضرت زینب حضرت میمونہ اور حضرت سلمہ حضرت سودا اور حضرت جویریہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سب دو دو تین تین نکاح کے بعد آپ کے نکاح میں آئی تھیں علاوہ اس کے سوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور صاحبزادیوں کا خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے نکاح کر دیا تھا اور آم کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے ہیں پھر ان بیبیوں سے زیادہ کون شریف اور صاحب عروت و عظمت ہے جو اپنی پارسائی اور عزت کی وجہ سے نکاح ثانی کو برا سمجھے اور دوسرے نکاح کرنے والی کو بچیا اور ذلیل و خوار جانے پس ایمان والوں کو لازم ہے کہ اپنی جمالت و نادانی کو چھوڑ کے قرآن شریف کے حکموں اور سنت نبوی کے مطیع ہوں جملہ اہل کتاب کے نزدیک بھی نکاح ثانی درست ہے بلکہ کسی دین اور کسی ولایت میں سوائے ہندوستان کے اس امر کو معیوب بھی نہیں جانتے اور

جو اسکو بُرا جانتے ہیں وہ لوگ ویسا ہی پہل پاتے ہیں اس واسطے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو بے نکاح گھر میں بٹھا کر طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں اور انواع و اقسام کی بے غیرتیوں اور بے شرمیوں اور رسوائی اور ذلتوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور وہ بیچارے ہی اپنا پتہ مار کے ورثہ کی جان پر صبر کر کے چپ بیٹھی رہتی ہیں اور ہر طرح کی مصیبت اور اٹھاتی ہیں یا شیطان کے اغواء سے بدراہ ہو کر خود ذلتیں اٹھاتی ہیں اور ان باپ اور کنبے کی تحقیر و تذلیل کا باعث ہوتی ہیں۔ اور ایک قوی دلیل اس امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا جلد نکاح کر دینا بہتر ہے اس کو بٹھانا نہ رکھنا چاہیے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے سال بہر عدت بیوہ کی معین فرمائی تھی جیسا کہ دوسرے پارے کے پندرہویں رکوع کی اس آیت سے ظاہر ہے **وَالَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَ مِنْكُمْ وَكَدُّوا أَدْوًا جَاءَ وَصِيَّتُهُ لَوْلَا دَرَاهِمُهُمْ مُتَنَاعًا إِلَى الْحَوْْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ**۔ یعنی اور جو لوگ کہ مرد جاوین تم میں سے اور جو بڑ جاوین عورتیں وصیت کر دیں اپنی عورتوں کے لئے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکال دینا بہر اسی پارے کے چودہویں رکوع میں اس بڑی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن مقرر فرمائے لہذا سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کو لازم ہے کہ جن مصلحتوں سے کٹواری لڑکیوں کا جلد نکاح کر دیتے ہیں انہیں مصلح سے عدت کے بعد اپنی رضائے اور خوشی سے بیوہ اور طلاق والیوں کا بھی جلد نکاح ثانی کر دیا کریں اسلئے کہ

یہ سب مصالحتیں جیسے اولاد ہونا اور لڑکی کے نان نفقے اور دکھ بیماری اور اوس کے نیک و بد سے مان باپ کا بیفکر ہو جانا جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح بیوہ اور طلاق والیوں کے واسطے بھی ہیں پس وارثوں کو چاہیے کہ اون کا نکاح ثانی بہت جلد کر دیا کریں تاکہ قطع نسل نہ ہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ بھی دنیا کی مصیبتوں اور آخرت کے مواخذے سے نجات پاویں۔

فصل ولیمے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ولیمہ اوس کمانے کو کہتے ہیں کہ نکاح کے بعد مرد کی طرف سے کہلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعاً جائز ہے اکثر علما کے نزدیک مسنون ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضوں نے اسکو واجب کہا ہے اور وقت اسکا بعد عقد کے اور بعضوں نے بعد خلوت کے لکھا ہے اپنے مقدمہ کے موافق کرے اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیسا کہ بخاری مسلم کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَدْنٍ لَنَا أَوْ مَرْنٍ دَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْ لِمَوْلَاكِ وَكِفَاةً

یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر نشان زد کیا یعنی اونکو بدن یا کپڑے پر زعفران لگی

ہوئی تھی پس فرمایا یہ کیا ہے عبدالرحمن نے کہا تحقیق میں نے نکاح کیا ایک
 عورت سے گٹھلی بہر سو نے پر آپ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے ولیمہ کر یعنی
 کھانا پکا کر لوگوں کو کھلا اگرچہ ایک ہی بکری کا ہوا اور جو اتنا بھی نہ ہو سکے تو جس قدر
 میسر ہو اسی پر کفایت کرنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث بخاری میں وارد ہوا ہے
 عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلَ مَا نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى لُغْصٍ لِسَائِمٍ مِمَّنْ دِينٍ مِنْ شَعِيرٍ ذَوَاهُ الْخُجَارِيُّ يَعْنِي
 صفیہ رضی اللہ عنہا شبیبہ کی بیٹی سے روایت ہے اونہوں نے کہا ولیمہ کیا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لعفن بیبیوں کا دو مد جو پراس سے
 معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہ ہو تو توڑا ہی کھانا پکا کر کھلاوے زیادہ کی کچھ ضرورت
 نہیں مگر ولیمہ کی سنت کو ضرور ادا کرے چوڑے نہیں اور جو مقدور نہ رہتا
 تو جتنا چاہے کھانا کھلاوے زیادہ کی کچھ مانعت نہیں ہے لیکن اسراف
 نہ کرے اور اپنی ناموری کے واسطے قرضدار نہ ہو جاوے ولیمے کی دعوت
 قبول کرنا واجب ہے اور دعوتین جن کا کرنا شرعاً درست ہے انکا قبول کرنا سنت
 ہے جہاں تک ہو سکے اس دعوت کو رد نہ کرے بلکہ جب کوئی اس دعوت
 میں بلاوے تو ضرور ہی جاوے ہاں اگر کوئی بات اس جگہ خلاف شرع ہو
 جیسے ناجائز کھانا بجانا سہرہ وغیرہ تو پھر وہاں جانا جائز نہیں اور نکاح میں پہلے دن

۱۵ یعنی بقدر گٹھلی کجور کے سونے کا مہر باندھا ۱۲ شاید یہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا تین ۱۲۔

کہنا کہانا اور قبول کرنا اوسکا واجب ہے یا سنت موکرہ ہے بحسب اختلاف
 علما کے اور دوسرے دن کا کہانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دن کا اس لئے
 ہوتا ہے کہ لوگ تعریف کریں جیسا کہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ أَوَّلِ
 يَوْمٍ حَتَّى طَعَامُ لَيْلٍ مَرَّتَيْنِ سُنَّةٌ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّلَاثِ سَمْعَةٌ وَمَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہانا پہلے دن کا حق ہے اور
 کہانا دوسرے دن کا سنت ہے اور کہانا تیسرے دن کا سنا ہے اور جو کوئی سنا
 سنا ویکا اللہ اوسکو یعنی میدان حشر میں اوسکو رسوا اور فضیحت کرے گا کہ اسنے سنا
 دیکھنے کے لئے کیا تھا اور طریقہ دعوت میں جانے کا یہ ہے کہ جو شخص پہلے بلا
 اوس کے ہاں پہلے جاوے پہر جس کا گھر زیادہ قریب ہو اوس کے ہاں جاوے
 فصل میان بی بی کے حقوق اور آپس میں اچھا برتاؤ کرنے کے بیانیہ
 ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ امور شرعیہ میں اپنے خاوندوں کی نہایت اطاعت
 کریں اور اون کو خوب راضی رکھیں جہاں تک ہو سکے انکی ناخوشی اور خلاف
 مرضی باتوں سے بچیں اس لئے کہ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کے بعد عورت
 کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب میں اگرچہ بہت حدیثیں وارد
 ہوئی ہیں مگر توڑی سی اس جگہ لکھی جاتی ہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الدُّنْيَا لَعْنَةً حَتَّى تَصْبِحَ مَتَّقَةً عَلَيْهِ
 وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا قَالِ وَالَّذِي أَنشَأَ بَيْنَهُمَا مَنَاحِيْرَ رَجُلٍ يَدْعُو الْمَرْأَةَ إِلَى
 فِرَاشِهِ فَتَأْبِي عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهِمَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهُمَا

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچپن کی طرف
 بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سور ہے تو
 صبح تک فرشتے اوس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں روایت کیا اس
 حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور انہیں دو کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے
 کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے
 ہاتھ میں میری جان ہے نہیں ہے کوئی آدمی کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچپن
 کی طرف پر وہ انکار کرے اور سپر مگر خفا ہوتا ہے اوس عورت پر وہ جو آسمان میں
 ہے یہاں تک کہ راضی ہو خاوند اوس کا اوس سے دَعْنُ اَنْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَ
 صَامَتْ شَهْرَهَا وَاحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاطَاعَتْ بِلَهْمَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ
 أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ فِي الْحَلِيَّةِ يَعْنِي النَّسَائِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت
 ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت
 عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے یعنی اوقات طہارت میں اور روزے

رکے ماہ رمضان کے یعنی ادا و قضا اور اپنی شہر نگاہ کو نگاہ رکھے یعنی
 حرام سے اور اپنی خاوند کی فرمانبرداری کرے یعنی جس چیز میں اوسکی فرمانبرداری
 چاہتے ہیں چاہیے کہ داخل ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے
 روایت کیا اسکو ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أَنْ تَسْجُدَ
 لِأَحَدٍ إِلَّا مَوْتُ الْمَرْأَةِ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَدَاةِ التَّيْمِذِيِّ
 یعنی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 اگر میں کسی کو حکم کرتا سواے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنے کا تو ہمیشہ عورت کو
 حکم کرنا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے دَعْنُ أُمِّ سَلَمَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا امْرَأَةُ
 مَا قَتِ دَرْجَتُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتْ الْجَنَّةَ وَدَاةِ التَّيْمِذِيِّ یعنی حضرت ام سلمہ
 رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 جو عورت کہ مرے اس حال میں کہ اوس کا خاوند اوس سے راضی ہو داخل ہوگی وہ
 جنت میں روایت کیا اسکو ترمذی نے یعنی جو خاوند کہ عالم ستی ہو اوسکی ضمانت
 کا یہ ثواب ہے نہ فاسق جاہل کی رضا مندی کا دَعْنُ طَلْحِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا الرَّجُلُ دَعَا وَجَّتَهُ بِحَاجَتِهِ
 فَلَسَّ أَتَمَّ وَأَرَاتُ كَانَتْ عَلَى التَّوْبَةِ وَدَاةِ التَّيْمِذِيِّ یعنی طلح بن علی

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت بلاوے کوئی شخص اپنی بی بی کو اپنی حاجت روائی کے لئے تو چاہیے کہ اس کے پاس آوے اگرچہ تنور پہ ہو یعنی اگرچہ ضروری کام میں مشغول ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِي امْرَأَةً ذَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَأَنَّكَ ذَوْجَتُهَا مِنَ الْحُورِ الْعِينِ فَإِنَّهَا هُوَ عِنْدَكَ دَخِيلٌ لِي شَيْكٌ أَنْ يُفَارِقَكَ النَّارَ وَأَهْلُ التِّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثِ غَرِيبٍ

یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہین ایذا دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں مگر کہتی ہے اوس کی بی بی حور عین میں کی نہ ایذا دے تو اسکو اللہ تجھے قتل کرے یعنی اپنی رحمت جنت سے تجھے دور کرے تو وہ تیرے پاس مہمان ہے قریب ہے کہ وہ تجھے جدا ہو کے ہمارے پاس آئے گا یعنی بہشت میں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کما ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے پس ان سب حدیثوں سے یہ ثابت ہو کہ خاوندوں کے حق بیبیوں پر بہت ہیں اور اونکی رضا مندی اللہ و رسول کی خوشنودی کا باعث ہے اور اونکو ناراض رکھنا اور اونکی اطاعت نہ کرنا جنت کو مفت ہاتھ سے دینا اور خدا و رسول کی

خنکی میں گرفتار ہونا ہے اور جس طرح خاوندوں کے حق عورتوں پر ہیں اسی طرح
 عورتوں کے حق بھی خاوندوں پر ہیں اس باب میں بھی بہت حدیثیں آئی
 ہیں چند حدیثیں بیان لکھی جاتی ہیں عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ
 قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ زَوْجَةٍ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تَطْعِمَهَا
 إِذَا طَعِمَتْ وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتِ وَلَا تَضْرِبَ الْوُجْهَ وَلَا تُفْجِعَ وَلَا تُجْجِرَ وَلَا
 فِي الْبَيْتِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَابْنُ مَسَاجِدَ يَعْنِي حَكِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
 قُشَيْرِي اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اونہوں نے کہا کہ عرض کیا میں
 یا رسول اللہ کیا حق ہے ہم میں سے ایک شخص کی بی بی کا اور سپر آپ نے فرمایا ہے
 کہ کھلاوے تو اسکو جب کہ تو کھاوے اور پہناوے اسکو جب کہ تو پہنے اور
 نہ مارا اس کے مونہ پر یعنی جب بدکاری اس سے ظاہر ہو یا فرائض کو چھوڑو
 تو اس کے مونہ پر نہ مارے اور کسی جگہ مارے تو مضائقہ نہیں اسلئے کہ مونہ
 پر مارنا ممنوع ہے اور نہ کہہ کہ برا کرے تب تکو اللہ یعنی اس کے فعل کو برائی
 کی طرف نسبت نہ کر یا اس کو گالی نہ دے اور جدا نہ ہو اس سے مگر گھر میں یعنی
 اگر عورت سے جدا رہتے ہیں کوئی مصالحت ہو تو اس کے بچوں سے
 جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اور کسی گھر میں چلا جاوے روایت کیا اسکو احمد اور
 ابوداؤد اور ابن ماجہ نے وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَأَظْفَرَهُمْ

بِأَهْلِهِ رَوْاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کامل تر مومنوں کا ایمان میں وہ
 ہے کہ جس کا خلق سب سے اچھا ہوا اور اپنی بی بی کے ساتھ بہت نرمی کرتا ہو
 یعنی اپنے اہل و عیال پر بہت مہربان ہو اور ایت کیا اسکو ترمذی نے پس ان
 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ وہ تو کو چاہیے جیسا کہ آپ کمائیں بیٹیں بہنیں بیابہی
 اپنی بیبیوں کو بھی کمائیں پلائیں پٹنائیں اور مار پیٹ بغیر امر شرعی کے نہ کیا کریں
 بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک
 سے زندگی بسر کریں بد مذہبی اور سختی نہ کیا کریں جیسا کہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ
 نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ
 یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہتر تم میں کا بہتر تمہارا
 ہے اپنے اہل کے لئے اور میں تم سب سے بہتر ہوں اپنے اہل کے لئے پس
 اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالیٰ اور خلق کے نزدیک وہ شخص
 ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہلائی اور سلوک کرتا رہے پس انسان کو لازم ہے
 کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھ پیارا اور محبت کا برتاؤ رکھے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں
 جھگڑاٹ مرضی اوس سے ظہور میں آوین نہ اور بجا کرے بلکہ اکثر طرح دیتا رہے
 کیونکہ اکثر عورتوں کے مزاج میں غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے مرد بھی اگر

اون کے ساتھ بدرمراجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو اونکی خلقت میں ہے۔
 بہت جلد بڑائی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور اونکے دل میں کینہ اور دشمنی
 بیٹھ جاتی ہے اسی سبب سے باہم اتفاق نہیں رہتا پرمفت میں گھر کی
 تباہی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت
 ہوتا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضَلِجٍ وَإِنْ
 أَعْوَجَ شَيْءٌ فِي الضِّلَاجِ أَعْلَاةٌ فَإِنْ ذَهَبَتْ لُقِمَتُهُ كَسَرَتْهُ وَإِنْ تَوَكَّهَ كَمْ يَنْزِلُ أَعْوَجَ
 فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ يَعْنِي الْوَهْرِيَّةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہا اوہنوں
 نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے کہ قبول کرو عورتوں کے حق میں
 وصیت ہبلئی کی اس لئے کہ بیشاک عورتیں پیدا کی گئی ہیں پسلی سے کہ وہ
 ٹیڑھی ہے اور مقرر بہت ٹیڑھی چیز پسلی میں اوپر کی جانب ہے پس اگر چاہے
 تو کہ او سکوسید ہا کرے تو توڑ دیگا او سکو اور اگر چوڑ دے او سکوا اپنے حال
 پر تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس قبول کرو وصیت کو عورتوں کے حق میں ف
 عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں یعنی حضرت حوا کہ سب عورتوں سے پہلے اور
 سب کی اصل ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کے اوپر کی جانب سے
 پیدا ہوئی ہیں اور وہ بہت ٹیڑھی ہوتی ہے اور پسلی کا حالی یہ ہے کہ اگر او سکو
 سید ہا کرنا چاہیں تو ٹوٹ جاویگی اور جو او سکوا اپنی حالت پر رہنے دیں تو ہمیشہ

ٹیڑھی رہے گی اسی طرح عورتوں کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت میں بد اعمال
 اور کج اخلاق واقع ہوئی ہیں مرد اگر چاہیں کہ اچھی طرح اونکو سیدھا کریں اور
 ہر بات میں انہی طبیعت کے موافق کر لیں تو یہ ممکن نہیں اسلئے کہ اونکی دینی
 میں اگر زیادہ درشتی کیجاوے تو طلاق کی نوبت پہنچے گی پس بہتر یہ ہے کہ
 جب تک کوئی ایسا امر اودھنے سے مرزدنہو کہ اوسکی وجہ سے کسی گناہ میں گرفتار
 ہونے کا خوف ہو تب تک اونکی کجی سے درگزر کرتے رہیں اور دنیا کے
 کاموں میں بہت غصہ وغیرہ اونپر نہ کیا کریں بلکہ اکثر اونکے ساتھ خوش خلقی
 اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آویں اور ہر امر میں کج خلقی اور ترش روئی اور بد مزاجی
 نہ کیا کریں دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے
 ساتھ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر اونکی باتوں کی برداشت کرتے
 تھے اس باب میں بہت سی حدیثیں صحاح کی کتابوں میں وارد ہیں ایک
 اون میں سے یہ ہے عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ
 نِسَائِهِمْ فَأَدْلَسَتْ أَحَدَى الْأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصَحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ
 إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
 الصَّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَاقَ الصَّحْفَةِ
 ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ لِعَادَتِ أُمُّكُمْ
 ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى آتَى بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ النَّبِيِّ هُوَ فِي بَيْتِهَا فَدَفَعَ

الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كُتِبَتْ صَحَّفَهَا وَأَمْسَكَ الْمَكُورَةَ فِي بَيْتِ
 الَّتِي كُتِبَتْ فِيهِ لِعَيْنِ النَّسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے کہا اونہوں نے
 تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس پس اور کسی بی بی نے
 ایک رکابی میں کمانا بھیجا تو جن بی بی کے گھر میں آپ تشریف رکھتے تھے اونہوں
 نے خادم کے ہاتھ پر مارا تو رکابی اوسکے ہاتھ سے گر کے ٹوٹ گئی نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے اوسکے ٹکڑے جمع کئے پہر اکٹھا کرنے لگے اون ٹکڑوں میں اوس کمانے
 کو جو رکابی میں تھا اور کہنے لگے تمہاری مان نے غیرت کی پہر خادم کو روک رکھا
 یہاں تک کہ لائی گئی رکابی اون بی بی کے پاس سے جن کے گھر میں آپ تھے پہر
 سالم رکابی اون بی بی کے پاس بھیجی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو اون
 بی بی کے گھر میں رہنے دیا جن کے گھر میں وہ ٹوٹی تھی روایت کیا اس حدیث کو بخاری
 نے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیوں کے ساتھ کس طرح حلم
 سے پیش آتے تھے اور کس قدر اونکی باتوں کا تحمل فرماتے تھے اس لئے مسلمانوں
 کو چاہیے کہ اپنی بیبیوں کے ساتھ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کریں اور
 ہنسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کریں تاکہ بیبیان اون سے راضی
 اور خوش رہیں اور حدیث شریف سے بھی اوسکی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ
 ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَتْ فَمَا بَقَعْتُ فُسَبَقْتُ

عَلَى رَجُلِي فَلَمَّا حَلَمْتُ اللَّهُمَّ سَابِقَتُهُ فَسَبَقَنِي قَالَ هَذِهِ تِلْكَ الْمَسْبِقَةُ

یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ بیشک وہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھیں اور انہوں نے کہا
پس دڑی میں آپ کے ساتھ اپنے پاؤں پر پس آگے بڑھ گئی میں آپ سے
پھر جب میں موٹی ہو گئی تو دڑی آپ کے ساتھ پس آپ مجھ سے آگے نکلے
آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑھنا بدلے اوس آگے نکل جانے کے ہے
یعنی کہ پہلے تو مجھے آگے بڑھ گئے تھے پس اس حدیث شریف سے بھی آج حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیوں پر صاف ظاہر
ہے غرض کہ ان حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع نہوں
اور انہیں کسی طرح کی رسوائی اور بدنامی اور گناہ عائد نہ ہوتا ہو ایسی باتوں میں
اور انہیں کی خوشی کو مقدم جانیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنی بیبیوں کو خوش
و خرم اور راحت و آرام کے ساتھ رکھیں اور زندگی بہر زعمی اور خوش خلقی کے
ساتھ برتاؤ کیا کریں تاکہ روز بروز آپس میں محبت و الفت بڑھتی رہے اور کسی طرح
کی رنجش و بے لطفی درمیان میں نہ آوے اور دونوں کی زندگی آرام و چین سے
بسر ہو جاوے اور میان بی بی کے حقوق کا بیان علیحدہ رسالے میں لکھا
گیا ہے اوسکے دیکھنے سے مفصل حال معلوم ہوگا۔

فصل نان نفقے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث میں نہیں آئی ہے فقط قید معروف کی ارشاد فرمائی ہے معروف کے یہ معنی ہیں کہ جو برتاؤ نان نفقے کا اوس کے شہر قوم قبیلے محلے میں مشہور و معمول و دروچ و دستور ہے اوس کے موافق دیوے اوس میں کمی نہ کرے باوجود قدرت کے مقدار معروف میں کوتاہی کرنا منظور نہ ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا بی بی مانگے اتنا ہی اوسکو دے اور نان نفقہ دینے میں اعتبار شوہر کی قدرت و حال کا ہے جب قدر اوسکو مقدور ہوا اوس میں قصور نہ کرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ میں کچھ دخل نہیں ہے مثلاً ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں ایک غریب دوسری مالدار ہے تو اوسکو چاہیے کہ نان نفقے میں دونوں کو برابر کئے ایک کو دوسری پر فضیلت نہ دے ورنہ خلاف عدل ہوگا جس کا شارح نے ارشاد فرمایا ہے اور نان و نفقہ سے صرف روٹی کپڑا دینا مرد نہیں بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بھی مرد پر واجب ہے اس کے سوا اور سب ضروری حاجتوں کا مثل پان زردے وغیرہ کے بھی خیال رکھنا چاہیے اور دوا وغیرہ بھی نفقے میں داخل ہے اور جو مرد نان نفقہ عورت کو نہ دیوے اوسکی اطاعت ہی عورت پر واجب نہیں یعنی اگر وہ اپنے خاوند کی تابعداری نہ کرے تو اسپر کچھ گناہ نہیں اور مصارف نان و نفقے کے تو مرد پر بیان تک ضروری ہیں کہ اگر خاوند بالکل نہ دیوے یا دینے میں

کچھ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال
 سے چپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث متفق علیہ
 ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدًا ابْنَتَ عَتَبَةَ قَالَتْ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَكَأَيْسٌ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي
 إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِي مَا بَكَفَيْكَ وَوَلَدِي بِالْمَعْرُوفِ
 یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ مقرر کیا مہند عتبہ کی
 بیٹی نے اے رسول اللہ کے تحقیق ابوسفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس اور
 لالچی آدمی ہے نہیں دیتا مجھ کو اس قدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور میری
 اولاد کو یعنی جو اس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اوسکا دیا ہوا اور وہ چیز کہ
 لون میں اوس کے مال سے اس حال میں کہ وہ بخانے یعنی اوس سے چپا کر
 سیلون پس فرمایا آپ نے کہ لیلیہ اس قدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری
 اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو اس سے
 معلوم ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اور اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے
 روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے۔ اور نان
 نفقہ نہ دینے کی صورت میں اگر عورت چاہے تو خاوند سے اوسکی تفریق بھی
 ہو سکتی ہے یعنی حاکم بجاہد اسکو جدا کر سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اوسکے خاوند
 پر جب تک واجب ہے کہ وہ اوسکے نکاح میں ہے اور رجعی طلاق والے کا

بھی واجب ہے جب تک وہ عدت میں ہے مان بائنہ کی زمانہ عدت کا
 اوسپر لازم نہیں اور بائن وہ ہے جسکو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے
 دی ہوں پھر عدت میں رجوع نہ کی ہو یا ایک بنیوت یعنی جدائی کی نیت سے
 دی ہو یا جسکو تین طلاق دے ہوں اور رجعی مطلقہ اسے کہتے ہیں جسے ایک
 یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دے ہوں پس جب تک تیسری طلاق
 نہ دے یا عدت کا زمانہ نہ گزر جاوے وہ عورت اس کے نکاح میں ہے اس
 مدت کا نان و نفقہ شوہر کو دینا چاہیے اور موت کی عدت میں نفقہ دینا لازم
 نہیں مگر جب کہ مطلقہ بطلاق بائن اور بہوہ حمل سے ہوں تو اون کو ولادت
 تک نفقہ دینا چاہیے چوٹی اولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زردار
 والدین پر اور محتاج مان باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا
 مالک پر واجب ہے یعنی ان لوگوں میں سے اگر کسی کو نفقہ نہ لگتا تو گنہگار
 ہوگا اور باقی قرابت والوں کا نفقہ اسپر واجب نہیں اگر کسی کو بطریق صلہ
 رحم کے دیوے تو خالی ثواب سے نہیں ہے۔

بائش نزدہم

فضل طلاق کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ طلاق البغض مساحات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو مباح چیزوں

میں سے طلاق دینا بہت ناپسند ہے جیسا کہ ان حدیثوں سے عفاف ظاہر
 ہے ابو داؤد میں ہے عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما
 سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزوں
 میں کی اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور دارقطنی میں ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ
 اللَّهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ وَلَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا
 عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ یعنی معاذ بن جبل
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا مجھے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے معاذ نہیں پیدا کی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز روئے
 زمین پر یعنی مستحبات میں سے کہ بہت پیاری ہو اور سکی طرف آزاد کرنے سے
 یعنی بردے کا آزاد کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند ہے اور نہیں پیدا کی اللہ تعالیٰ
 نے کوئی چیز روئے زمین پر یعنی حلال چیزوں میں سے کہ بہت بُری ہو اور اس کے
 نزدیک طلاق دینے سے پس ان دونوں حدیثوں سے ناخوشی اللہ تعالیٰ
 کی طلاق سے اور اس کا الغرض مباحات ہونا ثابت ہوا اس لئے مردوں کو چاہیے
 کہ ہرگز طلاق دینے کا ارادہ نہ کریں اور ادنیٰ ادنیٰ قصور اور ذرا ذرا سی باتوں پر بہم
 ہو کے مفارقت کو گوارا نہ کریں بلکہ حتی المقدور عورتوں کی خطاؤں سے درگزر

کرتے رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچویں پارے کے تیسرے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے
 وَالَّتِي تَخَافُ نُشُوزَهُمْ فَعُظُوهُمْ وَاهْجُرُوهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْبِرُوا لَهُمْ فَإِنْ أَعْطَاكُمْ
 اللَّهُ تَبَعُوا عَلَيْهِمْ سَبِيلًا یعنی اور جن عورتوں کی بدخوی کا ڈر ہو تم کو تو ان کو
 سمجھاؤ اور جدا کر دو سونے میں اور مارو پھر اگر تمہارے حکم میں آوین تو نہ تلاش کرو
 اوپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد
 کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو چاہیے اسکی فرمانبرداری کرے اور اگر کوی عورت
 بدخوی کرے تو مرد پہلی بار سمجھاوے دو سری مرتبے جدا سووے لیکن اوسی گھر
 میں پھر آخر درجے میں مارے بھی لیکن موہ نہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ نہ رہو پچھے
 عورت کو پھر اگر لفظ ہر عورت مطیع ہو جاوے تو کر دینہ کرے اسکی تقصیر و ن پر
 اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط
 پس اس آیت شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی ہی بار طلاق
 نہ دیدے بلکہ جب ان تینوں درجن سے اسکا حال گذر جاوے تو مجبوری
 سے اسکو چھوڑ سکتا ہے اور ان تین امروں میں سے ایک بات سے بھی جب
 تک کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیے اس لئے کہ بے ضرورت شدید کے مرد کا
 طلاق دنیا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت
 ہوتا ہے عَنْ نَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيْمَانُ امْرَأَةٍ سَأَلَتْ دَوْحَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ

فَحَرَامٌ عَلَيْهِمْ أَنْ يَخْبَتُوا فِي الْجَنَّةِ وَرَأَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ وَابْنُ
 مَاجَةَ وَاللَّاحِظِيُّ يَعْنِي ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے اور انہوں نے
 کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بدون
 ضرورت قوی کے اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اس پر جنت کی بوجرام
 ہے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
 یعنی جبکہ حشر کے میدان میں مقرران آئی کو جنت کی خوشبو پہنچائی تو یہ عورتیں
 بسبب اس معصیت کے اس سے محروم رہیں گی پس عورتوں کو چاہیے کہ اس
 وعید کا لحاظ کر کے بلا ضرورت اپنے خاوندوں سے طلاق نہ چاہیں اور اپنے
 بہنوئی نہ کیا کریں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں
 کو منافق فرمایا ہے جیسا کہ انسائی کی حدیث میں وارد ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُنْكَرَاتُ وَالْمُتَكَلِّمَاتُ
 هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ يَعْنِي ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے انہوں نے
 کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتیں اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرنے
 والیاں اور ان سے خلع چاہنے والیاں وہ ہیں منافق پس عورتوں کو چاہیے
 کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہیں تاکہ منافقوں میں نہ گنی
 جاوے اور مردوں کو بھی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے سے پرہیز کرتے
 رہیں اسلئے کہ مباحات میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی ناپسند

چیز نہیں ہاں اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون طلاق کے چارہ نہ تو مجبوری کی حالت میں مکلف مختار کو شرعاً طلاق دینا جائز ہے۔ اور طلاق کے مقدمے میں نہایت احتیاط کرنا چاہیے اسلئے کہ یہ نہیں سے بھی واقع ہو جاتی ہے اور نیت کے ساتھ اشارے سے بھی پڑ جاتی ہے اسی طرح اگر کسی کو اپنی طرف سے طلاق کا مختار کر دے اور وہ بدون اسکی اطلاع اسکی عورت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی ہی کو طلاق کا اختیار دیدے اور وہ خود طلاق کو اختیار کرے تو ان صورتوں میں طلاق واقع ہو جاوے گی اور جب کشتی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو چاہیے کہ سنت کے موافق طلاق دے اور اسکی کئی شرطیں ہیں ایک یہ کہ حائضہ نہ ہو وجہ اسکی یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر خفا ہوئے دوسرے یہ کہ نفاس میں نہ ہو اس لئے کہ سنی طلاق طہر میں ہوتی ہے اور نفاس طہر نہیں تیسرے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق دی ہو کہ اوسمیں خلوت نہ کی ہو چوتھے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق نہ دی ہو کہ اوس سے پہلے کے حیض میں طلاق دیکچکا ہے یا اوس حمل میں جواب ظاہر ہوا ہے پس جو طلاق حیض یا نفاس میں دیکئی یا ایسے طہر میں کہ اوس میں خلوت کی ہے یا ایسے طہر میں کہ اوس سے پہلے کے حیض میں طلاق دیکچکا ہے یا اوس حمل میں جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق دنیا حرام ہے

اور اس کے وقوع میں علما کا اختلاف ہے راجح عدم وقوع ہے اور طلاق سنی
 میں شریعتاً مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ
 عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّطَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِبُرِّ إِجْمَعِ هَاتَمُ مَسْكُهَا حَتَّى تَمُتَ ثُمَّ تَحِيضُ فَتُطْهِرُهَا
 فَإِنْ بَدَأَ أَنْ يُطْلِقَهَا فَلْيُطْلِقْهَا طَاهِرًا إِنْ يَسَّرَهَا نَتَلَّكَ الْبِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ
 اللَّهُ أَنْ تُطْلَقَ لَهَا النِّسَاءُ وَفِي رِوَايَةٍ مُرَّةٌ فَلْيُرِجِعْهَا ثُمَّ لْيُطْلِقْهَا طَاهِرًا
 أَوْ حَامِلًا يَعْنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَے روایت ہے کہ طلاق دی اُنہوں
 نے اپنی بی بی کو حیض کی حالت میں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ اس کام کے سبب سے
 خفا ہوئے یہ فرمایا کہ عبد اللہ اوس عورت کی طرف رجوع کرے یعنی مثلاً یون
 کہے کہ میں نے اوس کو اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا اور یہ اس لئے فرمایا کہ حیض میں
 طلاق دینے کے گناہ کا تدارک ہو جاوے پھر اوس عورت کو اپنے پاس روک
 رکے بیان تک کہ وہ پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر پاک ہو جاوے یعنی دوسرے
 حیض سے پھر اگر اوس کا طلاق دینا چاہے تو پاکی میں خلوت کرنے سے پہلے
 اوس کو طلاق دیدے پس یہ وہ عدت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف
 میں عورتوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ

فَطَلِّقُوهُنَّ ^{بِطَرَفِ الْمَسْكِنِ} وَلَقَوْلِ اللَّهِ ^{تَعَالَى} وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَالْقَوْلُ لِلَّهِ ^{تَعَالَى} لَكُمْ يَعْنِي اے بنی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو اداؤں کو طلاق دو اور انکی عدت پر اور گنتے رہو عدت اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے مہارا یعنی عدت پر طلاق دینا یہ ہے کہ طلاق والی کے لئے مدت عدت کی تین حیض ہیں پس حیض سے پہلے طلاق دینا چاہیے تاکہ سارا حیض گنتی میں آوے اور اُس پاکلی میں قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے موافق تین طلاقیں دینا چاہے تو تین طہرین تین طلاقیں دے ایک ہی بار تینوں مذمے اس لئے کہ یہ جائز نہیں اور جو کسی شخص نے نہ نفاذ سنت تینوں طلاقیں ایک ہی دفعہ دین تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک طہرین دو یا دو طہرین تین طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اوس کا گنہگار اور بعض علما کے نزدیک اس طرح کی طلاق میں رجوع کرنا واجب ہے اور جمعی طلاقین طلاق تک رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكٌ يَّمْلِكُ مِنْهُنَّ الْمَوْتُ وَفِيْ اَوْ كَسْرٍ مِّنْ يَّحْسَانٍ یَعْنِی طلاق دو بار ہے پھر کہنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے یعنی دو طلاق تک مرد عورت سے رجوع کر سکتا ہے اور جب تین طلاق دے تو وہ بی بی اوس کے نکاح میں نہیں رہہ سکتی اور نہ وہ مرد پہر اوس سے نکاح کر سکتا ہے ہاں عدت گزرنے کے بعد اگر وہ عورت دوبارہ مرد کے نکاح میں آوے اور وہ دوسرا خواوند نکاح اور خلوت کے بعد اوس عورت کو طلاق دے اور اوس

طلاق کی عدت بھی پوری ہو جاوے تب پہلا خاوند اس سے نکاح کر سکتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے فَإِنْ طَلَقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَقَهَا فَلا حَبْصَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ یعنی پہر اگر اس کو طلاق دیا تو اب اس کو حلال نہیں وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح کرے کسی خاوند سے اس کے سوا کہ پہر اگر وہ شخص یعنی دوسرا شوہر اس کو طلاق دے تو گناہ نہیں ان دونوں پر یہ کہ پہر طحاوین اگر خیال رکھیں کریں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے اور یہ دستور باند ہے بن اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والوں کے یعنی تیسری طلاق کے بعد پہر نہیں سکتے بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندہ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی خلوت نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح میں مرد کا خلوت کرنا اس عورت سے ضرور ہے ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطر داری کے لئے نکاح کرے بغیر صحبت کے طلاق دیدے اس لئے کہ وہ عورت نرے نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی۔ اور جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے پہر کسی دوسرے سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کرے بعد خلوت کے اس کو طلاق دیدینا سو یہ امر ہرگز درست نہیں اگرچہ حنفیہ کے نزدیک خلوت ہونے کی صورت میں تو پہلے خاوند پر حلال ہو جاوے گی مگر حدیث شریف میں ان دونوں آدمیوں پر

لعنت آئی ہے جیسا کہ نزدیکی میں آیا ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحْلَّ وَالتَّحْلِلَ لَكَ يَعْنِي حَضْرَتِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے اور انہوں نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والی پر اور اس شخص جس کے لئے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ ایسا کام کیوں کرے کہ لعنت کا طوق گردن میں پڑے بلکہ جہان تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اس لئے کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصے میں طلاق دے بیٹھتا ہے اور آخر کو نادوم اور پشیمان ہوتا ہے پہنچتا ہے کہچہ فائدہ نہیں دیتی پس عاقل کو چاہیے کہ اگر کسی ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اس لئے کہ تین طلاق کے بعد پہر عورت سے رجوع نہیں ہو سکتی بہر طرح طرح کی مشکل اور دشواری ہوتی ہے اور شرع میں آزاد عورت کے لئے تین طلاق کی حد مقرر ہے اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی جس طرح آزاد عورت تین طلاق کے بعد نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی دو طلاق کے بعد نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لئے تین طلاق کے بعد مقرر ہے ہرین وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہرین اور جو شخص بغیر خلوت کے عورت کو طلاق دے او سکول لازم ہے کہ آدھا مہر اس کا دیدے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ

اَنْ تَمْسُوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ
 اَوْ يَعْفوَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ عَقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ يَّعْفُوَ الْقَرِيْبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ
 لَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يَمَّا لَعْمُوْنَ بَصِيْرٌ يعنی اور اگر طلاق دواون کو ہاتھ لگائے
 سے پہلے اور ٹہیرا چکے ہو اون کا حق تو لازم ہوا اسکا آدھا جو کچھ ٹہیرالیا تھا مگر یہ
 کہ درگزر کرین عورتین یا معاف کرے جس کے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور ہم مرد
 درگزر کرو تو قریب سے پرہیز گاری سے اور نہ بھلا دو بڑائی رکھنی آپس میں تحقیق اللہ
 جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے یعنی اگر ہر ٹہیر چکا تھا پھر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو
 آدھا مہر دینا لازم ہوا لیکن جو عورتین بالکل مہر معاف کر دین تو ہر کچھ دینا لازم نہیں
 اور اگر مرد درگزر کرے جو مختار تھا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر خوشی سے
 عورت کے حوالے کر دے تو بہت بہتر اور انسب کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو
 بڑائی دی ہے اور اوسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنے کا پس اوس کو چاہیے
 کہ مہر دینے میں اپنی بڑائی رکھے یعنی پورا مہر دے اور جس عورت کو بدون خلوت
 اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اوسکو کچھ مہر دینا لازم نہیں لیکن موافق آیت
 مقدور کے کچھ خرچ دینا ضرور ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے لَا جُنَاحَ
 عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا مَسَّوْهُنَّ اَوْ لَفَّضُوْهُنَّ فَرِيْضَةً وَمَتَّعُوْهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرًا
 وَعَلَى الْمُقْتَدِرِ قَدْ رُكِّنَ مَعَ اَيَّامِ الْمَرْءِ مِنْ حَقِّهَا عَلَى الْحَسَنِ يَنْ يَعْنِي گناہ نہیں تہر اگر طلاق دو
 تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ہو اونکو یا نہ مقرر کیا ہو کچھ اون کا حق اور

اور اون کو خرچ و وسعت والے پر او سکے موافق ہے اور تنگی والے پر اوس کے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والوں پر پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایسے حال میں مہر دنیا لازم نہیں لیکن مرد کو اپنے مقدر کے موافق اوس عورت کے ساتھ کچھ سلوک کرنا ضرور ہے اگر زیادہ نہو سکے تو ایک جوڑا ہی اپنی وسعت کے لائق اوس عورت کو دیکے رخصت کر دے اور یہ دنیا مکارم اخلاق اور حسن سلوک سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا ہے یعنی اگرچہ خلوت نہیں ہوئی اور مہر مقرر نہوا مگر احسان بہر حال نہایت عمدہ چیز ہے اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب المحسنین

فصل خلع اور ایلاء اور طہار اور لعان کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَاِمْسَاكِ بَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِجٍ بِاِحْسَانٍ فرمایا اس کے بعد افتاء یعنی خلع کا ذکر کیا پھر اس کے پیچھے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ارشاد فرمایا سو اگر خلع کو جوہر لاء اَنْ يَّخَافَاَنْ لَا يَقِيْمَا حُدُودَ اللّٰهِ سے مراد ہے طلاق کہین تو وہ طلاق کہ اوس کے بعد عورت پہلے خاوند پر بغیر دو سکے نکاح اور خلوت اور طلاق کے حلال نہیں ہو سکتی چوتھی طلاق ہوگی اور طلاق تین ہوتی ہیں نہ چار دوسری وجہ یہ ہے کہ ربیع نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں خلع کیا تو آپ نے اوس کو ایک حیض

ڈرتی ہوں کہ اوسکی نافرمانی جو خلافت متفقہ سے اسلام ہے کیمن مجاہد سے
 ظہور میں نہ آوے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پیروی کی تو
 اوس پر اوس کا باغ یعنی جواو نے تجھے مہربان دیا تھا وہ بولی ہاں پھر رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت سے فرمایا کہ تو اپنا باغ لے لے اور اوسکو ایک
 طلاق دیدے جو کہ اس حدیث شریف سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا خلع کرنا عورت سے مرد کو باغ دلوں کر عادت ظاہر ہے اس لئے حاکم کو چاہئے
 کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی اور شرعی کے اپنے خاوند سے جدائی چاہے اور آپس میں
 کسی طرح اتفاق ممکن نہ ہو تو مصلحتاً عورت سے مرد کو کچھ مال دلا کر یا اوس کا مہر
 معاف کر کے خلع کر دے اور ایک طلاق دلوں کر دے اس کے بعد اگر وہ دونوں
 آپس میں راضی ہو جاویں اور نکاح کرنا چاہیں تو ان کا نکاح ہو سکتا ہے حلالہ
 کی ضرورت نہیں ہے اور ایلا شرع میں اس سے کہتے ہیں کہ خاوند قسم کھا دے
 کہ میں اپنی سب یا بعض بیبیوں کے پاس بجاؤں گا پھر اگر چار مہینے سے کم کی
 مدت ٹھیرائی تو اس زمانے کے پورے ہونے تک جدا رہے اس لئے کہ
 صحیحین وغیرہ میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیوں
 سے ایک مہینے کا ایلا کیا تھا پھر اوس کے بعد اون کے پاس تشریف لے گئے اور چار
 چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے تو اس کے گزرنے کے بعد خاوند
 کو اختیار ہے چاہے بی بی سے میل کرے یا طلاق دیدے جیسا کہ دوسرے

پارے کے بارہویں رکوع میں آیا ہے لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ
 أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَإِنْ عَزَمُوا
 الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ یعنی جو لوگ قسم کھا رہے ہیں اپنی عورتوں سے
 اون کو فرصت ہے چار مہینے پہر اگر ملگئے تو اللہ بخشنی والا مہربان ہے اور اگر
 ٹھیرایا خصمت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا پس اس آیت شریف سے معلوم
 ہوا کہ چار مہینے گزرتے ہی طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اس مدت کے بعد خاوند
 مختار ہے جب طلاق دیگا تو واقع ہوگی جیسا کہ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ
 عنہما سے روایت کیا ہے إِذَا امْضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّى
 يُطَلَّقَ وَلَا يَقَعَ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّى يُطَلَّقَ وَيُذَكَّرُ ذَلِكَ عَنْ عُمَانَ
 وَعَلَى أَبِي الدُّدَّاءِ وَعَائِشَةَ وَاتْنِي عَشَرَ جُلَاءِمِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یعنی جب چار مہینے گزر جائیں تو توقف کیا جاوے
 یہاں تک کہ خاوند طلاق دے اور اوپر طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ
 طلاق دیوے اور ذکر کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت علی اور
 حضرت ابوالدرداء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیوں سے
 اور چار مہینے گزرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اس میں علما کا اختلاف
 ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس مدت کے گزرنے سے فوراً
 طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ توقف کیا جاوے چاہے مرد رجوع کرے اور

اپنی قسم کا کفارہ دے یا طلاق دیدے ورنہ حاکم طلاق و لادے اور امام اعظم رحمہ اللہ
 کے نزدیک چار مہینے گزرتے ہی بائن طلاق واقع ہوگی اور سعید بن مسیب
 اور ابو بکر بن عبد الرحمن رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق رجعی ہوگی اور ایلا کی
 مدت میں بھی علما کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا نہیں
 ہوتا اور دلیل اون کی اوپر کی آیت شریف ہے مگر وہ اونکے مدعا کے مفید
 نہیں اس لئے کہ آیت میں تو قیت نہیں ہے بلکہ اوس میں اوس مدت کا بیان
 ہے کہ جس کے بعد ایلا کرنے والا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینے کا ایلا کیا پھر اوس کے
 بعد اپنی بیویوں پر داخل ہوئے جیسا کہ پہلے گزر چکا پس اگر ایلا چار مہینے سے
 کم میں جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں واقع ہوتا اور
 ایک جماعت اہل علم کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا جائز ہے اور یہی حق
 ہے اور جو چار مہینے کے اندر رجوع کر لگا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قسم کا
 کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ یمن کا تین روزے رکھنا یا دس محتاجوں کو کھانا کھانا
 یا اونکو کپڑا دینا یا بردہ آزاد کرنا ہے اور طباریہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی سے کہے کہ
 تو مجھ پر میری مان کی پیٹھ کے مانند ہے یا میں تجھ کو اپنی مان کی پیٹھ کے مانند
 ٹھیرایا یا اس کے مثل کہے جیسا کہ قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارے کے
 پہلے رکوع میں وارد ہوا ہے الَّذِیْنَ یُظَاهِرُونَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَا هُنَّ

أَهْتَمُّرُ أَنْ أَهْتَمُّرُ إِلَّا الْإِنِّي وَلَكُ نَهْمٌ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ
 وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ یعنی جو لوگ مان کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں
 کو وہ نہیں انکی مائیں اون کی مائیں وہی جنہوں نے اون کو جنبا اور بیشک
 وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹ اور اللہ معاف کرتا ہے بخشنے والا
 پس اس طرح کے کہنے سے طلاق نہیں ہوتی اور خاوند پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے
 یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور جو بردہ نپاوے تو ساٹھ مسکینوں کو کمانا کھلاوے
 اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے پھر خاوند کو اپنی
 بی بی کے پاس جانا حلال ہے اور کفارہ دینے میں اسی ترتیب کا لحاظ رکھنا
 چاہیے دلیل اسکی یہ آیت ہے جو قد سمع اللہ کے پہلے رکوع میں ہے۔
 وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ
 أَنْ يَتَمَاسَّ ذَلِكُمْ وَتُوعَظُوا بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
 شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا
 ذَٰلِكَ لِمَنْ عَسَا بِاللَّهِ دَرَسُورًا وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ
 یعنی اور جو مان کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر وہی کام چاہیں جسکو کہا ہے یعنی یہ
 لفظ کہا ہے قطع تعلق کے لئے لیکن اگر بہر تعلق رکھنا چاہیں تو آزاد کرنا ایک
 بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگاویں اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور
 اسہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر جو کوئی نپاوے تو روزے دو مہینے کے

لگاتار پہلے اس سے کہ آپس میں چوٹیں پہر چوٹیں نہ کر سکے تو کمانا دینا ہے ساٹھ
 محتاج کا یعنی اگر بیکار کھلاوے تو سالن روٹی دو وقتہ پیٹ بہر کھلاوے اگر
 اناج دے تو ہر ایک کو دوسرے گیون یہ اس واسطے کہ حکم مالو اللہ کا اور اس کے
 رسول کا اور یہ حدین باندھی ہیں اللہ کی اور منکر و نکو دیکھ کی مار ہے اور اسی ترتیب
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلم بن صخر کے قصے میں بیان فرمایا ہے
 عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ وَقَالَ لَهُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ
 الْبَيَاضُ جَعَلَ امْرَأَةً عَلَيْهِ كَطَهْرُ امِّهِ حَتَّى بَصِي رَمَضَانَ فَلَمَّا مَضَى
 لِنِصْفِ مِّنْ رَّمَضَانَ رَفَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا فَأَنَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِعْتِقْ تَرْقِيَةً
 قَالَ لَا أَحَدُهَا قَالَ فَصُمُّ شَهْرَيْنِ مُتَنَابِعَيْنِ قَالَ لَا اسْتَطِيعُ قَالَ أَطْعِمُ
 سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَحَدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 لِفِرْدَوْسَ بْنِ عُمَرَ وَأَعْطَاهُ ذَلِكَ الْعَرَقُ هُوَ مَكْتَلٌ يَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا
 أَوْ سِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا لِيُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا سَرَوَاهُ الزُّمَيْدِيُّ
 وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ
 وَالدَّارِمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ لَيْسَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ نَحْوَهُ قَالَ كُنْتُ
 امْرَأًا أُصِيبُ مِنَ النَّسَاءِ مَا لَا يُصِيبُ غَيْرِي رَفِيَ رِدَائِي مَا أَعْنِي أَبَا
 دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ فَأَطْعِمُوا سَفَامَيْنِ تَمْرَيْنِ سِتِّينَ مِسْكِينًا -

یعنی روایت ہے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ سلمان بن صخر نے اور انکو مسلم بن
صخر بیاضی بھی کہتے ہیں اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی مان کی بیڑی کے مثل بیڑیا
میان تک کہ رمضان گزر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بہر تک تو مجھ پر میری مان
کی بیڑی کے مانند حرام ہے پر جب آو ہا مینا رمضان کا گزر چکا تو واقع ہوئے
سلمان اپنی عورت پر ایک رات پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت شریف میں حاضر ہو کے یہ حال بیان کیا تو آپ نے اونسے فرمایا
کہ ایک بروہ آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اوسکی قدرت نہیں آپ نے
فرمایا تو دو مہینے کے لگانا روزے رکھ یعنی اس مدت میں کبھی روزہ ناغہ نہ کر اور
رات کو بھی عورت سے خلوت نہ کر سلمان نے کہا میں روزے نہیں رکھ سکتا
آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا اونہوں نے کہا مجھے اس کا مقدور
نہیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن عمرو صحابی سے فرمایا
کہ یہ کچھ دن کی زنجیل سلمان کو دیدے تاکہ یہ ساٹھ محتاجوں کو کھلاوے اس
حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ظہار کر نیوالا محتاج ہو اور روزہ بھی نہ رکھ سکتا
ہو تو امام کو چاہیے کہ مسلمانوں کے صدقات سے اوسکی اعانت کرے اور ظہار
کرنے والا اگر محتاج ہو تو اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال پر اوس کفارے میں سے
صرف کر سکتا ہے اس لئے کہ اس حدیث کی ایک روایت میں لفظ مسکینا کو
یعنی یہ بھی آیا ہے لَمْ اَسْتَعِنْ بِسَارِعَةٍ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ یعنی مسکینوں کے

کھلانے کے بعد جو بچے اڑسکواپنے اور اہل و عیال کے صرف میں لا اور جو
 ظہار کا ایک وقت مقرر کرے تو ظہار نہیں جاتا مگر اس وقت کے گزر جانے
 سے اور ظہار قرآن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود ہی سے واجب
 ہوتا ہے تو ظہار موقت کے وقت گزرنے کے بعد صحبت کا ارادہ کرنا عود
 نہ ہوگا پس کفارہ اوسین واجب نہ ہوگا اور جو کفارہ کا موجب قول منکر اور زور
 ہو تو ظہار مطلق اور موقت دونوں میں کفارہ واجب ہوگا اس لئے کہ ظہار
 کرتے ہی قول منکر وقوع میں آچکا اور جو ظہار موقت میں وقت گزر جانے سے
 پہلے بیوی کے پاس جائے اور مطلق میں کفارہ دینے سے آگے تو پہلی صورت
 میں مرد کو چاہیے کہ وقت مقرر کے گزرنے تک اور دوسری صورت میں کفارہ
 دینے تک پھر صحبت نہ کرے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ
 عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ امْرَأَتِهِ فَغَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يَكْفِرَ
 فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى
 ذَلِكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ حَجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ أَمْلِكْ لِنَفْسِي
 أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَصَحَّحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 وَأَمَرَ أَنْ لَا يَقْرُبَهَا حَتَّى يَكْفِرَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ
 وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَرَوَى
 أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ مُسْنَدًا وَرُسلًا وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَمْ يَسْلُ

اَوَّلِيَّ الصَّوَابِ مِنَ السُّنَدِ یعنی روایت ہے مکرّمہ سے ابوہنون نے ابن
 عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے نہا کر کیا
 پھر کفارہ دینے سے پہلے اوس سے خلوت کر لی پھر اوس نے نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے پاس آ کے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس
 کام پر آمادہ کیا اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاندنی مین اوسکی پازیبون کی
 کی سفیدی دیکھتے ہی اوس پر واقع ہونے سے اپنے نفس کو نہ روک سکا یہ
 سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دئے اور اوسکو حکم دیا کہ کفارہ
 دینے سے پہلے اوس سے قربت کرے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ
 نے اور نقل کی ترمذی نے مثل اسکے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے
 اور البوداؤد اور نسائی نے مانند اس کے مسند اور مرسل نقل کیا اور کما نسائی نے
 مرسل نزدیک ہے ساتھ صحت کے سند سے اور جو کفارہ دینے سے پہلے
 خلوت کر لے گا تو جمہور کے نزدیک ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق
 ہے اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل ہے اور روزی غلام کے لئے
 ظہار کے کفارہ مین آزادی طرح بالاتفاق دو مہینے کے مہین اور ظہار بی بی
 سے ہوتا ہے نوڈی سے ابتدا نہیں ہوتا اگرچہ بقاء صحیح ہے اور لعان اجل
 مین ایسی مضبوط قسموں کو کہتے مہین جو خاندان کو ہمت کی حد سے بری اور زنا
 کا لوٹ عورت پر ثابت کرتی مہین اور عورت پر اوس کے سبب سے تنگی اور

سختی کی جاتی ہے اور جو خاوند انکار کرے تو اسے تہمت کی حد ماری جاتی ہے
 اور ایسی ہو کہ تہمین ہیں کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہیں اور جو انکار کرے
 تو اس پر بھی تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت
 لگا دے اور وہ اس کا اقرار نہ کرے اور خاوند اپنے تہمت لگانے سے نہ پرے
 تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی دے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچویں بار
 یہ کہے کہ لعنت خدا کی اس مرد پر اگر وہ جھوٹا ہے پر عورت گواہی دے چار بار
 کہ بیشک مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اس
 عورت پر اگر وہ سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریفہ ہے جو سورہ نور کے
 پہلے رکوع میں مذکور ہے وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَدْوَاءَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ
 شَهِدَاتٌ وَلَا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ
 بِاللّٰهِ اِنَّهُ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ
 اِنْ كَانَ مِنَ الْكَٰذِبِیْنَ یعنی اور جو لوگ عیب لگاویں اپنی جو روون کو اور نہ وہ
 اون کے پاس گواہ سوائے اپنی جانوں کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار
 گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی
 پشکار ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو اسی طرح اس کے بعد عورت سے پانچ مرتبہ
 گواہی دلوانا چاہیے کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرتی ہے جیسا کہ اس
 آیت سے معلوم ہوتا ہے وَیَذْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ اِنْ شَهِدَتْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ

بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَانْجَاسَہُ اِنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْہَا اِنْ کَانَ

مِنَ الصّٰدِقِیْنَ - یعنی اور عورت سے یوں مارا جاتی ہے کہ گواہی دے
چا کر گواہی اللہ کی نام کی مقررہ شخص جوڑا ہے اور با پنجین باریہ کہ اس کا غضب
آوے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عومیر عجلانی اور اونکی بی بی اور ہلال بن اُمیہ اور اونکی عورت کے درمیان
میں لعان کا حکم فرمایا تھا اور جب مرد عورت لعان کر چکیں تو حاکم کو چاہیے کہ
اون دونوں میں جدائی کر دے پھر یہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہو جاوے گی
جیسا کہ وار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ التَّلَاعِیْنِ اِذَا اَفْرَقَا
لَا یَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن میں
بی بی کے درمیان میں لعان ہو وہ جدا ہونے کے بعد کبھی جمع نہ ہونگے
یعنی اون دونوں میں باہم نکاح ہرگز جائز نہ ہوگا اور مرد جس قدر مرد بچکا ہے
وہ بھی اوس کو واپس نہ ملے گا جیسا کہ اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ
لِلتَّلَاعِیْنِ حِسَابُکُمَا عَلَی اللّٰہِ اَحَدُکُمَا کَاذِبٌ لَا سَبِیْلَ لَکَ
عَلَیْہَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَیَّکَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتُ مَدَقْتُ عَلَیْہَا
فَرَّجَ مَا اسْتَحْلَلْتُ مِنْ فَرْجِہَا اِنْ کُنْتُ کَذَبْتُ عَلَیْہَا فَذَلِکَ اَبَعْدُ وَاَبَعْدُ لَکَ مِنْہَا

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت مرد لعان کرنے والوں سے کہ حساب تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونوں میں سے جو بڑا ہے یعنی نفس الامین اور ہم ظاہر کے موافق حکم کرتے ہیں تیرے لئے کوئی راہ نہیں اس عورت پر یعنی کسی طرح جائز نہیں کہ تو اس عورت کے ساتھ رہے بلکہ تجھ پر یہ ہمیشہ کو حرام ہو گئی اوستے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال یعنی میرا مہر دیا ہوا کیا جاتا رہے گا فرمایا نہیں کچھ مال تیرے لئے یعنی تیرا مہر دیا ہوا کچھ پر نہیں سکتا اس لئے کہ دو حال سے خالی نہیں جو تو اوپر سچ بولتا ہے تو وہ مال ادسکی شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے میں ہے اور جو جھوٹ بولتا ہے تو پھر لینا مہر کا اس سے بہت دور ہے اور بہت دور ہے تیرے لئے یعنی جب صدق کی حالت میں نہ پھیر سکا تو کذب میں بطریق اولیٰ نہ پھیرنا چاہیے اور لعان کا بچا یعنی لعان کے وقت اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عورت ہی کو ملیگا مرد کو نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے -

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا عَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ فَاتَّقَى مِنْ وَلَدِهَا فَمَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَالْحَقُّ الْوَلَدُ بِالرَّأْيِ مُشْتَقٌّ عَلَيْهِ

یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص اور ادسکی بی بی کے درمیان میں لعان کا حکم فرمایا پس وہ شخص اس عورت کی لڑکی سے دور ہوا یعنی ملاعنت کے

سب سے لڑکی کا نسب اس شخص سے منقطع ہو گیا پہر آپ نے اون دونوں میں جدائی کر دی اور لڑکی کو عورت کے ساتھ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور جب عورت زنا کا اقرار کرے اور مرد تہمت لگانے سے باز رہے تو حاکم کو چاہیے کہ مرد اور عورت دونوں کو نصیحت کرے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات فرمائی کہ تمہارا عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پہر عورت کو نصیحت کی اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرے تو شبہ نہ ہونے کی صورت میں اسے بیاہ دے زانی کی حد ماری جائے گی اور جو مرد جو بٹ بولنے کا اقرار کرے تو اس پر تہمت کی حد لازم آئے گی پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ ان سب باتوں سے نہایت احتیاط رکھے تاکہ دنیا کے معائب اور آخرت کے مصائب سے محفوظ رہے۔

فصل عدت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ عدت کی تین قسمیں ہیں ایک طلاق کی دوسری خلع کی تیسری وفات کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیسا کہ سورہ طلاق کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **وَأَدْلَا۟تِ الْاَکْثَمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ** یعنی اور جن کے پیٹ میں بچا ہے اون کی عدت یہ ہے کہ جن دیوین پیٹ کا بچہ اور جن مطلقہ عورت کو حیض آتا ہو اس کی

عدت تین حیض ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ کے اٹھائیسویں رکوع میں آیا ہے -
 وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ یعنی اور طلاق والی عورتیں
 انتظار کروا دیں اپنے تئیں تین حیض تک اور جو نہ حاملہ ہو نہ اسے حیض آتا
 ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑھیا جسے حیض نہیں آتا یا ایسی عورت جس کا حیض
 کسی بیماری کے سبب سے آنے کے بعد منقطع ہو گیا تو ان سب کی عدت
 تین مہینے ہیں جیسا کہ سورہ طلاق کے پہلے رکوع میں واقع ہوا ہے وَالْمُحْضَرَاتُ
 يَحْضْنَ مِّنْ أَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ اِنْ اَمْرٌ تَبَعَهُ نِكَاحٌ فَلَا تَكُنَّ مِنْكُمْ
 اَلَا بَعْدُ اِنْ اَمْرٌ تَبَعَهُ نِكَاحٌ اِنْ اَمْرٌ تَبَعَهُ نِكَاحٌ اِنْ اَمْرٌ تَبَعَهُ نِكَاحٌ
 یعنی اور جو عورتیں نا اسید ہو تین حیض سے متاثری
 عورتوں میں اگر تم کو شبہہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی
 جن کو حیض نہیں آیا اور خلع والی کی عدت ایک حیض ہے جیسا کہ خلع کی
 فصل میں گذرا اور جس عورت کا خاوند مرد جاوے اور حاملہ نہ تو اسے چاہیے
 کہ چار مہینے دس دن عدت میں بیٹھے جیسا کہ سورہ بقرہ کے تیسویں رکوع میں
 وارد ہوا ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ اَرْوَاحًا يَتَرَبَّصْنَ
 بِأَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا اِنْ اَمْرٌ تَبَعَهُ نِكَاحٌ اِنْ اَمْرٌ تَبَعَهُ نِكَاحٌ
 انتظار کروا دیں اپنے تئیں چار مہینے اور دس دن اور جو حاملہ ہو تو چار
 مہینے تک عورت میں رہے بلکہ یہ پیدا ہوا یا دین جیسا کہ سورہ طلاق کی آیت
 میں گذرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب کہو لکھ بیان

فرما دیا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثین صحیحین میں موجود ہیں اور جو عورت
وفات کی عادت میں ہواوے چاہیے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نہ کرے
یعنی مسی نہ ملے رنگا اور گوطہ لگا ہوا کپڑا اور زیور وغیرہ نہ پہنے منہدی اور سر
نہ لگاے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ نُّوْقَ
ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى رُوحٍ اَذْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرٍ اَوْ لَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوعًا اِلَّا ثَوْبَ
عَصَبٍ وَلَا تَتَّخِذْ وَلَا تَمْسُ طَبِيًّا اِلَّا اِذَا طَهَرْتَ بَدَنًا مِنْ قُسْطٍ اَوْ
اُظْفَادٍ وَلَا دَاوُودَ اَوْ دَدَّ وَلَا تَخْتَضِبُ یعنی روایت ہے ام عطیہ رضی اللہ
عنہا سے اونہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوگ
نکرے کوئی عورت کسی مرد سے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار مہینے دس
دن اور نہ پتے یعنی عادت میں رنگین کپڑا مگر کپڑا عصب کا اور نہ سرمہ لگاوے
اور نہ خوشبو ملے مگر جبکہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرنا قسط یا اظفار

عصب میں کی ایسی چادر دن کو کہتے ہیں کہ پہلے اونکا سوت اکٹھا کر کے جگہ جگہ اس کو تاکو گن سے باندھ کر
رنگ پتے میں پیرا دیکھی چادرین بنتو میں تو جس جگہ سوت باندھا گیا تھا وہ سفید رہ جاتی ہے اور باقی رنگین
جیسے آجکل رنگ برنگی رنگین جاتی ہیں ۱۲۔

قسط و اظفار ایک قسم کی خوشبو ہے عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہونے کے بعد شرمگاہ
میں اس کا استعمال کرتی ہیں تاکہ بدبو دور ہو جاوے ۱۳۔

کا درست ہے اور زیادہ کیا ہو اوڈپنے اور نہ رنگے یعنی بابلون کو اور ہاتھوں
 کو منہدی سے غنمکہ جس عبرت کا شوہر مر جاوے اسے سب آرائش کی
 جیڑون کا برتنا و ففات کی عدت میں منع ہے اور سوگ سوائے عدت و ففات
 کے طلاق وغیرہ کی عدت میں نہیں ہے اس لئے کہ اس میں کوئی دلیل وارد
 نہیں ہوئی اور نہ عورتوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے
 راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں اسکو کیا پس جو اس کے وجوب
 کا مدعی ہو اسکو چاہیے کہ دلیل پیش کرے اور علمائے حنفیہ کے نزدیک جس
 عورت کو تین طلاقیں دی ہوں یا ایک بائیس او سپہر سوگ واجب ہے
 رجعی طلاق والی برہنیں آور جو عورت و ففات کی عدت میں ہو اسے یہ بھی
 چاہیے کہ جس گھر میں خاوند کے مرنے یا ایسکی موت کی خبر آنے کے وقت
 تھی اسی میں عدت پوری ہونے تک رہے کہیں باہر نجاوے اور نہ کسی کی
 شادی غمی بن شریک ہو جیسا کہ فرعیہ کی حدیث میں ہے جسکو امام احمد وغیرہ نے
 روایت کیا ہے وارد ہے قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ اَعْلَاجٍ لِّكَ فَاَدْرَكَهُمْ
 فِي طَرِيقٍ اَتَدُّوْهُمْ فَقَتَلُوْهُ فَاَنِي لَعِيْهُ وَاَنَا فِي دَارِ سَاعِيَةٍ مِّنْ دُوْرِ اَهْلِيْ
 فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ فَقَدِّدْتُ ذٰلِكَ لَكَ فَقُلْتُ اِنَّ لِيْ
 زَوْجِي اَتَاَنِي فِي دَارِ سَاعِيَةٍ مِّنْ دُوْرِ اَهْلِيْ وَلَمْ يَدْعُ نَفَقَةً وَّلَا مَالًا
 وَرِثَةً وَلَيْسَ الْمُسْكَنُ لَكَ فَلَوْ تَحَوَّلْتُ اِلَى اَهْلِيْ وَارْحُوْتِي لَكَ اَنْتَ

فِي فِي كَعُصِ شَانِي قَالَ تَحَوَّلِي فَلَمَّا خَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَوَّلِي إِلَى الْحُجْرَةِ
 دَعَانِي أَوْ أَمَرَنِي نَدَعِيْتُ فَقَالَ مُلْكِي فِي بَيْتِكَ الَّذِي أَتَاكَ
 فِيهِ لَعْنَةُ نَزْدِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَكَ قَالَتْ
 فَأَعْتَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فِي كَعُصِ الْفَاعِلَةِ أَنَّهُ أَدْسَلَ
 إِلَيْهَا شَعْمَانُ لَعْدُ ذَلِكَ فَخَبَّرَتْهُ فَخَذَلَهُ بِعَيْنِي فَرَلِعِي كَسْتِي هِينُ كِه مِيرَا خَاوندَا پَنے غلامان
 کو ڈھونڈ رہے گیا تھا قدیم کی راہ میں اونکو پایا اونہوں نے اوسکو مار ڈالا جب
 اوسکی موت کی خبر پہونچی تو میں اپنے میکے کے محلے سے ایک دور گھر میں تھی پھر
 میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر
 یہ حال بیان کیا اور کہا کہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی ہے اور میں ایک
 ایسے گھر میں ہوں کہ وہ میرے میکے کے محلے سے دور ہے اور میرے خاوند
 نہ نصفہ چھوڑا ہے اور نہ کچھ مال کہ میں اوسکی وارث ہوتی اور نہ اوسکا کوئی گھر ہے
 سوا کہ میں اپنے میکے والوں اور اپنے بہائیوں کے پاس جا رہوں تو مجھے
 راحت ہوگی آپ نے فرمایا چارہ پہر جب میں مسجد یا حجرے کی طرف چلی تو
 آپ نے مجھے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا پھر میں بلائی گئی آپ نے فرمایا کہ
 تو اوسی گھر میں رہ جہیں تجھے تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہونچی بیان تک
 کہ تو اپنی مدت کو پہونچ جاوے یعنی عدت تمام ہو جاوے فرلِعِي کَسْتِي
 ہین کہ میں نے اوسی گھر میں چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی اور

اسی حدیث کے بعض الفاظ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرعیہ کے پاس آدمی بھیجا فرعیہ نے یہی قصہ بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قول پر اعتماد کیا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو عورت وفات کی عدت میں ہو اس سے چاہیے کہ جس گھر میں اس کا خاوند رہا ہو اس کے مرنے کی خبر پہنچی ہو اسی میں عدت گزرنے تک رہے اس سے باہر بھاگے اور یہی صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ بھی مروی ہے کہ سبب کسی عذر کے عورت کو اس گھر سے نکلنا جائز ہے جیسا کہ علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ وفات کی عدت والی رات دن میں نکلے اور اکثر رات اپنے گھر میں رہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ زوجی اور بائسنہ طلاق والی جس گھر میں طلاق واقع ہوئی ہے اسی میں عدت پوری کرے اُس گھر سے باہر بھاگے اور لونڈی کی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کی عدت دو حیض ہیں مگر جو بدشین ان کی دلیل ہیں ان میں علماء محدثین نے کلام کیا ہے اور ان کو ضعیف ٹھہرایا ہے۔

فصل اون امور کے بیان میں جن سے بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جاننا چاہیے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہیں ایک انہیں سے کفر یا ارتداد

ہے جیسے میان بی بی و دونو کافر تھے ایک اون میں سے مسلمان ہو گیا تو
 کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائیگا یا میان بی بی دونوں مسلمان تھے عیاذاً
 باللہ ایک اون میں سے مرتد ہو گیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت میں بھی
 نکاح ٹوٹ جائیگا ہاں اگر دونوں یکبارگی کافر ہو جائیں پھر ساتھ ہی اسلام
 لائیں تو نکاح ان کا بدستور قائم رہیگا اور جو مسلمان میان اور بی بی یہودی یا نصرانی
 ہو پھر مجوسی ہو جائے تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائے گا۔ لیکن صحیح
 یہ ہے کہ مجوسہ کتابیہ کے حکم میں ہے یعنی جیسے مسلمان کا نکاح یہودی نصرانی
 عورت کے ساتھ صحیح ہے ایسے ہی مجوسہ سے بھی درست ہے عورت کا
 مجوسی ہو جانا نکاح کو منہ نہیں آتا اور جو میان بی بی دونوں مجوسی تھے ایک
 اون میں سے دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو تین حیض یا تین مہینے کے بعد
 جس قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہو اس کا نکاح ٹوٹ جاوے لگا اور یہ امام
 ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ
 کے نزدیک فسخ ہے اور اہل حدیث کے یہاں مجوسہ کتابیہ کے حکم میں
 ہے یعنی اس کا نکاح نجائے گا مگر یہ حکم مجوس اور یہود اور نصاریٰ کی عورتوں
 کے لئے ہے ان کے مردوں کے واسطے نہیں یعنی اگر مجوسہ یا کتابیہ
 مسلمان ہو جائے اور ان کے مرد اپنے ہی دین پر قائم رہیں تو یہ عورتیں ان کے
 نکاح میں نہ رہیں گی دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملک ہے جیسے میان

بی بی کا یا بی بی میان کی مالک ہو گئی تو اس صورت میں نکاح جاتا رہے گا
یہ قول علمائے حنفیہ کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ زے ایک دوسرے کے
مملوک ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کے اختیار پر موقوف رہتا ہے
میسرا یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نامزد ہونا ثابت ہو یا برص جذام وغیرہ میں مبتلا
نکلا تو ان عیبوں کے سبب سے نکاح کا نسخہ جائز ہے چوتھا یہ کہ کسی عورت
نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفہ کے ساتھ جس سے اس کے خاندان کو عار
لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کر لیا تو اس صورت میں وارثوں کو پہنچتا ہے کہ اس کا
نکاح نسخ کر دین اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہ ہوا
پانچواں یہ کہ میان بی بی میں سے کسی نے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی
حرمت ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک نکاح جاتا رہا
لیکن محدثین کے نزدیک نہیں گیا چھٹا رضاع حبیبے ایک شخص کی دو عورتیں
ہیں ایک بڑی دوسری چھوٹی بڑی نے دو برس کے اندر چھوٹی کو دودھ پلایا تو
چھوٹی کا نکاح ٹوٹ جاوے گا سنا تو ان کفار کی رسموں کو شادی بیاہ میں برتنا
اور اون کو اچھا جاننا اور ان کے کرنے میں نفع اور نہ کرنا میں ضرر سمجھنا سو ایسی
رسموں کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ سید آدم بنوریؒ
اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ نکاح میں بعض چیزیں کفر ہیں اور بعض میں
کفر کا خوف ہے اور بعضی بدعت ہیں پہرہ کوئی اون کو برتے تو زوجیت کا علاقہ

درمیان میں سے جاتا رہتا ہے اور وہ نکاح اسلام کا نہیں رہتا اور جو بچہ
 اوس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اوسکا نسب بھی ثابت نہیں ہوتا ایک
 سنگنا بنا ہذا کہ یہ صریح کفر ہے بنا نیوالا اور اس فعل سے راضی ہو نیوالا دونو
 کا فر ہو جاتے ہیں دونوں کے جلوہ دنیا کی طرح کی فصیحون اور رسوایون
 پر مشتمل ہوتا ہے تیسرے دولہ کے سر پران بہن یا اور عورتوں کا آنچل ڈالنا او
 دولہن کے سر پر دستار رکنا یہ فعل لعنت کا موجب ہے اس لئے کہ اغفرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس مرد کو چواپنے تین عورت کے مثل بنا دیا
 اور اوس عورت کو جو مرد سے مشابہت پیدا کرے دونو کو ملعون فرمایا ہے
 چوتھے دولہن کے انگوٹھے کو دودھ پانی سے دھو کے دولہ کو پلانا یہ رسم
 گبرون کی ہے اسمین کفر کا خوف ہے پانچویں مصری کی ڈلیان عورت کے
 بدن پر رکنا اور دولہ کا اون کو اپنے موہنے سے اڑھانا اس فعل میں باوجود نفق
 اور آتش پرستوں کی رسم ہونے کے چوپایون کے ساتھ بھی مشابہت ہے
 چھٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا دولہ کے گلے میں ڈالنا اور مشاطہ کا اُسکو
 تخت پر ٹکا کر اوس کے ہر ایک عضو ہیان تک کہ ستر کو بھی ناپنا اور عورتوں
 کا ان افعال کو دیکھ کر ہنسنا یہ سب کام لعنت کے ہیں ساتویں مسیح مقفی گایا
 دینا مسجد اور محراب شملے اور دستار کی اہانت کرنا اور ان چیزوں کی اہانت
 کرنا کفر ہے آٹھویں دولہ کا دولہن کے گرد سات بار پہرنا یہ کفار کی رسموں سے

ہے اور اس میں کفر کا خوف ہے توین مرو کی آنکھ میں کا جل لگانا یہ باتفاق مکروہ
 ہے دسویں دولہ کو چاندی کا طوق یا عورتوں کا لباس پہنانا یہ بھی بدعت
 سیئہ ہے بیان تاک سید آدم کا مضمون تمام ہوا اور اسی مصحف کی رسم جو
 ہندوستان کے دیار میں مروج ہے اسکی بھی کوئی اہل شریعت محمدیہ سے
 ثابت نہیں ہوتی یہ بھی بدعت ہے اسکو چھڑنا چاہیے اس کے سوا اور
 بہت سی خرافات رسمیں ہیں جنکو جاہل لوگ شادی وغیرہ میں کرتے ہیں۔
 جیسے صندل سے ڈھول کو چھاپنا اور اسپر سرخ ناڑا باندھنا رتجگا کرنا اور
 اوس میں سنجیو پان بھرنا اور رحم کے لڈو اور کم بنانا اور اونپر پھولوں کا سہرا باندھنا
 اور صندل کے چھاپے لگانا بی بی کا کوٹڈا بھرنا اور اسپر پھول ڈالنا اور سرخ
 رومال سے اسکو چھپانا اور مرو کی چھانوں سے اسکو بچاؤ کرنا اور دو خصمی
 اور حمل والی کو اداسکے کمانے سے روکنا سو ہاگتوں کا کوٹڈا کرنا اور اون کو اٹھین
 اور ہنسیاں اور ہانا اور چوڑیاں پہنانا لگن رکنا یا مھن سے ساعت پوچھنا
 ساجوت کے دن میوے اور شیرینی سے مٹکیاں بھرنا اور اون کو کاغذ کے
 تختوں پر رکھکے روشنی آتش بازی باغ بہاری باجون کے ساتھ دولہن کے
 گھر لیجانا دولہن کے گھر سے منہدی کے ساتھ کاغذ کی منہدی لانا اور سبز
 منہدی گوندھکر اسکو چھپا کر بنا کے اسکو پنی وغیرہ سے منڈھنا اور اسپر
 چار بتیان روشن کر کے مالیدے اور لڈو سے خوان بہر کے باغ بہاری

کے تختون اور روشنی کے ساتھ سالی کے ہمراہ دولہہ کے گھر اوسکو بھیجنا پھر وہاں
 پہنچنے کے دولہہ کو چوکی پر بٹھانا اور اوسکی سر پر پھول وغیرہ کا سہرا باندھ کے
 اوسکے ہاتھ پانون میں منندی لگانا اور لمبیرے کے سات نوالے دولہ کو
 کھلانا اور ڈومنیوں سے مندی گوانا منڈہ باندھنا برت بہرنا تیل چڑھانا موسل
 میں لال ناٹرا باندھنا دولہن کے سر پر بایئوں کی اربل باندھنا اور اوس میں بیٹھنے
 کی جگہ سیر و سیر گہیوں رکھنے اوسپر منڈ بچا کر دولہ کو بٹھانا اور ڈومنیوں سے
 سہرا سہاگ گوانا برات کی رات دولہہ کو سنوار کے اوس کے سر پر سہرا باندھنا
 اور دولہہ کی بہن کا آکے اوسکی آنکھ میں کاجل لگانا پھر اپنا نیگ لینا دولہن
 کے گھر جا کے دولہ سے چکی پسوانا نو نگین چھدوانا دولہ کا جوتا اوسکی سالی سے
 چھپوانا دولہن کے گھر پہنچنے دھنگانے کی رسم کرنا کٹس کا روپیہ دینا نکاح
 بعد دولہ دولہن کے پانون جوڑ کر مندی لگانا پھر اوس وقت ڈومنیوں سے
 ٹونے گوانا اور مدہنوں کو چھڑپان مارنا اور اونکو گالیان گوانا رخصت کے
 وقت دولہہ سے پانی کٹوانا دولہن کے سر کا اربل دولہہ کے ایک ہاتھ سے
 کھلوانا دولہہ کے ایک ہاتھ سے سہاگ پڑے کا تچ تسل بٹے پر پسوانا دولہن
 کے پانچاھے میں دولہہ سے ازار بند ڈلوانا دولہن کی جوتی دولہہ کے سر سے
 چھوانا اوسکے بعد جلوہ دلانا نبات چھوانا ساس کا دولہہ کے کان میں آکے
 سہاگا لگانا دولہہ دولہن کے سر پر رخصت کا سہرا باندھنا دولہن کے بہائی

سے اوسکے ڈوپٹے کے چارون آچل بند ہونا رخصت کے وقت دولہن
 کے غسل کے پانی کا شربت بنا کے دولہ کو پلانا دولہ کو گہرین لائیکے بعد بکرا منگا کر فوج
 اکڑنا اور اوسکا خون دولہن کے پانوں کے انگوٹوں میں لگانا دولہن کو ہاتھ سے جاتھل چھڑانا
 اور اوسکے پانوں پر پانوں رکھکے انار توڑنا دولہ دولہن کو برابر کڑا کر کے دولہن کے مونڈھ پر ٹانگنا
 دولہن کے ہاتھ سے دولہ کو کیر کھلوانا صبح کو پلچا گوانا اور لوگوں سے ہیک ہانگ کے
 ہاجا کا پکوان پکانا پھر دولہن کے میکے سے باجون کے ساتھ بتول آنا اور
 دولہ کا سلام کے لئے سسرال جانا نکاح کے چوتھے دن چوتھی کرنا اور
 دولہن کی گود میوے سے بہنا پیر میزاشن سے وہ میوہ اور پھولوں کی گیندیں دولہن
 کے ہاتھ سے دولہ کی طرف اور دولہ سے دولہن کی طرف سات بار پکوانا
 تالاب یا ندی پر جا کے خواجہ خضر کا دودھ دلیا کرنا اور چھوٹی چھوٹی ناوین بنا کے
 اونپر رنگ برنگ کی اوڑھنیاں ڈالنا پھراون میں روشنی کر کے دولہ دولہن
 کے سہرے اور پھولوں کو رکھکے دریا میں بہانا اور دولہ دولہن کے آچل جوڑ کر
 باندھنا اور اونکو دریا کے کنارے پر لیجا کے اکٹھا کڑا کرنا اور ڈومنیوں سے
 اکچھڑیاں اور پالنے گوانا پھر اونکو کچی کچڑی کے خان بہر کے دینا اور جب
 لڑکی حمل سے ہو تو باچون ساتوین نوین جیسے بچو اسسا ستوا سونما سا کرنا
 اور اس تقریب میں میکے سے جوڑے کا آنا اور زچا کو جوڑا پہنا کے مسند پر
 بٹھانا اور زرد کپڑے پر روپیہ رکھکے دودھ کا دیکھنا اور نوما سے کی گود بہرائی

مین زچا کو جوڑا اپنا کے دائی کے سامنے لٹانا اور اس کے ہاتھ سے زچا کے
 پیٹ پر تیل ملوانا اور بچہ پیدا ہونے کے چھٹے روز چھٹی کرنا اس کا بیان چھٹی
 کی فصل مین گذر چکا دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں یہ سب رسمیں جو بیان
 ہوئیں بعض ان مین سے صریح کفر ہیں اور بعض مین کفر کا خوف ہے اور
 بعض بدعت ہیں یہ ساری غیر قوموں کے میل جول سے مسلمانوں مین پہل
 گئی اور بے علمی کی وجہ سے جاہل مرد اور عورتوں نے ان کو دین ٹھیرا لیا
 بلا تکلف شادی بیاہ وغیرہ مین ان کو خوشی خوشی کرتے ہیں اور ان کے
 کرنے کو مبارک سمجھتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ کفر و شرک و بدعت مین گرفتار
 ہو کے ایمان سے ہاتھ دھو تے ہیں اور ابد الابد کا عذاب اپنے سر لیتے
 ہیں اور نکاح کا رشتہ میان بی بی سے توڑتے ہیں اور اولاد کو بے نسب
 بناتے ہیں یعنی جب نکاح ہی نہ ہا تو پھر نسب کہاں بلکہ اولاد زنا کی ٹھیری
 یہی وجہ ہے کہ اکثر اولاد صالح اور لائق نہیں پیدا ہوتی اس لئے کہ حرام کی
 اولاد سے خیر و برکت کی اُمید معلوم نہیں سب مسلمان مرد اور عورتوں کو
 چاہیے کہ جن افعال اور رسوم سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اس مین کسی طرح
 کا فتور آتا ہے ان کو خوب سمجھ لیں اور اسے پرہیز کرتے رہیں تاکہ دنیا کی
 رسوائیوں اور آخرت کے عذاب سے بچاؤ پاویں۔

باب ہفتم

فصل بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اوس کے اجر کے بیان

مسلمانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت و عافیت کی دعا مانگا کرین اس لئے کہ تندرستی سے بڑا ہر دنیا میں کوئی نعمت نہیں تمام دین دنیا کے کام اسی پر موقوف ہیں اگر دنیا بہر کی نعمتیں آدمی کے پاس موجود ہوں اور ایک صحت ہو تو سب سچ ہیں اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت کو بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر صحت و عافیت کے دنوں میں نہیں سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ میں مبتلا ہوتا ہے اوس وقت اوسکی خوبی اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے دکھ درد میں گہرا رہنے اور شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور تھوڑی سی ایذا سے بیتاب ہو جاتا ہے انصاف سے دیکھو تو اکثر صحیح رہتا ہے اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے میں اس نعمت عظمیٰ کا کبھی شکر ادا نہیں کرتا بخلاف بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے بھی ناشکری کرتے لگتا ہے اور اوس کا تحمل نہیں ہوتا پس انسان کو چاہیے کہ جب کبھی بیمار یا کسی رنج و غم میں گرفتار ہو تو راضی برضاے مولیٰ ہو کے اوس پر صبر کرے جزع فزع نہ کرے اور کسی طرح کی خفگی اور رنج و ملال دل میں نہ لاوے اس لئے کہ

مسلمان کو بیماری و بئخ و الم کی جو تکلیفیں پہنچتی ہیں اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر اور پھر صبر کرتا ہے تو اس سے اوس کے گناہ جڑتے ہیں اور اجر کے درجے بڑھتے ہیں جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِيبْ مِنْهُ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہلانی کرنا چاہتا ہے تو اس کو کسی مصیبت وغیرہ میں گرفتار کرتا ہے۔ اور
 بخاری و مسلمین ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَخْلَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا
 هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَ يُشَاكَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا
 مِنْ خَطَايَا ۖ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہین پہنچتا مسلمان کو
 کوئی بئخ اور نہ کوئی دکہ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم بیان تک
 کہ اسے کاٹنا چھو یا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے
 اوس کے گناہ حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا بئخ و ملال یا کوئی صدمہ
 اور تکلیف پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
 اوس کے چھوٹے چھوٹے گناہ بخش دیتا ہے اور صحیح مسلم میں بروایت جابر
 رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

عَلَى أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالِكٌ رُفِزَيْنِ قَالَتْ الْحُمَّى لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا
 فَقَالَ لَا تَسْبِي الْحُمَّى فَإِنَّهَا تُدْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُدْهِبُ الْكَبِيرُ
 خَبِثَتِ الْحُمَّى يُدْهِبُ يَعْنِي جَابِرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ هُنَ كَمَا رَسُلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ أُمُّ السَّائِبِ كَيْسَ تَشْرِيفَ لَأَسَى بِهَرِ فَرَمَا يَا كَيْسَ تَجْهَ كَيْسَ هُوَ هُوَ
 كَمَا كَانَتْ هُوَ أَوْسَى عَرْضَ كَيْسَ تَبَ هُوَ نَبَرَكْتَ وَكَسَى أَوْسَى بَسَ
 أَوْسَى نَبَرَمَا نَبَرَكْتَ تَبَ كَوَاسَ لَيْسَ كَمَا بِشَكَّ وَهَبَنِي آدَمَ كَمَا كَنَاهُ سَطَرَ
 دَوَرَ كَرَّتِي هُوَ جَيْسَ بَطْنِي لَوْسَ كَمَا مِيلَ كَوَاسَ إِلَى الدِّينَا نَبَرَكْتَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ سَ رَوَايَتُ كَيْسَ هُوَ قَالَ كَلَوْ أَيْزُجُونَ فِي حُمَّى لَيْلَةٍ كَفَّاسَ لَا لَسَا
 مَضَى مِنَ الذَّنْبِ يَعْنِي حَسَنَ كَتَبَ هُنَ كَمَا مَسِيرَ كَتَبَ تَهَ يَعْنِي صَحَابَهُ أَيْكَ
 رَاةَ كَيْسَ مِينَ كَمَا وَهَ كَذَرَ هُوَ كَمَا هُونَ كَمَا لَسَ كَفَارَهُ هُوَ أَوْ
 الْوَالِدُ رَاةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَ مَرُوسَ هُوَ كَمَا أَيْكَ رَاةَ كَيْسَ سَالِ بِهَرِ
 كَمَا كَنَاهُ سَطَا دَيْتِي هُوَ بَسَ إِنْ حَدِيثُونَ سَ مَعْلُومَ هُوَ كَمَا حَبَّ آدَمَ كَيْسَ
 مَرَضَ يَا مَصِيبَتِ مِينَ كَرَنَارَ هُوَ تَوَا أَوْسَكُو بِرَانَهُ كَمَا بَلَكَمَ أَوْسَ بِرَ كَرَسَ أَسَ لَسَ
 كَمَا اللَّهُ تَعَالَى صَبَرَ كَرَسَ سَ بِسَبَبِ أَيْكَ رَحْمَتِ وَاسَعَهُ كَمَا أَوْسَ كَمَا كَنَاهُ
 مَعَا فَ كَرَتَا هُوَ أَوْسَ آخِرَتِ مِينَ بَرَسَ بَرَسَ مَرْتَبَ عَنَايَتِ فَرَمَا وَكَا أَوْ
 أَوْسَ رَحْمَتِ لَوَا بَسَ بَنَدُونَ بِرَ اسْقَدَرَسَ كَمَا حَبَّ كَوْنِي أَوْنِينَ سَ بِسَبَبِ

بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اوراد و وظائف کے ادا کرنے سے مغدور
 رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اوس کے نامہ اعمال میں لیا
 ثواب لکھتا ہے جیسا کہ صحت و حضر میں اوس کے لئے لکھتا تھا چنانچہ یہی
 مضمون بخاری شریف میں آیا ہے عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ بِمِثْلِ
 مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اوس کے سبب سے اپنے
 نوافل اور وظائف ادا نہیں کر سکتا تو لکھا جاتا ہے اوس کے لئے مانند اوس
 چیز کے کہ عمل کرتا تھا اگر میں تندرست یعنی بے پڑ ہے اوس کو نفل اور وظیفہ
 پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلَى طَرَفِ نَفْسِهِ
 حَسَنَةً مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرِضَ قِيلَ لِلْمَلَكِ الْمُرْكَلِ بِهِ اُكْتُبْ لَهُ مِثْلَ عَمَلِهِ
 إِذَا كَانَ طَلِيقًا حَتَّى أَطْلُقَهُ أَوْ أَكْفَتْهُ إِلَى سَرَدٍ أَوْ فِي شَرْحِ الشَّنَةِ یعنی
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیشک بندہ جس وقت عبادت کی
 کسی نیک راہ پر ہوتا ہے پر بیمار ہو جاتا ہے یعنی اور وہ عبادت نہیں کر سکتا
 تو لکھا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اوس فرشتے سے جو اوس کے ساتھ

ساتھ معین ہے یعنی کہ لکھنا اوس کے واسطے مانند اوس کے عمل کے جس وقت
وہ سندرست تھا یہاں تک کہ صحیح سالم کروں میں اوسکو یا ملائون اوسکو
اپنی طرف یعنی مرجاؤے اور ترمیزی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ
أَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پہنچتی رہتی ہے بلا ایماندار
مرو یا عورت کی جان اور مال اور اولاد میں یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملاقات
کرتا ہے یعنی مرجاتا ہے اس حال میں کہ اوسپر کوئی گناہ نہیں یعنی بلاؤں کے
سبب سے اوسکے سب گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور امام مالک نے
بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے محمد بن
خالہ سلمی سے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ
مِنَ اللَّهِ مَنَزَلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بَعْلُهُ إِلَّا لَاحَ اللَّهُ فِي جَمَدٍ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ
ثُمَّ صَيَّرَ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنَزَلَةُ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ
یعنی محمد بن خالہ سلمی اپنے باپ سے اور وہ اون کے دادا سے روایت
کرتے ہیں کہ کما اونہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اوس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایسا مرتبہ کہ نہین پہنچ سکتا وہ اوسکو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اوسکو
 اللہ اوسکے بدن یا مال خواہ اولاد میں پھر اوسکو اوسپر صبر عطا کرتا ہے بیان تک
 کہ پہنچاتا ہے اوسکو اللہ اوس مرتبے پر جو مقدر ہوا تھا اوس کے واسطے اللہ
 کی طرف سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتوں پر صبر کرنا ایسی عمدہ
 چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت و عبادت سے نہین پہنچ سکتا وہ
 اس کے سبب سے اوس مرتبے کو پہنچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان ایماندار
 کو چاہیے کہ کسی طرح کے رنج و غم ایذا و تکلیف دکھ درد میں ہرگز نہ گہراوے
 اور جزع فزع اور شکوہ شکایت بھی نہ کرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر راضی
 رہے اور ہر وقت اپنے گناہوں سے ڈرے کہ تو بہ اور استغفار کرتا رہے
 تاکہ اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ جلد صحت و عافیت عطا فرماوے اور عمل خیر کی توفیق دے

فصل بیمار کی خدمت اور اوسکی خبر گیری کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اوسکے حال کی خبر رکھنا عمدہ
 بات اور ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری خصوصاً
 بیماری میں اون کی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات
 ہے اس لئے کہ مان باپ اولاد کی جنت و نارہین جیسا کہ ابن ماجہ نے
 ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 مَا أَحَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَيَّ وَلَدِي مَا قَالَ هُجَّتْكَ وَنَارُكَ لِعَيْنِي ایک آدمی نے

عرض کیا یا رسول اللہ کیا حق ہے مان باپ کا اپنی اولاد پر فرمایا وہ دونوں
 تیری جنت دوزخ میں یعنی اونکی فرمانبرداری سے جنت نصیب ہوتی ہے
 اور اونکی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیوں نہ او ان کی اطاعت تو اولاد
 پر فرض ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے شروع
 میں اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ بہلائی کرنا ارشاد فرمایا ہے
 وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِلَآئَا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنََّّمَا يُبَلِّغُنَّ عَنْكَ
 الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تُكْهَرُ هُمَا ذُلٌّ لَّهُمَا قَوْلًا
 كَرِيمًا ۚ وَخُفْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِيلِ مِنَ الرَّحْمَةِ ۚ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي
 صَغِيرًا ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِنَّ تَكُونُوا صَالِحِينَ
 فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ۖ اَلْیَعْنِی اور چکا دیا تیرے
 رب نے کہ نہ پوجو اوس کے سوا اور مان باپ سے بہلائی کہی ہو تیج جاوے
 تیرے سامنے بڑے پے کو ایک دونوں تو نہ کہہ اون کو ہون اور نہ جہڑک
 اونکو اور کہہ اونکو بات ادب کی اور جھکا اونکے آگے کند ہے عاجزی کر کے
 پیار سے اور کہہ اے رب او پر رحم کر جیسا پالا اونہون نے جھک کر چوٹا ہوتا رہا رب
 خوب جانتا ہے جو تمہارا سب جی میں ہے جو تم نیک ہو گے تو وہ رجوع لانے
 والوں کو بخشتا ہے یعنی اگر دل میں آوے کہ بڑے مان باپ سے یہ معاملہ
 نبیہنا مشکل ہے تو فرما دیا کہ جسکی نیت نیکی رہو اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے

تو اسد بخشتے والا ہے پس ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ مان باپ کے
 ساتھ احسان اور سلوک سے پیش آنا اولاد پر فرض ہے اس لئے کہ جس طرح
 ان آیتوں میں اور صیغے امر کے ارشاد فرمائے ہیں اسی طرح بالوالدین سے پہلے
 لفظ احسنوا امر کا صیغہ مفذر ہے اور امر وجوب کے واسطے ہوتا ہے سو اولاد
 کو چاہیے کہ سب کاموں میں جو خلاف شرع نہ ہوں ان کی فرمانبرداری کو مقدم
 جانے اور سعادت دایرین اور موجب نجات سمجھے خاصکر مان باپ دین سے
 جب کوئی بیمار ہو جاوے تو اولاد کو چاہیے کہ ہر وقت ان کی خدمت میں
 حاضر رہے ان کے علاج معالجے اور کھانے پینے اور اوٹھانے بٹھانے
 کا خود ہی نہایت خیال رکھے تاکہ کسی طرح کی ایذا اور تکلیف ان کو نہ ہونے
 پاوے اور جس طرح سے خدمت کر نہیں ان کی خوشی کا اور رضا مندی معلوم
 ہو اسی طرح سے ان کی خدمت گزار کر رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نہ کرے
 کہ ان کو ناگوار لگدے یا ان کے دل کو کسی طرح کا صدمہ پہنچے اس لئے
 کہ مان باپ کی ناخوشی سے اسد تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ ترمذی نے
 روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ رَضِيَ الرَّبُّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطَ الرَّبُّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ
 یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
 کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رضا مندی اللہ کی والد کی رضا مندی میں ہے

اور ناخوشی اللہ تعالیٰ کی باپ کی ناخوشی میں ہے اس حدیث شریف میں
 نرے باپ کا ذکر آیا ہے اور مان بھی اسی حکم میں داخل ہے بلکہ اوس کا
 حق تو باپ سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے
 اور جو والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت کرنے میں
 تکلیف ہوگی زیادتی عطف و رافت کی راہ سے اوس سے خدمت
 نہ لین اور اوس کو خدمت کرنے سے منع کرین تو یہی اوس کو لازم ہے کہ اونکی
 بیماری کی حالت میں ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب وہ کسی کام کے لئے اشارہ
 کریں یا حکم دیں تو فوراً اوس کو بطیب خاطر بحال اوے اور دوا غذا وغیرہ کا تو خود
 ہی نہایت اہتمام رکھے نرے آدمیوں پر نہ چوڑ دے اس لئے کہ ہر آدمی
 سے اوسکی احتیاط ہونا مشکل ہے۔ اور مان باپ کے سوا خاوند کی خدمت
 بی بی کو اور بی بی کی خدمت خاوند کو کرنا بہت ضرور ہے یعنی ان میں سے
 جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو چاہیے کہ اوسکی بیماری اچھی طرح کرے
 اور کسی کام اور خدمت میں درلغ اور کوتاہی نہ کرے اور نہ اوس کے کرینین
 اپنی حقارت سمجھے بلکہ اوسکی خدمت رغبت اور خوشی سے کرے اسلئے
 کہ یہ خدمت میان بی بی کے حقوق میں داخل ہے اور عزیز و اقارب کی
 بیماری وغیرہ میں تیمارداری اور خبر گیری صلہ رحم سے ہے جتنا جو عزیز قریب
 ہو اتنا ہی اوس کا ہر حال میں شریک و معاون رہے اور غیروں کے

ساتھ بیماری میں سلوک کرنا اور اونکی ہر طرح سے خبر رکھنا موجب اجر و ثواب کا ہے اور بیمار کی خدمتگزاری میں ان امور کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے ایک یہ کہ بہت آہستہ سے اوسکو اٹھاوے بٹھاوے لٹھاوے تاکہ کسی طرح کی ایذا و تکلیف اوسکو نہ پہونچے اس واسطے کہ بیماری کی وجہ سے سارا بدن اور سب قوتیں ضعیف ہو جاتے ہیں ذرا سے صدر سے بہت تکلیف پہونچتی ہے دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کیسکو شور و غل نہ کرنے دے اور نہ کوئی چیز ایسے زور سے پہنکے کہ اوسکے کھٹکے اور دھمک سے اوسکو ایذا پہونچے تیسرے اوسکی دوا غذا وغیرہ میں دیر اور غفلت نہ کرے جو وقت اوسکا مقرر ہوا اسی وقت کہلا پلاوے چوتھے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور اوس کے قریب بیٹھ کے اوسکے اشارے کا دھیان رکھے تاکہ بیمار کو چھیننا چلانا نہ پڑے اور اشارے سے اوسکا کام لکھجاوے پانچویں یہ کہ اگر کسی ضرورت کے واسطے آپ کہیں جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار خیر خواہ آدمی کو اوس کے پاس چوڑ جاوے تاکہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے اور اوس کو کسی طرح کی تکلیف نہونے پاوے غرض کہ بیمار کی خدمت نہایت غور و فکر سے کرے اور جو کوئی بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گھر آجاوے تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی دوا علاج وغیرہ میں مدد کرے اور حتی الامکان اوسکی خدمت سے بھی دریغ نہ کرے اور تندرست ہونے تک آرام و چین سے اوسکو اپنے یہاں رکھے جب تک

وہ رہے اچھی طرح سے اوسکی خاطر داری اور تشفی کرتا رہے اور کام کاج سے
 فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اوسکے پاس جا کے اوسکی تسلی
 اور تسکین کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اوسکا دل نہ گہراے بلکہ ہر طرح
 سے اوسکی دلچسپی ہو جائے اور وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ میرا بیان کارہنہا گرواے
 پر بار ہے اور میرے رہنے سے اوسکو تکلیف پہنچتی ہے غرض کہ بیمار کی خدمتگاری
 اور خاطر داری وغیرہ میں کسی طرح کی کوتاہی اور بے پرانی اور کج خلقی اور بد
 دماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل ہو اوس کے
 استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اوسکی خبر گیری کرتا رہے اس لئے کہ
 بیماروں کی تیمارداری وغیرہ میں سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر کی بات
 ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ لگانہ ہے یا بیگانہ بلکہ ہر ایک کے دکھ درد میں جس
 طرح سے ہو سکے بلاتامل شریک ہو جایا کرے یعنی خدمتگاری اور خاطر داری
 اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اوسکی مدد کرے کیونکہ بیمار کی خبر گیری
 میں کئے فائدے ہیں آپیک یہ کہ دکھ درد موت زندگی ہر آدمی کے ساتھ
 لگی ہوئی ہے دنیا میں اس سے کوئی خالی نہیں پس اگر انسان کسی کی دکھ
 بیماری میں شریک ہوگا تو دوسرا بھی اسکی مصیبت میں کام آوے گا اور جو
 وہ کسی کے بُرے وقت کام نہ آویگا تو اوسکا بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا
 گو کیسا ہی عزیز و قریب ہو دنیا میں تو اکثر خوش خلقی اور ملساری ہی سے کام

نکلتے ہیں یہ ایسے عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر ہی لگانہ ہو جاتا ہے دوسرے
یہ کہ کسی کو نفع پہونچانے اور اوسکی تکلیف کے وقت کام آنے سے آخرت
میں عمدہ عمدہ درجے ملین گے تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ رضی
اور خوش رہتے ہیں حاضر و غائب اوسکو دعاے خیر سے یاد کرتے ہیں پس
ہر انسان کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے دوسرے کے مصائب اور ایذا
اور تکالیف کے وقت کام آوے اور اونکے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت
و آرام پہونچانے کی فکر کرے اس لئے کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے۔

يُحِبُّ النَّاسُ أَنْ يَفْعَلَهُمُ النَّاسُ

فصل عیادت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقوق میں سے ہے
جنہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برتنا چاہیے جیسے ہو کے کو کہنا
کہلانا سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا مروے کو نملانا کفن پہنانا جنازہ
کے ساتھ جانا اور مثل اسکے اور عیادت کی فضیلت میں اگرچہ بہت حدیثیں
وارد ہوئی ہیں مگر توڑی سی اس جگہ لکھی جاتی ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ثوبان
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةٍ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ يَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو قضاعی نے جابر رضی اللہ عنہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ برشت کی میوہ خوری میں رہتا ہے یہاں تک کہ پہر آوے یعنی وہ بیمار پرسی کے لئے جانے سے جنت اور اس کے میوے کے کمانے کے لائق ہو جاتا ہے اور ترمذی اور ابو داؤد میں آیا ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غَدَاةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَتْهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خِرَافٌ فِي الْجَنَّةِ
 یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہین عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی اگلے دن میں یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ شام کرے اور نہین عیادت کرتا ہے پچھلے دن میں یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت و مغفرت مانگتے ہیں اس کے واسطے ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ صبح کرے اور ہوتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک باغ اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتُ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأَتْ مِنَ الْجَنَّةِ مَنَازِلٌ لِيَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو

شخص کہ بیمار کی عیادت کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنیوالا
 یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھ کو یعنی دنیا و آخرت میں اور اچھا بہتر چلنا دنیا یا
 آخرت میں اور بناوے تو جنت میں ایک مکان یعنی بہشت میں تجھے بڑا
 مرتبہ نصیب ہوا پورا نام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ
 عنہ سے روایت کرتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ
 عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ مَحْضًا لِحُجَّتِهِ حَتَّى يُجَاسَّ فَإِذَا اجْتَمَعَ فِيهَا
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت
 کرتا ہے وہ ہمیشہ دریا سے رحمت میں پھٹتا رہتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جاوے
 یعنی بیمار کے پاس پہر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے پس
 ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بیمار پر سی نہایت عمدہ چیز اور بڑے اجر
 کی بات ہے مسلمان کی عیادت کرنے میں تو بہت ہی ثواب ملتا ہے
 اور غیر دین والوں کی بیمار پر سی بھی شرعاً جائز اور خالی ثواب سے نہیں
 جیسا کہ بخاری کی اس حدیث شریف و ثابت ہو ما رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَمُودِيٌّ يُحْدِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَمْرَضًا فَاتَاهُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَبْكُ وَهُوَ فَقَدَ عِنْدَ سُرْسِيهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمَ
 فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطْعَمَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَقْدَاهُ مِنَ النَّارِ يَعْنِي النَّسْرَ صَنِ اللَّهُ عَنْهُ

روایت ہے اُنہوں نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ وآلہ وسلم کی خدمت
 گیا کرتا تھا اور وہ بیمار ہو گیا پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
 لئے اُسکے پاس تشریف لائے اور اُسکے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور
 اُس سے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ سنئے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور وہ اُسکے پاس
 تھا اُس کے باپ نے کہا ابو القاسم کا کامان لے پس وہ مسلمان ہو گیا پھر نبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب
 تعریفاً اُس اللہ کے لئے ہے جس نے اُسکو آگ سے بچا لیا یعنی اسلام
 لانے کے سبب سے پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر
 کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور فاسق کی عیادت جائز ہونے میں
 علما کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ اونکی بیمار پر سی من بھی کچھ
 مضائقہ نہیں تا فر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے
 اور بھی کئی باتیں سمجھی جاتی ہیں ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے
 دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اُسکے سر کے پاس بیٹھے تیسرے
 اگر بیمار کافر ہو تو اُسکو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اسکے اور آداب عیادت
 کے بہت ہیں ایک اون میں سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اوٹھ
 اُٹھ کر ہو عبیا کہ الن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ الْغِيَادُ لَا تُؤَاوَى نَاقَةً دَنَى دَرَايَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَلَّبِ مُرْسَلًا وَافْضَلُ

الْعِيَادَةُ سُرْعَةُ الْقِيَامِ دَرَاهَةُ الْبَيْهَقِيِّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ يَعْنِي فَرَمَايَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعْنِي أَنَّ أَفْضَلَ زَمَانَةِ عِيَادَاتٍ كَمَا مَقْدَارُ أَوْسٍ زَمَانِے كِي
 كہ درمیانِ دودہ و دوہڑا و نطنی کے اور سعید بن مسیب کی روایت میں مرسلہ وارد
 ہوا ہے کہ بہترین عیادت کی وہ عیادت ہے کہ اوس میں جلد اوٹھ کھڑا ہو اس کو
 بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے ان دونوں حدیثوں سے معلوم
 ہوا کہ عیادت میں بہت نہ بٹھنا چاہیے مگر جس شخص کے بٹھنے سے بیمار کو تشفی
 اور تسکین ہوتی ہو یا وہ اوس شخص سے خدمت لینے میں کسی طرح کا تکلف
 نہ کرتا ہو تو اوس کو بیمار کے پاس زیادہ ٹھہرنا چاہیے تاکہ اوس کا دل بے اور
 اور راحت و آرام ہو پونچے۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ بیمار کے سامنے تسلی کی باتیں
 کرے جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
 سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا
 دَخَلْتُمْ عَلَى مَرِيضٍ فَنَفَسُوا إِلَيْكُمْ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطِيبُ بِنَفْسِهِ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم عیادت کے لئے
 بیمار کے پاس آؤ تو طمع دو اوس کو زندگی کی یعنی یون کہو کہ بخیریدہ ہو کچھ دنہیں
 ابھی اچھا ہو جاوے گا اسد تیری عمر میں برکت دے اس لئے کہ یہ کننا تقدیر کی بات
 کو نہیں پھیرتا اور بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مریض کے پاس
 شور و غل نہ مچاوے جیسا کہ رزین کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيفُ الْجُلُوسِ وَفَلَّةُ الصَّخْبِ
 فِي الْعِبَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيضِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا
 كَثُرَ لَغْظُهُمْ وَارْتِخَالُ فُهُمْ قَوْمُوا عَنِّي يَعْنِي ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 روایت ہے اونہوں نے کہا سنت سے ہے کہ بیٹھنا اور کلم غل کرنا عیادت
 میں نزدیک بیمار کے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بہت ہو غل اور اختلاف صحابہ میں اٹھ
 کھڑے ہو میرے پاس سے چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت
 کو جاوے تو اوس کے لئے شفا کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین میں حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے پڑھے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى مِنْ
 إِنْسَانٍ مَسَّحَ بِمِزْنِهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبِ الْبَاسُ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ
 الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ لَا يَفَادِرُ سَقَمًا يَعْنِي حَضْرَتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 فرمایا کہ جب کوئی آدمی ہم میں سے بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اپنا دھنا ہاتھ اوپر پھیرتے پھر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیوں
 کے اور شفا دے تو ہی شفا ہے نہیں کوئی شفا مگر تیری شفا وہ شفا کہ نہ چھوڑے
 کسی بیماری کو اور اس دعا کے سوا چاروں قل پڑھے مریض پر دم کرے جیسا کہ
 بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ قَالَتْ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى لَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمَعْذَاتِ
 وَاسْتَسْعَى بِمِدَّةٍ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوِي فِيهِ كُنْتُ لَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمَعْذَاتِ
 الَّتِي كَانَ يَفُتُّ وَاسْتَسْعَى بِمِدَّةٍ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي رَدِّ آيَةِ الْمُسْلِمِ
 قَالَتْ كَانَ إِذَا مَرَّ بِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ لَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمَعْذَاتِ يَعْنِي حَضْرَتِ عَائِشَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي هُنَّ كَيْتُ حَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَا رَهُوتِ تَوَدُّمِ كَرْتِ
 أَپِنِ اُوپر مَعْذَاتِ اُوپر پیرتے اُپنے اُوپر ہاتھ اپنا یعنی جہان تک پہنچ سکتا
 ہاتھ بدن مبارک پر پس جب بیمار ہوئے اوس بیماری میں کہ وفات کئے
 گئے اوس میں تو میں دم کرتی تھی حضرت پر مَعْذَاتِ وہ مَعْذَاتِ کہ حضرت
 دم کرتے تھے اُوپر پیرتی میں ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی اس طرح کہ
 میں مَعْذَاتِ پڑھتی اور حضرت کے ہاتھوں پر دم کرتی اور اُن کے دونوں ہاتھ
 اُن کے بدن مبارک پر پیرتی اور مسلم کی ایک روایت میں یہ آیا ہے
 کہ حضرت عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کہتی ہُنَّ کہ جب کوئی آپ کے گھر والوں میں سے
 بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم کرتے اوس پر مَعْذَاتِ ف
 مَعْذَاتِ سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں لفظ
 جمع باعتبار آیتوں کے کہ آیا اقل جمع کے دو ہیں یا دو سو تین یہ اور تیسری
 قل هو اللہ ان تینوں کو مَعْذَاتِ کہنا تعلیم ہے اور محتدی بات ہے
 بعض نے کہا قل یا ہی اسمین داخل ہے اور بیمار کے حق میں عیادت

کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی جو ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَقُولُ لِقَوْلِ مُسْلِمٍ
 نَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا أَشْفَى
 شَفَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَدْحَةً أَجَلَهُ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ پوچھے بیمار مسلمان کو بہر کسے سات بار سوال کرتا ہوں میں اللہ بزرگ رب عرش عظیم سے کہ شفا دے تجھ کو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہوا جل اوسکی یعنی یہ مرض لاعلاج ہے اگر اوسکی موت نہیں آئی ہے تو اس دعا کے پڑھنے سے مرض الموت کے سوا اوسکی سب بیماریاں جاتی رہتی ہیں پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اس کے لئے دعا کرنا بھی ضرور ہے اور جو مناسب سمجھے تو بیمار سے اپنے بھی واسطے دعا کرے کیونکہ اوسکی دعا اکثر قبول ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ لَا يَدْعُكَ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاؤِ الْمَلَائِكَةِ

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے کہہ کہ وہ تیرے لئے دعا کرے، اس واسطے کہ اوسکی دعا فرشتوں

کی دعا کے مثل ہے پانچواں ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لئے
 جاوے تو کہے لا بَاسَ طَهُورًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی کچھ ڈیر نہیں اگر اللہ
 چاہے تو یہ مرض تیرے گناہوں کو دور کر دے گا اور تو پاک صاف ہو جاوے گا جیسا کہ
 بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم دَخَلَ عَلٰی اَمْرَآئِیْ یُعُوذُ لَہٗ اِذَا دَخَلَ عَلٰی
 مَرِيضٍ یُعُوذُ لَہٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ بَاسَ طَهُورًا اِنْ
 شَاءَ اللّٰهُ قَالَ كَلَّا بَلْ حُمٰی تَقُوذُ عَلٰی شَيْءٍ کَبِیْرٍ یُّزَادُ الْقُبُوْرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَیْہِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فَنَعَمَ اِذَا عِنِیْ بِشَیْءٍ نَبِیُّ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اِکْثَرُ اَمَّا اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ
 پَاسَ عِیَادَتِکَ وَسَطٌ تَشْرِیْفٌ لَّہٗ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ
 لَہٗ تَشْرِیْفٌ یَّجَآئِہٖ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ اَوْ اَنْ یُّسَلِّمَ اِیَّکَ
 یعنی حسب عادت یہی کلمہ فرمایا اوس گنوار نے کہا ہرگز یون نہیں بلکہ یہ ہے
 کہ بڑے بڑے پر جوش مارتی ہے یہ تپ اوسکو قبروں سے ملا دیگی یعنی مار دیگی
 پس آپ نے فرمایا ہاں اب یون ہی ہوگا عیادت کے وقت اِنْ یُفْظَنُ
 کہ کہنے کے سوا اس حدیث شریف سے اور کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک
 یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس گنوار کے کفرانِ نعمت پر خفا ہوئے
 اس لئے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب اور صبر و شکر کا طریقہ بتلایا اور اُس نے
 اس نعمت کی قدر بخان کے کفران کیا سو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اب

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک تمہارا
 موت کی اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے یعنی زندگی کے بڑھنے
 سے اور جو وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہے یعنی
 توبہ کرے اور لوگوں کی اذن کی حق ادا کر کے اور صحیح مسلم میں بھی حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ لَا تَمْنِي أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ إِنَّهُ إِذَا آمَاتَ
 انْقَطَعَ أَمَلُهُ وَإِنَّهُ لَإِيْزِيدُ الْمُؤْمِنِ عُسْرًا (الْآخِرُ) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی یعنی دل سے اور دعا
 نہ مانگے مرنے کی یعنی زبان سے پہلے اس سے کہ اوسکو موت آوے بیشک
 جبکہ وہ مرجاتا ہے تو اوسکی امید منقطع ہو جاتی ہے یعنی زیادہ بہلائی کرنے
 کی اور بیشک بنین زیادہ کرتی مومن کو اوسکی عمر کی درازی مگر بہلائی کو اور امام
 احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنُوا الْمَوْتَ فَإِنَّ هُوَ الْمَطْلَعُ شَدِيدٌ
 وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُولَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَيَسُرُّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا نَابَهُ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کر و مرنے کی اسلئے
 کہ جانکنی کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیک بختی سے ہے یہ کہ زیادہ
 ہووے عمر بندے کی اور نصیب کرے اوسکو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرمانبرداری

اکی طرف حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ کسی ایذا اور تکلیف اور مصیبت
 کے پہونچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہان تک ہو سکے
 صبر کر کے اپنے مولا کے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر میں لکھا
 ہے وہ ضرور ہی ہوتا ہے چاہے صبر کرے یا نہ کرے مگر صبر کرنے سے مصیبت
 آسان ہو جاتی ہے اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب
 ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے **وَالَّذِينَ فِي الصَّالٰتِ وَجُوْهُهُمْ حَسٰتٌ**
بَعِيْثٌ یعنی ملتا ہے ٹھیرنے والوں ہی کو اونکائیگ ان گنتی اور وارد ہوا ہے **اِنَّ**
اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ یعنی بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور
 بے صبری سے مصیبت کی ایذا اور تکلیف بڑھتی ہے اور اجر سے محرومی
 نصیب ہوتی ہے پھر صبر کے اجر کو مفت ہاتھ سے دینا کون عقلمندی کی
 بات ہے ہاں اگر ایسی ہی موت کی آرزو کریشکی ضرورت پیش آوے تو اس
 طرح کہ جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا یَمْنُوْنَ اَحَدُکُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضَرِّ اَصَابَہٗ
فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاَعْلًا فَلَقُلِّ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوَةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَلَّیْ اِذَا
کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہرگز
 نہ آرزو کرے کوئی تمہیں کامرنے کی اوس ضرر سے کہ اوسکو پہونچے یعنی بدنی ہو
 یا مالی پس اگر ہے ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیے کہ کہے اے اللہ زندہ

رکمہ مجھ کو جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو یعنی مرنے سے اور موت
 دے مجھ کو جس وقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی جینے سے اس حدیث
 سے اگرچہ ضرورت شدید کے وقت ان لفظوں کے کہنے کی اجازت
 ثابت ہوتی ہے لیکن اگر یہ بھی نہ کہے تو اولیٰ و افضل ہے اس واسطے
 کہ موت کسی کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے آجائے اور سکا تو ایک
 وقت مقرر ہے اوس سے پہلے ہرگز نہیں آسکتی۔ دوسری کہ موت
 کی آرزو دنیا کے رنج و غم ایذا اور تکلیف سے چٹکارا پانے کے لئے کی جاتی ہے
 اور انجام کا حال الہی کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہاں کیا معاملہ ہوگا
 راحت پاویگا یا تکلیف خدا نخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب
 میں گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت میں پڑیگا کہ دنیا کی سب تکلیفوں اور مصیبتوں
 کو بھول جاویگا اور یہ آرزو کرے گا کہ کاش دنیا میں اور زندہ رہتا اور اچھے کام کرتا
 تو اس بلا میں نہ مبتلا ہوتا پھر یہ آرزو اوس وقت کچھ فائدہ نہ دیگی اور جو اللہ
 تعالیٰ کے فضل و کرم سے اوس عالم میں اچھا معاملہ ہوا تو وہی موت کی تمنا کرنے
 کے سبب سے جو خلاف شرع ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف میں مبتلا ہوگا
 خوف ہے تیسرے یہ کہ دنیا آخرت کی کمیتی ہے یہاں حسب قدر نیک عمل کرے گا
 اور تنہا ہی وہاں ثواب پاویگا دنیا کی چند روزہ زندگی کو گو کتنی ہی بلا و مصیبت
 سے کٹے غنیمت جانے جہاں تک اچھے کام ہو سکیں کرتا رہے اور موت

تو خود ہی آنے والی ہے پھر اوسکی تمنا کرنے میں کیا فائدہ پس ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ کہہ درداور ایذا و تکلیف سے گبر کے ہرگز موت کی تمنا نہ کریں اور نہ کبھی کسی طرح کا شکوہ و شکایت زبان پر لاویں بلکہ ہر حال میں اپنے مالک کی رضا پر راضی اور شاکر رہیں اور اپنے جینے مرنے کو اوسہی کی خوشی اور رضا پر چھوڑ دیں اپنی رائے کو دخل دیکے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجھیں اور ہر وقت اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرتے رہیں تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیاں نصیب ہوں۔

باب ہجیدہم

فصل موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اوس وقت کی

تذبیہ و ن کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اوس سے چھٹکار نہیں انسان اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے مگر آخر کو موت اوسے نہ چھوڑے گی پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم ہے کہ جب بیماری طول کھینچے اور امید زندگی کی منقطع ہو جاوے تو اپنے چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اونکی مغفرت چاہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور دروازہ توبہ کا کھلا ہے بند نہیں جب بندہ صدق دل اور خلوص نیت سے اپنے مالک کی

طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اسکی توبہ قبول فرماتا ہے
 اور اسکے گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور یہ بھی ضرور چاہیے کہ جو بندوں
 کے حق اسکے ذمے ہوں جیسے قرضہ یا امانت یا غضب وغیرہ
 انکو فوراً ادا کرے یا انکے مالکین سے معافی چاہے اس واسطے کہ حقوق
 عباد سے بدرون اولیٰ یا معافی کے تلاصی نہیں ہو سکتی اور جو اسوقت
 کسی وجہ سے یہ نہ ہو سکے تو اپنے وارثوں کو وصیت کر جاوے تاکہ وہ اسکی
 طرف سے ادا کر دیں اور یہ بھی مریض پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 جو رب العالمین اور رحم الراحمین ہے نیا گمان رکھے اس لئے کہ اللہ
 پاک کے ساتھ حسن ظن رکھنا دخول جننت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث
 غریب میں وارد ہوا ہے عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 عَلَى شَابٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ أَذْجُوا اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي
 أَخَافُ عَلَى ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبٍ
 عَبْدٌ فِي مِثْلِ هَذَا الْوُطْنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ رَوَاهُ
 ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ غَرِيبٌ يَعْنِي رَوَايَتُهُ هُنَا
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ كَمَا كَ دَاخِلٌ هُوَ نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَكُ جَوَانُ
 بِرٍ أَوْ رَدَّهَ جَانِكُنِي كِي حَالَتِي مِيْن تَبَايَسَ أَتَيْتُ فَرَمَايَا تُو كَس طَرَحُ بَاتَا هِي أَتَيْتُ
 أَتَيْتُ لَعْنِي تُو أَتَيْتُ دَل كُو اس وَت كَس طَرَحُ بَاتَا هِي أَتَيْتُ حَمَتِ أَلِي كَامِي دَا

ہے یا اوس کے غصے سے ڈرتا ہے اوس نے کہا میں امید رکھتا ہوں اللہ
 تعالیٰ سے اے رسول خدا کے یعنی میں اپنے کو اوسکی رحمت کا امیدوار پاتا
 ہوں اور باوجود اسکے بیشک میں اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں پس فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں جمع ہوتے خوف و امید بندے
 کے دل میں بچ مانند اس وقت کے مگر دیتا ہے اوسکو اللہ وہ چیز کہ امید
 رکھتا ہے یعنی رحمت اپنی اور اسکو امن میں رکھتا ہے اوس چیز سے کہ ڈرتا
 ہے یعنی عذاب سے اسکو ترندی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے
 کہا یہ حدیث غریب ہے اور بیار کے عزیز و اقارب وغیرہ جب اوسکی زندگی
 سے مایوس ہو جاویں اور موت کی نشانیان اوسپر نمودار پاویں مثلاً ناک کا بانسا
 حیرٹا ہو جاوے کینڈیاں بیٹھو جاویں مردنی موندی پر چھا جاوے پانوں ایسے
 سست ہو جاویں کہ کھڑے نہ کرے کھڑے نہ کرے بھی کھڑے نہ ہو سکیں سارے بدن
 کی جلد لٹک پڑے تو اونکو چاہیے کہ اوسکی اس غیر حالت کو دیکھ کے اپنے
 شئیں سنبھالیں اور دل کو مضبوط رکھیں اور اوس کے پاس بیٹھ کر زمین پیٹیں
 نہیں اور نہ کوئی ایسی بات اوس کے سامنے کہیں جس سے اوسکو ہراس اور
 زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت میں اوسکو دوا پلانے وغیرہ کی
 تکلیف ندین خصوصاً وہ دوائیں جنکا کمانا اپنا شرعاً منع ہے جیسے افیون وغیرہ
 تو ہرگز نہ کھلائیں پلائیں اور پرہیز سے بھی اوسکو معاف رکھیں بلکہ جو وہ مانگے

اوسے دین اور تسکین کے لئے شربت انار میں کیوڑ املا کے پلا دین اور آب
 زمزم جو نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اوسکے حلق میں
 ڈالتے رہیں اور اوسکا مونہ قبلے کی طرف کر دین اس طرح سے کہ سر شمال کی
 طرف اور پانوں جنوب اور مونہ قبلے کے سمت ہو جاوے اس لئے کہ
 ہندوستان کا قبلہ مغرب کی طرف ہے حاکم اور بیہقی نے ابو قتادہ سے روایت
 کیا ہے اِنَّ الدِّرَاعَ بْنَ مَعْرُودٍ اَدْحٰى اَنْ يُوجَّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ اِذَا اخْتَفَرُوْا قَالَ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَصَابَ الْفَطْرَةَ لِیَعْنٰی بَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ وَصَدِیْتُ
 لٰی کہ اُنکا مونہ قبلے کی طرف کر دین جبکہ موت کا وقت قریب آجاوے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پونچگیا اسلام کے طریقے کو یعنی
 اسلام کا یہی طریقہ ہے لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح کریں
 علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چٹ لٹا دین کہ مونہ
 اور پانوں سب قبلے کی طرف ہو جاوے اور محدثین یہ کہتے ہیں کہ داہنی
 کروٹ پر لٹا دین اور یہی اولیٰ ہے اس واسطے کہ قبر میں اسی طرح لٹاتے ہیں
 اور سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے
 کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ روضہ مذہب میں اسکی تحقیق مذکور ہے اور سورہ یسین
 پڑھکر اوس کو ستائیں جیسا کہ احمد و ابو داؤد اور نسائی و ابن ماجہ وغیرہ نے
 معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَاللّٰهُ دَسَّلَمَ اَفْرَدُ اَسُوْرَ لَا يَسْنُ عَلٰی مَوْتَا كُمْ يَعْنِيْ اَنْخَضِرَتْ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
 وَسَلَّمُ نے فرمایا پڑھو تم سورہ کہ یسین کو اپنے مردوں پر مرد مردوں سے ایسی
 جگہ وہ ہیں جن پر موت کے آثار ظاہر ہوں اور مردے ہوں اور اخیر وقت میں
 اوس کے پاس ایسی باتیں جس سے اوسکی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہوا اور آخر
 کا خیال جاتا رہے ہرگز ہرگز نہ کریں بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں
 حدیث شریف کا شغل رکھیں درود استغفار وغیرہ پڑھتے رہیں اور کلمہ شہادت
 یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بَلَدًا وَاَزْسے اوسکے
 سناتے رہیں تاکہ وہ بھی خود پڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اسی
 پیرا اوسکا حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم میں بروایت ابو سعید خدری اور
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ
 اَقْنُوْا مَوْتَا کُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اَنْخَضِرَتْ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ نے ارشاد فرمایا
 تلقین کرو اپنے مردوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی اس سے یہی مراد ہے کہ
 مردے کو سنائو نہ یہ کہ اوس سے کہو کہ تو پڑھ اس لئے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار
 کر بیٹے گا تو اس میں کفر کا خوف ہے اور ابوداؤد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مَنْ کَانَ
 اٰخِرَ کَلَامِہٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 نے جو شخص کہ ہووے آخر کلام اوسکا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ بہشت میں

لے اگرچہ اس حدیث شریف میں اتنا ہی وارد ہوا ہے مگر اس سے پورا کلمہ مراد ہے یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللہ

داخل ہوگا اگرچہ الرحمن اپنی رحمت واسعہ سے ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ
بخیر فرماوے آمین۔

فصل سوم کے بیان میں کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے

میت کے عزیز قریب وغیرہ کو لازم ہے کہ دم نکلنے کے بعد اوسکی آنکھوں کو
بند کر دیں جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْضَرْتُمْ مَوْتًا كُمْ
فَاغْمِضُوا الْبَصَرَ فَإِنَّ الْبَصَرَ يَلْبِغُ الرُّوحَ وَقَوْلِيْ خَيْرًا فَإِنَّهُ يُؤْتَمَنُ عَلَى
مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ يَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِيَّ فَرَمَا يَاجِب
تم اپنے مردوں کے پاس حاضر ہو تو اون کی آنکھیں بند کر دو اس لیے کہ
بیشک آنکھ روح کا چھپا کرتی ہے یعنی اوسکی بینائی جاتی رہتی ہے اور اچھا
کہ اس واسطے کہ جو گھر والے کہتے ہیں اوپر آمین کہی جاتی ہے اور صحیح
مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَتَدَشَّى بَصْرًا نَاغِمَضَهُ ثُمَّ قَالَ
إِنَّ الرُّوحَ إِذَا أَمِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَفَجَّحَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَيَّ
أَنْفُسَكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ
لَا بِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمُهْدِيَّيْنَ وَارْحَلْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْعَابِرِينَ وَاغْفِرْ
لَنَا وَلِكُلِّ يَدَابِ الْعَالَمِينَ وَاسْمَعْ لِي فِي قَبْرِكَ وَكَوْنْ لِي فِيهِ يَعْنِي وَه كَتَبِي هُنَّ كَبِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے اور انکی
 آنکھیں پتھر اگیں تھیں پس آپ نے اونکو بند کر دیا پھر فرمایا بیشک جب
 روح قبض کیجاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ساتھ اوسکے پس اون کے
 گھر کے لوگ چلائے یعنی حضرت کے فرمانے سے سمجھ گئے کہ اونکا انتقال
 ہو گیا پھر آپ نے فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانوں پر مگر ساتھ بہلائی کے یعنی واویلا
 اور بد دعا نہ کرو اسلئے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اوپر آمین کہتے ہیں یعنی
 تمہاری دعا پہلی ہو یا بری پھر آپ نے فرمایا اے اللہ ابو سلمہ کو بخش دے
 اور بلند کر اوسکا درجہ اون لوگوں میں کہ سید ہی راہ دکھائے گئے ہیں اور
 کار ساز ہو جاؤ اوسکے پس ماندوں میں جو کہ باقی ہیں باقی رہے ہوئے لوگوں
 میں اور اے پروردگار عالموں کے ہماری اور اوسکی مغفرت کرا اور وسعت
 دے اوسکی قبر میں اور اوس کے لپچے وہاں روشنی کرا اس حدیث شریف
 سے مرنے کے بعد آنکھوں کا بند کرنا ثابت ہوا اسکے سوا اور چند باتیں
 بھی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ چیخنا چلانا اور واویلا کرنا منع ہے دوسرے
 اس وقت اپنے اور مردے کے لئے دعاے خیر کرنی چاہیئے اس واسطے
 کہ یہ وقت بھی دعا کے قبول ہونیکا ہے اور بعد آنکھ بند کرنے کے مردے
 کو کسی صاف پاک کپڑے سے ڈھانک دین جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوَفِّيَ سُبْحِي بِبَرْ وَحَبَرَةٍ يَعْنِي وَه كَتَبَ هُنَ كِه
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کئے گئے تو آپ مین کی
 چادر سے ڈھانکے گئے پھر تجبیر تکفین مین جلدی کرین جیسا کہ ابو داؤد نے
 حصین بن زُجَوح سے روایت کیا ہے إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرَّ بِكَاتَاهُ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعُودُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَسْرَى إِلَّا قَدْ حَدَّثَ
 بِهِ الْمَوْتُ فَأَذِنُ لِي وَعَجَّلُوا فَإِنَّهُ يَنْبَغِي الْحَقِيقَةُ مُسْلِمٌ أَنْ تَجْلِسَ بَيْنَ ظَهْرِي أَنِي أَهْلُهُ
 یعنی طلحہ بن برار بیمار ہوئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
 لئے اونکے پاس تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک مین نہیں گمان کرتا
 طلحہ کو مگر اوس پر موت ظاہر ہو گئی تم اون کے مرنے کی مجھے خبر کر دینا یعنی
 تاکہ مین آؤں اور اون پر ناز پڑ ہوں اور جلدی کرو یعنی تجبیر تکفین اور دفن
 وغیرہ مین اس لئے کہ بیشک مسلمان مردے کے لئے لائق نہین کہ
 روک رکھا جاوے درمیان اوس کے گھر والوں کے پس ان حدیثوں
 سے مردے کی آنکھیں بند کرنا اور چادر سے اوسکو چھپا دینا اور اوسکی تجبیر
 تکفین مین جلدی کرنا ثابت ہوا اور مردے کے موہنہ کو اور پاؤں کے
 دونوں انگوٹھوں کو ملا کے باندھنا شرع سے ثابت نہین البتہ اوس کا
 بوسہ لینا حدیثوں سے درست معلوم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی اپنے عزیز
 و قریب یا دوست آشنا کی پیشانی وغیرہ کا اوسکے مرنے کے بعد بوسہ

لیے توجائز ہے جیسا کہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
 اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَنْكِحُ حَتّٰى سَالَتْ دُمُوْعُ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ عُثْمَانَ يَعْنِيْ حَضْرَتَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَتَمَتْ
 مِنْ كَيْشَاكٍ اَنْ حَضْرَتَ صَالِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے عثمان بن مطعون رضی
 اللہ عنہ کا بوسہ لیا اس حال میں کہ وہ میت تھے اور آپ روتے تھے
 میان تک کہ آپ کے آنسو عثمان کے چہرے پر بہے اور ترمذی اور ابن ماجہ
 نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ
 قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ يَعْنِيْ وَهْ كَتَمَتْ مِنْ كَيْشَاكٍ
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ
 لیا اور آپ میت تھے پس اِنْ دَوْلُوْنَ حَدِيْثُوْنَ سے معلوم ہوا کہ مرنے
 کے بعد مسلمان کا بوسہ لینا اور بدو ن آواز کے او سکے غم میں رونا جائز ہے
 مگر چیخنا چلانا پیٹنا سر کسٹنا کپڑے پہاڑنا وایلا کرنا شرع میں منع ہے
 اور اس باب میں سخت وعید وارد ہوئی ہے مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے
 کہ جب کسی طرح کی مصیبت و تکلیف میں مبتلا ہوں تو او سپر صبر و شکر کریں
 اور انا لہ اور انا الیہ راجعون پڑھا کریں اس لئے کہ جو لوگ مصیبت کے
 وقت اس آیت شریف کو پڑھتے ہیں اون کی تعریف اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے تیسرے
 رکوع میں ارشاد ہوا ہے وَلَيَسِّرَ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمْ مُصِيبَةٌ
 قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
 وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب انکو
 پہونچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پہرجانا
 ایسے لوگ اور نہیں پر شا باشین ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی
 ہیں راہ پر اور حدیث شریف میں بھی ایسے لوگوں کی مدح آئی ہے جیسا
 مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ
 فَيَقُولُ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ
 لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ السُّلَمِيِّينَ
 خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَدَلَّ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
 إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي بِي بِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان
 کہ پہونچے اسکو مصیبت یعنی توڑی ہو یا بہت پس کے وہ چیز کہ حکم
 کیا اسکو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یا الہی تو مجھے ثواب
 دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلاوے واسطے میرے بہتر اس کے

یعنی اوس چیز سے کہ میرے ہاتھ سے گئی اس مصیبت میں تو بدلا دیتا ہے
 اللہ تعالیٰ اوس کے لئے بہتر اوس سے پس جبکہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو
 میں نے کہا ابوسلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت
 کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہرے یہ کلمے کہے ہیں یا
 اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی
 حضرت کے نکاح میں آئی اور امام احمد اور ترمذی نے ابوموسیٰ اشعری
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ وَكَدَّ الْعَبْدُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضُوهُ وَكَدَّ عَبْدِي يَقُولُونَ
 لَعَنَ قَبَضُوا ثَمَرَهُ تَوَادُّهُمْ يَقُولُونَ لَعَنَ قَبَضُوا مَاذَا قَالَ عَبْدِي يَقُولُونَ
 حَمْدُكَ وَاسْتَزَجِعَ يَقُولُ اللَّهُ أَبُو الْعَبْدِ بَلِّغْنِي الْجَنَّةَ وَسُوءَ بَيْتِ الْحَمْدِ -
 یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
 کسی بندے یعنی مومن کا فرزند مرنے لگا تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے
 فرشتوں یعنی ملک الموت اور ان کے فرمانبرداروں سے کہ قبض کی تمہیں روح
 فرزند بندی میرے کی پس وہ کہتے ہیں کہ ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قبض کیا
 تم نے میوہ اوسکے دل کا وہ کہتے ہیں کہ ہاں پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا کہا میرے
 بندے نے وہ کہتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ
 کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ بناؤ میرے بندے کے لئے ایک بڑا گہرشت

میں اور نام رکھواؤسکا بیت احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔
 عَنْ أَبِي مَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ
 وَتَعَالَى ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتُ وَاحْتَسَبْتُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ الْأُولَى لَمْ أَدْخُلْ لَكَ
 ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ يَعْنِي رِوَايَتُكَ الْإِمَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ
 ارشاد کرتا ہے اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی بلا پرا اور ثواب چاہے
 پہلے صدمے کے وقت تو نہیں راضی ہوتا میں تیرے لئے ثواب کا سوا
 بہشت کے یعنی اس کے بدلے میں بہشت میں داخل کروں گا اور یہی نے
 شعب الایمان میں اور امام احمد رحمہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
 قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَذْكُرُهَا وَإِنْ طَالَ عَمْدُهَا فَيُعْلِفُ
 لَهَا إِسْرَاجًا وَلَا جَدَّ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ عِنْدَ ذَلِكَ نَاعُطَاةٌ مِثْلُ
 أَجْرِهَا يَوْمَ أُصِيبَ بِهَا يَعْنِي نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں نے کوئی
 مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کہ پہنچائے جاوے مصیبت پہر وہ اسکو
 یاد کریں اگرچہ دراز ہو زمانہ اس مصیبت کا پس کہیں واسطے اس کے
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ مگر تازہ کر دیتا ہے یعنی ثابت کرتا ہے
 اللہ تعالیٰ نزدیک اس کے ثواب پس دیتا ہے اسکو مانند ثواب

اوس مصیبت کے جس دن پہنچایا گیا تھا وہ مصیبت یعنی اور اوس پر صبر کیا
 تھا یہی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
 ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْقَطَعَ شَيْءٌ أَحَدِكُمْ
 فَلْيَسْتَرْجِعْ فَإِنَّ مِنَ الْمَصَائِبِ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس
 وقت کہ ٹوٹ جاوے تسمہ یا پوش ایک تمہارے کا پس چاہیے کہ کہے اِنَّا
 لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ اس لئے کہ یہ بھی مصیبتوں سے ہے فائدہ شائد تسمہ
 ٹوٹنے سے مراد ادنی مصیبت ہے یعنی اگر ادنی مصیبت ہو پونچے تو بھی
 یہ پڑ ہے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے چراغ گل ہونیکے وقت اس آیت کو پڑھا حاصل یہ ہے کہ ہر مصیبت
 کے وقت چھوٹی ہو یا بڑی اس آیت شریف کو پڑھا کریں اس لئے کہ اسکے
 پڑھنے سے نہایت ثواب اور بہت اجر ملتا ہے۔

بیان فرط کا

فرط اوس شخص کو کہتی ہیں جو کہ پہلے سے منزل پر جا کے پانی گماں وغیرہ رسد
 قافلے کے لئے تیار کرے اسی لئے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مرجاتا ہے اوسکو
 فرط کہتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے جا کے مان یا پ کے واسطے بہشت کی نعمتوں کی
 درستی کرتا ہے پر شفاعت کر کے اون کو جنت میں لے جایگا اس باب میں چند
 حدیثیں صحاح و سنن میں وارد ہوئی ہیں کچھ بیان ہی لکھی جاتی ہیں بخاری و

مسلم نے باتفاق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَالْإِلهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ لَدَنَّهُ مِنَ الْوَلَدِ فَيَكْفِيهِ النَّارَ إِلَّا أَنْجَلَهُ نَفْسُهُ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں مرتے تین فرزند کسی
 مسلمان کے بہرہ داخل ہو آگ میں مگر واسطے کو نے قسم کے اس سے
 معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے حجابین وہ دوزخ میں نجاویگا مگر بقدر
 سچے ہو جانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کہا کے ارشاد فرمایا ہے
 کہ سب کا درود جہنم پر سے ہوگا سو مسلمان ایماندار لوگ بغایت تمام ہوا
 یا بجلی کی طرح پل صراط پر سے گذر کے جنت میں داخل ہونگے اور ان کو واسطی ہوا
 تک نہ لگے گی اور کفار ٹکڑے ٹکڑے ہو کے جہنم میں گر نیکی عن ابن عباس
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَالْإِلهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ
 قَرِطَانٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَنْ كَانَ لَهُ قَرِطَانٍ
 أُمَّتِي قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهُ قَرِطَانٌ مَوْفَقَةٌ فَقَالَتْ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَرِطَانٌ مِنْ أُمَّتِي
 قَالَ فَإِنَّا قَرِطَانُ أُمَّتِي لَنْ يُصَابِيَ إِعْثِلِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ غَرِيبٍ
 یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مرگے ہوں واسطے اوس کے دو فرزند
 بالغ ہونے سے پہلے میری امت میں سے داخل کریگا اوس کو اللہ بسبب اون
 دونوں کے بہشت میں بہر کہا عائشہ نے پس جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اوس کے

ایک فرزند آپ کی اُمت میں سے فرمایا اور جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اس کے ایک فرزند پس ہی حکم ہے اے توفیق دہیگی پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اس کے ایک ہی فرزند آپ کی اُمت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس میں ہوں میرے منزل اپنی اُمت کا نہیں مصیبت پہنچائی گئی مانند مصیبت میری کہ اسکو ترندی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریبہ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السَّقَطَ لَيُؤَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا دَخَلَ الْبُيُوتَ النَّارَ فَيَقَالُ أَيُّهَا السَّقَطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلُ الْبُيُوتَ الْجَنَّةَ يُجْزِيهِمْ السِّرَّ حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ يَعْنِي حَضْرَتَ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ سَے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جبکہ لڑکا اپنے پروردگار سے جبکہ وہ اس کے مان باپ کو آگ میں داخل کر لگا یعنی داخل کر لگا ارادہ کر لگا پس کہا جاو لگا اے کچے بچے جبکہ نے واے پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے مان باپ کو جنت میں پس کینچے گا اون کو ساتھ آنول نال اپنے کے بیان تک کہ داخل کرے گا اون کو بہشت میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے یہ تو اس شخص کا اجر ہے جس کے ایک دو تین بچے نابالغ مجاہدین اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو جنت میں داخل کر لگا بلکہ اسکی سحت حرمت بیان تک پہنچی ہے کہ

اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مر جاوے اور اوسپر صبر کرے تو اللہ اوسکو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ مَا الْعَبْدُ بِي الْبُؤْسِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا أَقْبَضْتُ صَفِيَّةً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ أَحْسَبَهَا إِلَّا الْجَنَّةَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک میرے جزا جس وقت کہ قبض کرتا ہوں میں اوس کے پیارے کو اہل دنیا سے پہر وہ ثواب چاہے یعنی صبر کرے مگر بہشت سبحان اللہ یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو اہل آخرت سے کوئی پیارا مر جاوے اوس کے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی اوس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور اوسکی ذرا سی رضا سب سے افضل ہے۔

فصل میت کے حالات بیان کر کے اوسپر رونے پٹنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مردے پر آواز سے رونا اور اوسکے اوصاف و حالات بیان کر کے چیخنا چلانا اور حد سے زیادہ اوسکی تعریف کرنا سر اور مونہ اور زانو اور سینے وغیرہ کا پٹینا اور سر کے بال نوچنا کسوٹنا اور اوسپر خاک دھول اس وغیرہ ڈالنا یہ سب باتیں جاہلیت کی ہیں اسلام میں ان کا کرنا حرام ہے رونے پٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مردہ پیارا ہونے کے سبب

مفت عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نَجَّحَ عَلَيْهِ قَارَنَةٌ يُعَذَّبُ بِمَا نَجَّحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي مَغِيرَةَ كَثْرَتِهَا
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جس پر نوحہ کیا جاتا ہے
 پس بیشک وہ عذاب کیا جاوے گا بسبب نوحہ کئے جانے کے دن قیامت
 کے عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ إِلَيْكُمْ ثُمَّ يَقُولُ رَاجِعًا لَا رَسِيدَ لَكُمْ وَنَحْوُ ذَلِكَ
 إِلَّا دَخَلَ اللَّهُ بِمَلَائِكَةٍ يُكْهَرْنَ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ هَكَذَا كُنْتُ يَعْنِي أَبُو مُوسَى
 اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو کہ فرماتے تھے کہ نہیں کوئی میت کہ مرے پس کھڑا ہو ورنہ والا اون میں سے
 اور کہے اے پہاڑ اے سردار اور مانند اسکے مگر متعین کرتا ہے اللہ تعالیٰ
 ساتھ میت کے دو فرشتے کہ گئے مارتے ہیں اوس کے سینے میں اور کہتے
 ہیں کیا تو ایسا ہی تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کما یہ حدیث غریب
 حسن ہے اور بخاری مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدَّ وَدَسَّقَ
 الْحَبَّوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْحَبَّاءِ يَعْنِي نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا نہیں ہے ہمارے اہل طریقہ سے وہ شخص کہ پیٹے رخسار

اور گریبان پہاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنی روتے وقت وہ
 باتیں کہے جو شرعاً جائز نہیں مانند نوحہ اور بیان اور دوا پلا کرنے کے
 اور پگڑی پھینک دینا اور سر پٹینا اور بال تو جتنا بھی رخسار پٹینے اور گریبان پہاڑے
 کے حکم میں ہے اور صحیح مسلم بن ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَدْعُ فِي أَقْمِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا
 يَكْرَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالْحَجَرِ
 وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّاسِجَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ
 عَلَيْهِمْ سِرْبَالٌ مِّنْ قِطْرٍ إِنْ وَدَّعَ مِنْ حَرَابٍ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ نئے چار چیزیں ہیں میری امت میں جاہلیت کے کام سے کہ وہ
 ہرگز اونکو نہ چوڑیں گی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب میں طعن کرنا نسب میں اور
 پانی طلب کرنا بسبب ستاروں کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنے والی عورت
 جس وقت توبہ نہ کی ہو اسے اپنے مرنے سے پہلے تو وہ کھڑی کیجا دیگی
 قیامت کے دن حشر کے میدان میں ہوگا اوسپر کرتا قطران کا اور کرتا خارش
 کا یعنی خارش اوسپر سلا کیجا یگی پھر اوسپر قطران ملی جائے گی تاکہ ایذا زیادہ
 ہو عیاذ باللہ منہ قطران ایک بدبودار سیاہ دوا ہے اہل کے درخت سے
 نکلتی ہے اور کھلی والے اونٹوں کو ملی جاتی ہے اور اوس میں آگ جلد لگ جاتی ہے
 اور بہت جلد بڑھنے لگتی ہے اور آلودہ دوائے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

روایت کیا ہے قَالَ لَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ السَّائِحَةَ
وَالْمُسْتَمِيعَةَ يَعْنِي اَوْنُونُ نے کہا لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نوحہ کر نیوالی عورت کو اور نوحہ سننے والی عورت کو پس ان احادیث کے
ثابت ہو کہ چیخنا چلانا نوحہ کرنا حد سے بڑھے میت کے اوصاف بیان
کرنا باعث لعنت کا ہے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان باتوں سے نہایت
احتیاط کرنا چاہیے تاکہ لعنت کا مورد نہ بنے ہاں اگر غم اور رحم کے سبب
بدون آواز کے رووین تو شمر عا جائز ہے اس میں کسی طرح کا گناہ نہیں بلکہ ایسا
رونا رحمت میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اس طرح
سے روئے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظَعْرًا
لِابْرَاهِيمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ابْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّمَهُ ثُمَّ
دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَابْرَاهِيمُ مَجْزُؤٌ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَذَرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّمَا دَحْمَةُ ثُمَّ أَتَمَّهَا بِأُخْرَى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ
يَحْزَنُ وَلَا تَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبَّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف ہمارے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم

رضاعی باپ تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
 ابراہیم کو پہراون کا بوسہ لیا اور اون کو سونگھا یعنی اپنی ناک اور مونہ کو اونکے
 مونہ پر رکھ دیا جیسے کوئی بوسہ لگتا ہے پہر گئے ہم اونکے پاس بعد اسکے یعنی بعد
 چند روز کے اور ابراہیم نزع کی حالت میں تھے پس ہوئیں دونوں آنکھیں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاری ہوئے اونے آنسو پس عرض کیا
 حضرت سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ
 آپ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پہر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس روتے کے بعد پہر روتے پہر فرمایا مقرر
 آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور باوجود اس کے ہم نہیں کہتے
 مگر وہ چیز کہ راضی ہو رب ہمارا اور بیشک ہم تیری جدائی کے سبب سے
 اے ابراہیم البتہ غمگین ہیں فائدہ یہ قصہ حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہوں نے سولہ یا سترہ مہینے کی
 عمر میں وفات پائی اور ابوسیف کا نام برا تھا ان کے بیان ہماری کا پیشہ
 ہوتا تھا اور ان کی بی بی کا نام خولہ تھا یہ مشہر الضاری کی بیٹی حضرت ابراہیم
 کی ناتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کی نزع کے
 وقت اونکے بیان تشریف لے گئے اوس وقت آپ نے حضرت ابراہیم کو
 پیار کیا اور روئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو روتے ہیں

آپ ہی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الہی کے روتے ہیں آپ نے
 فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال میں دیکھ کر رحم آتا ہے اور یہ رونما
 اوسى کا اثر ہے بے صبری کے سبب سے نہیں جیسا کہ تو نے خیال کیا
 اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اشارۃً اس
 سمجھا جاتا ہے کہ نہ رونما قلت رحمت کی وجہ سے ہے اور غمگین ہونا سنگدلی
 کے سبب سے پس رونما اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک اس حال سے بہتر ہے
 کہ کسی کا ہتیار جاوے اور وہ ہنستا رہے اس لئے کہ عدل کا مقتضا یہی ہے
 کہ ہر حق والے کو اوس کا حق دیوے اور ہر کام کو اوس کے محل اور موقع میں کرے
 بخاری و مسلم بن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ
 أَدَسَلْتُ رَأْسَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ أَنْ إِنِّي لَفُضُّ فَاتِنَا
 فَأَدَسَلَ لِقَرِيٍّ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَكَهَ مَا أَعْطَى وَكُلُّ عِنْدَ لَا بِأَجَلٍ
 لِنُسَمِّي فَلَمْ يَصِرْ وَلَمْ يَحْتَسِبْ فَأَدَسَلْتُ إِلَيْهِ لَقَسِمَ عَلَيْهِ لِيَا بَتَّةً فَأَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ
 ابْنُ عِبَادَةَ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَبِرَّ حَالٍ فَرَفَعَ إِلَى
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَعُّعُ فَقَاصَتْ عَلَيْهِ
 فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ فَإِنَّمَا
 يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ يَعْنِي اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو

آپ کے پاس بھیجا کہ میرا بیٹا مرنے لگا ہے پس آپ میرے پاس تشریف لائیے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو سلام کسلا بھیجا اور فرمادیا کہ تحقیق
 اللہ ہی کے لئے ہے جو چیز کہ اوس نے لی اور اللہ ہی کے لئے ہے جو چیز کہ
 اوس نے دی یعنی اولاد وغیرہ پس اوس کے ضائع ہونے میں جزع فزع
 نچا ہیئے اس لئے کہ اوسی کی امانت تھی جب چاہے لے لے اور ہر چیز اوس کے
 نزدیک ساتھ مدت معین کے ہے یعنی ترے بیٹے کی زندگی بھی اسی قدر
 مقدر تھی کہ جقدر جیسا پس چاہیئے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر بھیجا یعنی
 آپ کی بیٹی نے دوبار آدمی کو آپ کے پاس بھیجا اور قسم دی کہ آپ ضرور ہی تشریف
 لائیے پس کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تھے آپ کے
 ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت
 اور اور لوگ صحابہ میں سے پس اوٹھایا گیا الطحطا کا آپ کی طرف یعنی نواسے
 کو آپ کی گود میں دیا اور اوسکی روح حرکت کرتی تھی یعنی جانکنی کی حالت تھی
 پس بنے لگیں دونوں آنکھیں حضرت کی پہر کہا سعد نے یا رسول اللہ کیا
 ہے پس آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اوسکو اپنے بندوں
 کے دلوں میں پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی مہربانی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اپنے
 بندوں میں سے مگر رحمت کرنے والوں پر یعنی سعد یہ سمجھے تھے کہ رونے
 کی سبب قسین حرام ہیں شاید آپ ہول کے رونے ہوں اس لئے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بتا دیا کہ آنسوؤں سے رونا حرام اور مکروہ
 نہیں بلکہ وہ رحمت ہے اللبتہ نوحہ کرنا اور گریبان پہ پاڑنا اور مونہ پٹینا
 وغیرہ حرام ہے اور بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ اشْتَكَيْتُ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ شَكْوَى كَذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ يَعُوذُ لَمَعَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي دَقَاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ قَضَى قَالُوا أَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
 نَبِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَامَ الْقَوْمُ بِكَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدُمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحَرْنِ الْقَلْبِ
 وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا أَشَدَّ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ بِرَحْمَةٍ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذِّبُ بِكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ
 یعنی انہوں نے کہا کہ سحاب بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی بیماری میں بیمار ہوئے
 یعنی ابن عمر کو محام نہیں کہ ان کی بیماری کیا تھی پس آئے اونکے پاس نبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی عیادت کرنے کو ساتھ عبد الرحمن بن عوف اور
 سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود کے پس جب گئے اونکے پاس
 تو پایا ان کو بیہوشی میں پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مر گیا صحابہ نے
 عرض کیا نہیں یا رسول اللہ پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر یعنی ازراہ
 مہربانی کے صحابہ نے جب آپ کا رونا دیکھا تو وہ سب بھی روئے لگے پھر آپ
 نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا ساتھ

آنسوؤں آنکھوں کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے
 ساتھ اسکے اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی کے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر مذہب
 نے زبان سے ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الہی میں کہی یا نوحہ
 کیا تو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور نامہ سردانا
 الہیہ راجعون پڑھا تو نعمت اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک ابتداء
 عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے اور اسکے لوگوں کے اور سپراس سے معلوم
 ہوا کہ مصیبت کے وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات
 زبان سے نکالنا نہایت بُری بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ
 اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور ہر حال میں اوسکی رضا پر راضی رہیں اور صبر و شکر
 کریں تاکہ جنت الفردوس میں بڑے بڑے مرتبے پاویں۔

فصل قبر کی تیاری کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب کوئی شخص مر جاوے تو اوسکے عزیز قریب یا دوست
 آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کاموں سے پہلے اوسکی قبر بنوانے کی تدبیر کریں
 اسلئے کہ اکثر اسکی درستی میں دیر ہوتی ہے پس اوسکی تیاری کے واسطے
 خود جاوے نہیں تو اور کسی ہوشیار دیندار معتمد آدمی کو بھیج دے کہ وہ اوسکا
 انتظام کرے قبر و قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جسکو ہماری زبان میں بغلی کہتے
 ہیں دو سے شق جسکا نام صندوق ہے جیسی میان نبی ہے طریقہ لحد بنانیکا

یہ ہے کہ پہلے دستور کے موافق بقدر مردے کی لبنانی کے ایک گڑھا کھودنا
 پھر قبیلے کی طرف ایک کول بنا کے اوسین مردے کو رکھ کر کچی اینٹوں سے
 اوسکو بند کر دین اس طرح کی قبر بنانے میں نہایت فضیلت ہے اسلئے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لحد بنائی گئی تھی جیسا کہ شرح السنہ
 میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ
 أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوْ لَاحِلٌ عَمَّا نَجَاءَ الَّذِي
 يَلْحَدُ فَقَالَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي عروہ نے کہا میں نے دو شخص
 تھے یعنی گوہر کن کہ ایک اون میں سے یعنی ابو طلحہ انصاری لحد کرتا تھا یعنی
 بغلی قبر کو دیتا تھا اور دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح لحد نہیں کرتا تھا یعنی جیسی
 بیان قبر نبی ہے پس کہا صحابہ نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق
 کیا اسپر کہ جو نسا اون میں سے پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر لحد والا پہلے
 آوے تو حضرت کے لئے لحد بھڑے اور جو شوق والا پہلے آوے تو شوق کو دے
 پس آیا وہ شخص کہ لحد کرتا تھا پس لحد کی اوس نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے اور مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے
 روایت کیا ہے إِنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ
 الْحَدُّ وَالْحَدُّ أَوْ انْضَبُوا عَلَى الَّذِينَ نَضَبَا كَمَا صَنَعَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي سعد بن ابی وقاص نے کہا اپنی اس

بیماری میں جہین اونکی وفات ہوئی کہ بناؤ میرے دفن کے لئے لحد
اور کٹری کرو مجھ پر کچی اینٹیں کٹری کرنا جیسا کہ کیا گیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ترمذی اور ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُمْدُ لَنَا وَالشَّقُّ
لِغَيْرِنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے
واسطے ہے اور شق ہمارے غیر کے لئے پس ان سب حدیثوں سے معلوم
ہو کہ لحد بنانا مستحب ہے جہاں تک ہو سکے اسی قسم کی قبر بناوین اور
ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے لیکن جبکہ زمین نرم ہو
اور قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو ضرورت کے لئے شق بنانا درست ہے جیسے
بیان منبتی ہے اور جو بلا ضرورت بناوین تو یہی اس طرح کی قبر بنانا مشروع ہے
اس لئے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر جو عشرہ مبشرہ
سے ہیں شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہ ہوتا تو وہ باوجود اس بڑے
رتبے کے ایسی قبریں کیوں بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کس طرح اونکے اس فعل کو جائز رکھتے غرض کہ دونوں قسم کی قبریں بنانا شرعاً
درست ہیں جس طرح کی ممکن ہو ویسی بناوین

باب نوزدہم

فصل مردے کے نہلانے اور کفنانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مردوں کا نہلانا زندوں پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت میں سے اگر دو چار آدمی مردے کو نہلاویں تو اور دن کے ذمے سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہین تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور اسپرب علما کا اتفاق ہے کسید کا اختلاف نہین اور میت کے نہلانے کے لئے اوسکارشتہ دار بہتر ہے غیر سے اگر اوسکی جنس سے ہو یعنی مرد مرد کو نہلاوے اور عورت عورت کو جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَأَدَّى فِيهِ الْأَمَانَةَ لَمْ يُغْسَ عَلَيْهِ مَا يَكُونُ مِنْهُ عِنْدَ ذَلِكَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِهِ وَكَدَتْهُ أُمُّهُ وَقَالَ لِيْلِيهِ أَفَرُبُّكُمْ إِنْ كَانَ بَعْلُهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ فَمَنْ تَوَدَّ عَنْهُ لَحْظًا مِنْ دَرَجٍ وَآمَانَةً یعنی حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنس شخص نے غسل دیا میت کو پہلوا کیا اوسمیں امانت کو اور افشانہ کیا اوسپر اوس چیز کو جو ہوتی ہے اوس سے اوسوقت تو نکلا وہ اپنے گناہوں سے مثل اوس دن کے کہ جیسا اوسکو اوسکی مان نے اور فرمایا چاہیے کہ والی ہو اوسکا یعنی اوسکے نہلانی کا وہ شخص جو تم میں سے زیادہ قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے احکام سے واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پھر وہ شخص کہ دیکھتے ہو نزدیک اوسکے

حصہ پر بہرہ کاری و امانت سے یعنی جسکو بہرہ نگار اور امانت دار سمجھتے ہو مگر
 میان بی بی مین سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسرے کو نہ ملنا بہتر ہے
 جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قَالَتْ رَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَنَازَةٍ بِالْبَيْعِ وَأَنَا أَحَدُ صَدَاقِ رَأْسِي وَأَقُولُ دَا
 رَأْسَاهُ فَقَالَ بَلَى أَنَا ذَا رَأْسَاهُ مَا ضَرَّكَ كَوْمَتِ بَيْتِي فَغَسَلْتُكَ وَكَفَّنْتُكَ ثُمَّ صَلَّيْتُ
 عَلَيْكَ وَدَفَّنْتُكَ یعنی عائشہ کتنی بہن کہ دو ٹکڑے طرف میرے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے سے کہ بیع میں تھا اور میں
 پاتی تھی درو کو اپنے سر میں اور کتنی تھی دار اساہ پس آپ نے فرمایا بلکہ ناوا اور اساہ
 کون چیز تجھے ضرر پہنچاتی ہے اگر تو مر جاوے مجھے پہلے پس میں تجھ کو نہلاؤں
 اور تجھے کفناؤں بہر تجھ پر غار پڑ ہوں اور تجھے دفن کر دوں اس حدیث کو امام
 احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور داؤد قطنی اور بیہقی نے روایت
 کیا اور اصل اس حدیث کی بخاری شریف میں اس طرح پر ہے کہ ذَاكَ
 لَوْ كَانَ وَآنَا سَحَى فَاسْتَغْفِرُ لَكَ وَادْعُو لَكَ اِذَا رَأَيْتَهُ اِذَا رَأَيْتَهُ اِذَا رَأَيْتَهُ
 ہوتا تو تیرے لئے بخشش چاہتا اور دعا مانگتا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
 فرماتی ہیں لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا نِسَاءَهُ یعنی اگر میں پہلے سے جانتی جواب جانا تو آپ کی بیویوں کی
 سوا آپ کو کوئی نہ نہلا تا نقل کیا اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور داؤد نے آور

بیشک نہایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسماؤ انکی بی بی نے اور
 نہلاتے وقت صحابہ موجود تھے کسی نے اسکو جُرا بخانا اور امام شافعی اور
 دارقطنی اور ابو نعیم اور ترمذی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہلایا تھا پس ان سب حدیثوں سے
 ثابت ہوا کہ نہلانا میان کابی بی کو اور بی بی کا میان کو اولیٰ و افضل ہے اور
 رشتے دار کے ہوتے ہوئے غیر کا نہلانا بھی شرعاً درست ہے مگر غسل دینے
 والا پرہیزگار و نیکوار نہلانے کے امور سے واقفکار امانت دار ہونا چاہیے
 تاکہ اگر میت میں کسی طرح کے آثار بھلائی کے جیسے چہرے کا چمکنا و مکنا یا بدن
 سے خوشبو آنا دیکھے تو اونکو ظاہر کرے اور جو معاذا اللہ کسی طرح کی بُرائی دیکھے
 جیسے بدبو آنا یا مونہ اور بدن کا کالا ہو جانا یا صورت بدل جانا تو اونکو ہرگز نہ
 بیان کرے اسلئے کہ کتاب از بارین لکھا ہے علما کہتے ہیں کہ میت کی چہی
 نشانیوں کو بیان کرنا مستحب اور بُری علامتوں کا ظاہر کرنا حرام ہے اور مردوں
 پر لعن طعن اور اونکی عیب جوئی ہرگز نہ کرے اور نہ اونکو بُرا کہے اگرچہ وہ کافر
 یا فاسق فاجر ہوں جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْبُوا
 الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضُوا إِلَى مَا قَدْ مَوُا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے نہ بُرا کہو مردوں کو اسلئے کہ بیشک وہ پہنچے حُرف اوس چیز کے

جسکو اونہون نے آگے بھیجا یعنی اپنے کئے کی خبر کو پہونچ گئے اور ابوداؤد اور
 ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْكُرُ أَحْسَنَ مَوْتَاكُمْ وَكَفْرًا عَنْ مَسَارِئِهِمْ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مردوں کی
 نیکیاں اور باز رہو اونکی بُرائیوں کے ذکر سے مردوں کو بہلائی سے یاد کرنے
 کا حکم استحباب کے لئے ہے اور بُرائی سے باز رہنے کے باب میں اور وجوب
 کے واسطے ہے حجۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ مردے کی غیبت کا گناہ زندہ
 کی غیبت سے بہت بُرے ہے اس لئے کہ زندے سے تو بخشوا لینا ممکن ہے
 بخلاف مردے کے کہ اوس سے کسی طرح نہیں بخشوا سکتا غرضکہ مردے کے
 بُرائیوں سے نہایت احتیاط رکھیں اگرچہ زندوں کی غیبت کرنا بھی حرام
 ہے طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اوسکے ظاہر بدن کی نجاست
 دور کریں اور نرم نرم ہاتھ سے اوسکے پیٹ کو دباویں تاکہ جو نجاست
 باقی ہو وہ نکل جاوے پھر دھنی جانب سے نہلانا شروع کریں اور اس امر کا
 ضرور خیال رکھیں کہ اوسکا ستر کھلنے نہ پاوے اور تین یا پانچ بار یا اس سے
 زیادہ پانی میں ہیری کی پتی ڈال کے اوس سے نہلاویں اور پچھلی بار پانی میں
 کا فور ڈال کے اوس سے نہلاویں جیسا کہ بخاری و مسلم نے اُمّ عطیہ رضی
 اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَ اِلَيْهِ رَسَلْنَاكُمْ لِنُعْلِمَ مِنْكُمْ لَيْسَ لَكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
 اِنْ تَرَوْهُ فَقَدْ تَرَوْهُ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ اَوْ كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
 فَادْفَعُوهُ عَنْكُمْ فَادْفَعُوهُ عَنْكُمْ اَوْ كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
 اَوْ كُنتُمْ تَعْمَلُونَ اَوْ كُنتُمْ تَعْمَلُونَ اَوْ كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
 وَ مَرَّاضِعُ الْوُضُوْعِ مِنْهَا وَ قَالَتْ فَضَعْرُهَا ثَلَاثَةُ قُرُوْنٍ نَالَقَيْنَاهَا
 خَلْفَهَا يَعْنِي اُمِّ عَطِيَّةٍ نَعْنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 تَشْرِيفَ لَائِيْ وَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا اَوْ اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا
 زِيَادَهُ اَكْرَمِيْهِ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا اَوْ اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا
 بَانِي مِيْنِ بِيْرِكِيْ بَتِيْ جُوْشِ دِيْكَ اَوْ سَاسِ اَبٍ نَمَا اَوْ اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا
 هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ
 يَاوُتُوْ مَجِيْهِ خَبَرِكِيْ نَا سَاسِ اَبٍ نَمَا اَوْ اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا
 اَسْنَا تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا اَوْ اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا
 نِيْجِيْ اَسْ طَرَحْ سَاسِ اَبٍ نَمَا اَوْ اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا
 اَيَا هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ
 وَ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ هُوْتِيْ
 اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا اَوْ اَوْ كُوْنُ مَلَأَتْ تَمِيْهِ سَاسِ اَبٍ نَمَا

کہ عورت کے بالوں کے تین حصے کرین کسلے رکھیں خواہ اونکی چوٹیاں گوندہ ہوں
 مگر سنت وہی ہے جو آپ کی صاحبزادی کے ساتھ کیا گیا اور شہیدوں کے
 واسطے غسل نہیں ہے بلکہ اونکے کپڑوں اور خون سمیت اونکو دفن کر دینا
 چاہیے جیسا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ أَمْرٌ مِّنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَقَتْنِي أُحُدٌ أَنْ يُنَزَّ عَنْهُمْ
 الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ دَأْبُ النَّفْسِ أَيْدِ مَا هُمْ وَثِيَا لَهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ
 کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کے حق میں یہ فرمایا کہ
 اونسے لوہا اوتا را جاوے یعنی زہرین اور ہتھیار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ
 جو کہ خون میں نہین بہرے ہین اور دفن کئے جاوین خون سمیت اور کپڑوں
 سمیت یعنی جو کپڑے کہ خون میں بہرے ہوں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک شہید کے لئے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہین کہ اوسکو نہلاوین نہین لیکن اوسپر نماز پڑھین اور جیسے مردوں کا
 نہلانا زندوں پر واجب ہے اسی طرح اونکو کفن دینا بھی شرعاً واجب ہے اور تکفین
 میں ان امور کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے ایک یہ کہ الیا کفن دینا چاہیے جس سے وہ
 خوب ڈھک جاوے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے کفن
 دینے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابو قتادہؓ کی روایت سے وارد

ہوا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ
 كَفَنَهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ کفن دیکھ
 ایک تمہارا اپنے بہائی کو تو چاہیے کہ چھا کفن دے اور سکو اور حارث ابن ابی سائبہ
 نے اپنی سند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَحْسِنُوا الْكَفَانَ مَوْنَكُمْ فَإِنَّهُمْ يَبْتَاعُونَ دِيَارَهُمْ وَأَرْوَاحَهُمْ
 فِي بُيُوتِهِمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھا کفن
 دو اپنے مردوں کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہیں آپس میں اور ایک دوسرے کی
 ملاقات کرتے ہیں اپنی قبروں میں تراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب سائر
 اور پاک صاف ہونیا ہو یا پرانا ہو یا ہوا دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد
 اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ
 خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِنُوهُمْ فِيهَا هُوَ نَكَمٌ وَمِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمْ لَا تَمْدُوا فَإِنَّهُ يَنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَجْلُو
 الْبَصَرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو
 اس واسطے کہ وہ تمہارے کپڑوں میں بہترین اور کفنواؤں میں اپنے مردوں
 کو بہتر سے سرون تمہارے میں اتمد اس لیے کہ بیشک وہ جاتا ہے پلکوں کے
 بالوں کو اور روشن کرتا ہے بینائی کو ابن ماجہ نے اس حدیث کو موناکم روایت
 کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دنیا اولیٰ وفضل ہے ہاں ضرورت

کے وقت اور رنگ کا کفن دینا بھی جائز ہے تیسرا یہ کہ بھاری قیمت کا کفن نہ دینا چاہیے اس واسطے کہ شرع شریف میں ایسا کفن دینا منع ہے جیسا کہ ابو داؤد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَغَاوُافِي الْكُفْنَ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيعًا يَعْنِي فَرِيَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے بہت ہنکا کپڑا نہ لگاؤ کفن میں اسلئے کہ وہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیمتی کفن دینا اور اسمین اسراف کرنا بہت بُری بات ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں اگر اسکی ممانعت نہ آئی ہوتی تو ہی اسمین مال کی افضالت ہے کیونکہ بھاری قیمت کے کفن دینے میں نہ میت کا کچھ نفع ہے نہ زندوں کا کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیمتی کفن کیسا تھے کفن کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور یہ اس وقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں سے کفن کے لئے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھا کہ یہ پرانا ہے پس آجکل کے مسرف لوگ جو ناموری اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن مردوں کو دیتے ہیں اسکی حرمت میں کچھ کلام نہیں اس لئے کہ قیمتی کفن دینا ایک تو شرع کے خلاف ہے دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا و تکبر سے خالی نہیں اور ان سب چیزوں کا حرام ہونا شرع میں بخوبی ثابت ہے

چوتھا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت کا کفن دینا
 مستحب ہے اور مسنون کفن مردوں کے لئے تین کپڑے ہیں ایک کفنی موٹا ہون
 سے قدریوں تک چاک اس کا دونوں کندھوں کی طرف ہوتا ہے اور نہبان
 چوڑاں میں آگے پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہیں جاتی دوسرے ازار
 یعنی نیچے کی چادر جو سر سے پائون تک چھپاؤ کے تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی
 چادر جسے یہاں موٹہ کی چادر کہتے ہیں یہ بھی سر سے پائون تک چھپا دیتی
 ہے اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن میں اس وجہ سے
 مسنون ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تین کپڑوں میں کفنائے گئے
 تھے جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
 قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَفَّنَ فِي ثَلَاثَةِ ثَوَابٍ يَمَانِيَةٍ بَيْضٍ
 سَحُولَةٍ مِنْ كُرْسَفٍ فِيهَا قَبْضٌ وَلَا عِمَامَةٌ يَعْنِي بِي بِي عَائِشَةُ كَتَبَتْ بَيْنَ كَبْشِكِ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن دئے گئے پہنچ تین کپڑوں سفید میں کے
 اور سحول کی بنی ہوئی روئی کے نہ تھا اون میں کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی بان ضرور
 کے وقت ایک دو کپڑے میں کفننا بھی جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور
 قدرت ہوتے ہوئے تین سے کم نہ کرنا چاہیے اور مسنون کفن عورتوں کے
 لئے پانچ کپڑے ہیں ایک کفنی جبکا چاک سامنے ہوتا ہے دوسرے اور ہنی

جس سے سر کے بال چھپائے جاتے ہیں تیسرے ازار یعنی نیچے کی چادر چڑھتے
 سینہ بند پانچویں لفافہ یعنی موٹہ کی چادر اوڑھنی دو ہاتھ کی لمبی ایک
 بالشت کی چوڑی ہوتی ہے اور سینہ بند تین ہاتھ کا لٹبا اور چوڑان میں اس قدر
 ہو کہ بغلوں کے نیچے سے گھٹنوں تک چھپ جاوے اور باقی تین کپڑے
 ویسے ہی لنبے چڑھے ہوں جیسے مرد کے کفن میں مذکور ہو چکے اور کفن کفایہ
 عورت کا ازار اور اوڑھنی اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت یہ تین کپڑے
 اور ایک کپڑا ہی کافی ہے لیکن بلا ضرورت ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر
 کفایت نکرنا چاہیے بلکہ مرد اور عورت کے لئے جو کپڑے معین کئے گئے ہیں
 اونہیں میں اونکو کفنانا چاہیے اور سچے خوشبو لگانا مرد کے بدن میں اور
 کفن میں اور اون اعضا میں جو سجدہ کرنے میں زمین سے لگتے ہیں یعنی پیشانی
 گھٹنی گھٹنے وغیرہ اور ان میں کاغذ بھی لگانا چاہیے اور خوشبو تین بار لگا دینا اسلئے
 کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا أَجْمَرْتُمُ اللَّيْتَ فَاجْعُرُوهُ ثَلَاثًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا جب تم میت کو خوشبو لگاؤ تو تین بار لگاؤ اس حدیث کو امام احمد اور
 بیہقی اور بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند کو راوی صحیح کے راوی ہیں طریقہ
 مرد کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی پوٹ کی چادر کو کسی پاک صاف
 جگہ میں بچھا کر اوپر ازار یعنی اندر کی چادر پھیلا دین پر کفنی رکھ کے سب کو

تین یا پانچ بار دھونی دیکے کفنی پہنا کر ازار پر لٹا دین اور اس کے دونوں ہاتھ
 دونوں طرف پھیلا دین سینے پر نہ رکھیں پھر ازار اس کے بائیں طرف سے
 لپیٹکے داہنی طرف سے لپیٹیں تاکہ چادر کا دھنا کنارہ اوپر رہے اور اسی طرح
 لفافے کو لپیٹیں اور عورت کے کفنائے کا یہ طریقہ ہے کہ اوپر کی چادر
 بچھا کے اوپر سینہ بند رکھے اندر کی چادر پھیلا دین پھر اوڑھنی ڈالکے سب کے
 اوپر کفنی رکھے سب کو پانچ یا سات بار دھونی دیکے کفنی پہنا کے ازار پر
 لٹا دین اور اس کے دونوں ہاتھ بھی دونوں طرف پھیلا دین سینے پر نہ رکھیں
 اور سر کے بالوں کی دولٹیں کر کے دونوں طرف سینے پر ڈالکے اوڑھنے سے
 سر اور بالوں کے دونوں سرے چپا کے اندر کی چادر پہلے اس کے بائیں جانب
 لپیٹیں پھر داہنی طرف پھر سینہ بند باندھے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اسی طرح
 لپیٹ دین اور جو کفن کھل جائے کا خوف ہو تو سر اور بالوں کی طرف سے
 اس کو باندھ دین اسی کفن نہ کھلنے کے لئے بعضوں کے نزدیک سینہ بند
 سب سے اوپر باندھنا بہتر ہے اور محدثین کے نزدیک عورت کے سر
 کے بالوں کے تین حصے کر کے اس کی چوٹیاں گوندھے سر کے پیچھے ڈال دین
 اور اوڑھنی سے چپا دین

فصل جنازہ لیجانے اور اس پر نماز پڑھنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب نماز دھلا اور کفنا کے جنازہ طیار کر لیں تو گھر کے مردوں کو

لازم ہے کہ گھر سے اڑھٹا کے اوسکو باہر لیجاوین اور لوگ جمع ہوں وہ اور
 جو راہ میں شریک ہوتے جاوین یہ سب اوسکو کا نڈھا دیتے ہوئے جلد جلد
 قبرستان کی طرف لیجاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ
 فَإِنْ تَلَّكَ صَالِحَةٌ فَخَيْرٌ لِقَوْمِهَا الْيَتَامَى وَإِنْ تَلَّكَ سَيِّئَةٌ فَشَرٌّ لِقَوْمِهَا
 عَنْ رِقَابِكُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازہ
 کے پس اگر ہے وہ جنازہ یعنی میت نیک پس بھلائی ہے یعنی بھلائی ہے
 اوسکے لئے پونچاؤ اوسکو طرف بھلائی کے اور اگر ہے غیر اسکے پس بدیہی کہو
 اوسکو اپنی گردنوں سے اور بخاری نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا ہے قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعْتَ الْجَنَازَةَ وَخَلَّتْهَا الرِّجَالُ عَلَى
 أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَلْبُ هَوْنٍ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ
 لَا أَهْلَهَا يَا وَيْلَهَا ابْنُ تَنْهَبُونَ بِهَا لَسَمْعُ صَوْتِهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانُ وَلَكِنْ
 سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَاحَتِي یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ
 جنازہ طیار کیا جاتا ہے اور لوگ اوسکو اپنی گردنوں پر اڑھٹاتے ہیں پس اگر
 وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لیجاو یعنی میری منزل کی طرف اور جو بڑا ہو
 ہوتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے اے مصیبت کمان لئے جاتے ہو اوسکو یعنی
 مجھکو اوسکی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور آدمی اگر سنے تو البتہ جلاو

یا بیہوش ہو جاوے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لیجنا چاہیئے اسی لئے جمہور کہتے ہیں کہ جلد لیجانا مستحب ہے اور ابن حزم کے نزدیک واجب اور بعض علما فرماتے ہیں کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے اس واسطے کہ جلدی سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم سے جلد جلد چلنا دوڑنا مقصود نہیں پس جو لوگ جنازے کو لیچلین اونکو چاہیئے کہ نہ بہت آہستہ چلیں نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کریں اور جنازے کے ساتھ چلنا سنت ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتھ چلتے تھے جیسا کہ بہت حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے ساتھ چلنا مسنون ہے اسی طرح اوسکا اوٹھنا بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَمْحِلْ بِجَانِبِ الشَّرِيفِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدْعُ یعنی اونہوں نے کہا جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے اوسے چاہیئے کہ اوس کے سب کناروں کو کندھا دیوے اسلئے کہ بیشک یہ سنت سے ہے پھر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چھوڑ دے یعنی اگر زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو کندھا دیتا چلا جاوے اور جو جی بچا ہے تو چھوڑ دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاوین اونکو چاہیئے کہ

اوسکے سب طرفوں کا کندہ بادین اس کے بعد اگر پہر ہی اوٹھاتے رہیں گے تو
 اجر ملیگا ورنہ کچھ گناہ نہیں مردے کا حق ادا ہو گیا اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً حَتَّى يَكُونَ فِيهَا ثَلَاثُ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضَىٰ مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا يَعْنِي فَرَّطَ مَا رَوَىٰ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً حَتَّى يَكُونَ فِيهَا ثَلَاثُ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضَىٰ مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا يَعْنِي فَرَّطَ مَا رَوَىٰ رَسُولُ اللَّهِ
 ادا کیا اوس نے اوس کا حق جو اوپر تھا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازہ
 کو تین بار کا ندہ بادینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہاء کے نزدیک کا ندہ
 دینے کا یہ ہے کہ جنازہ اوٹھائیوا لا جنازے کے اگلے بائیں کنارے کو کہ
 مردے کی داہنی طرف ہوگی پہلے اپنے داہنے کا ندہ پر رکھو دس قدم چلے
 پہر پیچھے کے بائیں کنارے کو جو اول کے محاذی ہے اوسی کندہ پر رکھو
 اوتنے ہی قدم چلے پہر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے بائیں کا ندہ
 پر لیکے اوتنا ہی چلے اسی طرح اوس کے پیچھے کے داہنے طرف کو اپنے
 بائیں کندہ پر رکھو میت کی بھی بائیں جہت ہوگی اوٹھا کر دس قدم چلے اس
 حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً أَوْ لَبِغَ خُطْوَةً كَفَّرَتْ عَنْهُ
 الْأَبْوَنُ كَيْدُ الْغَنِيِّ شَوْخُ نَجَسٍ جَنَازَهُ اُٹھا کر چالیس قدم چلے تو اوس کے چالیس

۱۵۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۱۲

۱۶۔ شامی نے کہا کہ اس حدیث کو زلیحی نے ذکر کیا ہے اور بحر میں بدائع سے اس کو نقل کیا ہے ۱۲

گناہ معاف کیے جاتے ہیں جب اس کے سب جہتوں کے کندھاؤینے سے فراغت پا چکے تو تھوڑی دیر راحت لینے کے لئے ٹیہ جاوے پھر دو مرتبہ بیچ میں دم لیکے ایسا ہی کرے خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اوٹھاوے اور جو لوگ سوار ہوں اونکو چاہیے کہ جنازے کے پیچھے چلیں اور پیدل قریب قریب اوس کے جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے **إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّكْبُ بِمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي بِمَشْيِ خَلْفَهَا وَأَمَامَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا وَبِأَمْنٍ** اور **بِأَمْنٍ** یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل نزدیک نزدیک اس کے آگے پیچھے رہنے اور بائیں طرف چلے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ پیدل جنازے کے پیچھے اور آگے اور دائیں بائیں طرف اس کے قریب چلے امام احمد اور نسائی اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ وارد ہوا ہے **بِمَشْيِ الرَّكْبِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ** یعنی سوار جنازے کے پیچھے اور پیدل جہر جا ہے چلے اور امام احمد وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے **إِنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ**

يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ یعنی او ہٹون نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جنازے کے آگے چلتے تھے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیچھے چلنا اور امام شافعی کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لئے افضل ہے اور وہ اپنے بائیں طرف چلنا جائز اور ہر سمت کے چلنے میں بہتر یہی ہے کہ جنازے کے پاس رہے تاکہ ضرورت کے وقت اوٹھانے والوں کی مدد کرے اور حق یہ ہے کہ جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں سب طرف چلنا برابر ہے اور بلا عذر جنازے کے ساتھ سوار ہو کے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكِبًا نَأْتُوا أَلَا تَسْتَحْيُونَ إِنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ اللَّهِ وَإِنِّي لَأُبَايِعُكُمْ نَكَلًا بِكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک جنازے میں پس آپ نے کئی آدمیوں کو سوار دیکھا فرمایا کیا تمہیں شرم نہیں آتی بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنے قدموں پر یعنی پیدل چلتے ہیں اور تم جانوروں کی پیٹھوں پر اس سے ثابت ہو کہ جنازے کے ہمراہ سوار ہو کے چلنا مکروہ ہے ہاں لوٹتے وقت سوار ہو کے چلنا درست ہے جیسا کہ

ابو داؤد نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی
 اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَتٰی بِدَلَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ جَنَازَةٍ فَاَبٰی اَنْ یَّرْکَبَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ
 اَتٰی بِدَلَابَّةٍ فَزَرَّكَ فَقَبِلَ لَهَا فَقَالَ اِنَّ الْمَلَائِکَةَ تَمْشِیْ فَلَمْ اَکُنْ لِاَذْکَبَ وَهَمْ یَمْشُوْنَ
 فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَکَبْتُ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
 میں سواری حاضر کی گئی اس حال میں کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے
 آپ نے سواری ہونے سے انکار فرمایا پھر جب لوٹے تو سواری حاضر کی گئی تو آپ
 سواری ہو گئے کسی نے اس باب میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک
 فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھے یہ نہ ہو سکا کہ میں سواری ہوں اور وہ پیدل
 چلیں جب کہ وہ چلے گئے تو میں سواری ہو لیا اور ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے خَرَجَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعَ جَنَازَةٍ اَبْنِ
 الدَّحْدَاجِ مَا بَشِیْءًا وَدَجَّ عَلٰی فَرَسٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن و حداج
 کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور گھوڑے پر سواری ہو کے
 لوٹے اور جنازے کے ساتھ آگ لیجانا ممنوع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے
 ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ اَوْصٰی اَبُو مُوسٰی جِبْنَ حَضْرَہٗ
 الْمَوْتُ فَقَالَ لَا تَتَّبِعُوْنِیْ بِحِمَمٍ اَلَا اَوْ سَمِعْتُ فِیْہِ شَیْءًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَّسُوْلِ
 اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یعنی ابو بردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو
 موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جبکہ انکو موت حاضر ہوئی کہ عود د ان میرے ساتھ

نہ لیجانا وگوں نے کہا کیا تھے اس باب میں کچھ نہ ہے اونہوں نے کہا ہاں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ
 لیجانا جاہلیت کے افعال سے ہے اس لئے اس سے منع کیا گیا اور
 جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں انکو چاہیے کہ جب تک وہ زمین پر
 نہ رکھا جاوے نہ بیٹھیں اس لئے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ
 عنہ سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّبَعَ
 جَنَازَةً فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى تَوَضَّعَ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 نے پس جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ
 رکھا جاوے یعنی زمین پر اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے
 جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے جنازے کی نماز کا بیان جاننا
 چاہیے کہ مردوں پر مردے کی نماز پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ یمانداروں
 کے ایک گروہ کا جمع ہو کے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزول رحمت
 کے لئے نہایت موثر ہے جیسا کہ ابو داؤد نے مالک بن مسیرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 مَا مِنْ مُسْلِمٍ مَيِّتٍ فَيُصَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أُدْجِبَ نَكَانَ مَا
 لَكَ إِذَا اسْتَقَالَ هَلْ الْجَنَازَةُ جَزَاهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ
 كَانَ مَا لَكَ بِنِ هُبَيْرَةَ إِذَا أَصْلَى عَلَى جَنَازَةٍ نَفَقَالِ النَّاسُ عَلَيْهِمَا جَزَاهُمْ ثَلَاثَةُ

أَجْزَاءُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ ثَلَاثَةً
 مُؤْنَفٍ أَوْ جَبَّ رِزَاةً ابْنُ مَلَجَةٍ تَحْوُهُ يَعْنِي مَالِكُ بْنُ هَبِيرَةَ كَمَا مَنِ نَبِيُّ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُوسَاكَ فَمَاتَ تَوْنِينَ كَوْنِي مَيْتَ كَهْرَاوِي بِهَرْمَا زَبْرَهِيْنِ اَوْ سَبْرَتِيْنِ
 صَفِيْنِ مُسْلِمَانُوْنِ كِي مَكْرُوْا جَبَّ كَرْتَا هِيَ اَللَّهُ تَعَالَى بِهَبْشَتِ اَوْ رِغْفَرْتِ اَوْ سَكِ
 لَيْسَ پَسِ تَهْ مَالِكُ جَبَّ وَقْتِ كَهْ كَمُ جَانْتَهْ اَوْمِيُوْنِ كُو تَوْ تَقْسِيْمُ كَرْتَهْ اَوْنِ
 كُو تِيْنِ صَفِيْنِ بِهَوْ جَبَّ اِسْ حَدِيْثِ كَهْ اَوْر تَرْ مَزِي كِي رَوَايَتِ مِيْنِ يُوْنِ هِيَ
 كَهْ كَمَارَاوِي نَهْ تَهْ مَالِكُ بْنُ هَبِيرَةَ جَبَّ وَقْتِ كَهْ نَمَازِ پُرْتَهْ جَنَازَهْ پَرِ يَعْنِي اَرَاوِي
 كَرْتَهْ نَمَازِ پُرْتَهْ هِيَ كَا پَسِ كَمُ جَانْتَهْ لُوْ كُوْنِ كُو اَوْ سَبْرَتُوْ كَرْتَهْ لُوْ كُوْنِ كُو تِيْنِ حَصِيْ يَعْنِي
 تِيْنِ صَفِيْنِ پَرِ كَهْتَهْ رَسُوْلُ اَللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهْ فَرْمَا يَا هِيَ جَبِيْرُ
 نَمَازِ پُرْتَهِيْنِ تِيْنِ صَفِيْنِ تُوْ اَوْ جَبَّ كَرْتَا هِيَ اَللَّهُ تَعَالَى بِهَبْشَتِ كُو اَوْر رَوَايَتِ كِيَا
 اِبْنِ مَاجَهْ نَهْ مَانْدَا سَكِهْ اَوْ بِسَلْمِ وَغِيْرَهْ نَهْ حَضْرَتِ عَالِشَهْ صَدَقِيْقَهْ رَضِيَ اَللَّهُ
 عَنْهَا سَهْ مَرْفُوْعَا رَوَايَتِ كِيَا هِيَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلَّى عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ
 السُّلَمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ صَادَةَ كَلْبٍ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شَفَعُوْا فِيْهِ يَعْنِي نَبِيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهْ فَرْمَا يَا نَبِيْنِ كُوْنِيْ مَيْتَ كَهْ نَمَازِ پُرْتَهْ اَوْ سَبْرَتَا يَكُ جَمَاعَتِ
 مُسْلِمَانُوْنِ سَهْ كَهْ پُوْنْخِيْنِ سُوْ كَرِ سَبْ شَفَاعَتِ كَرِيْنِ اَوْ سَهْ كَهْ وَاسْطَهْ مَكْرُ
 قَبُوْلِ كِي جَاتِيْ هِيَ شَفَاعَتِ اَوْنِ كِيْ مَيْتِ كَهْ حَقِّ مِيْنِ اَوْ رِغْمِ وَغِيْرَهْ مِيْنِ حَضْرَتِ
 اِبْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهَا سَهْ مَرْفُوْعَا وَارُوْ هُوَا سَهْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ مَيِّتٍ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ
 رَجُلًا لَا يَشْرُكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ يَعْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُمَا نَعْمَانِ لِمَا سَأَلْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَوْنَهُ فَرَمَاتِي تَتَبِعِينَ
 كَوْنِي مُسْلِمَانِ مَرْدِكِهِ مَرَجَاوِيهِ بِرَأْسِهِ جَنَازَتِي بِرَأْسِهِ جَالِسِي آدَمِي كَهْرِي
 هُونِ جَوَالِدِي تَعَالَى كَيْ سَاكُهُ كَسِي حَبِيرِي كَوْنِي شَرِيكِي نَكْرَتِي هُونِ مَكْرَمِي تَعَالَى
 اَوْسِي كَيْ حَقِّي مِينِ اَوْ نَكِي شَفَاعَتِي قَبُولِي فَرَمَاتِي هِي اَوْ ثَبُوتِي اِسْ نَازَكَا
 اِنْ خَضَرْتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَوْ صَحَابِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَيْ فَعَلِي سِي
 صَافِي ظَاهِرِي مَحْتَجِي بَيَانِي كَانِي دِينِي اَوْ رِي نَازَكَا فَرَضِي لَقَائِي هِي يَعْنِي اِكْرَمِي
 اِبْعَاضِي بِرُحْمَتِي لِيْنِي كَيْ تَوَسُّبِي كَيْ ذَمِّي سِي وَجُوبِي سَاقَطِي هُوَ جَالِسِي كَا وَرَنِي سَبِي
 اَكْمَنِي كَا هُونِي اِسْمِي كَيْ صَحَابِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ حَضُورِي بِرَأْسِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ كَيْ هُونِي هُونِي خُودِي مُرَدُونِي بِرَأْسِي بِرُحْمَتِي لِيْتِي تَتَبِعِي اَوْ رَأْسِي كُوَا سَكِي
 اِطْلَاعِي هِي مِينِي كَرْتِي تَحْتِي جَلِيسِي كَا اَوْسِي كَالِي عَوْرَتِي كَيْ قَصِي مِينِ وَارُو هُوَا
 هِي جُو مَسْجِدِي بِرُحْمَتِي مِينِ جِهَلِي وَدِيَا كَرْتِي تَتَبِعِي اَوْسِي كُوَا سَكِي مَرْنِي كِي اِطْلَاعِي
 وَفْنِي كَيْ بَعْدِي هُونِي تَوَا اَوْسِي نِي فَرَمَا كَيْ تَمْنِي مَحْتَجِي كَيْونِي نَكْرَتِي كِي بِسِي اَكْرَمِي
 نَازَكَا فَرَضِي عِينِي هُونِي تَوَا اَوْسِي خُودِي هِي بِرُحْمَتِي كَيْ هِي تَرَكِي نَكْرَتِي اَوْ رَأْسِي بِرُحْمَتِي

۱۰ پہلی حدیث میں سو آدمی فرمائے اور اس میں چالیس سو ظاہر ہے ہر کراول سو کے جمع ہونے کی فضیلت امتیازی ہو بہو ارزا
 فضل و کرم کے پنے بند کو محال پر چالیس کے جمع ہونے کی بھی فضیلت فرمائی ہو اور یہ بھی خیالی ہر کراو دو نوں عدد دوں کے کثرت

والے کو چاہیے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اوسکے سر کے مقابل کھڑا ہوا ورنہ جو
 عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ
 نے روایت کیا ہے اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ رَجُلٍ
 فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَلَمَّا دُرِفَتْ اِلَيْهِ جَنَازَةٌ اَمْرَأَةٍ فَصَلَّى عَلَيْهَا بِقَامٍ وَسُطَهَا
 فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ وَفُتِلَ لَهُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ
 مِنَ الرَّجُلِ حَيْثُ قُمْتُ وَمِنْ الْمَرْأَةِ حَيْثُ قُمْتُ قَالَ نَعَمْ يَعْنِي بِشَيْكَ حَفَرَتْ
 انس نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اوس کے سر کے
 نزدیک کھڑے ہوئے پھر جب وہ اٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا
 گیا پس اونہوں نے اوس پر نماز پڑھی اور اوس کے وسط کے مقابل کھڑے
 ہوئے پس وہ اس سے پوچھی گئی اور اوس نے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے مرد سے جس جگہ تم کھڑے ہوئے
 اور عورت سے جس جگہ تم کھڑے ہوئے فرمایا ہاں اور اس نماز میں چار
 تکبیریں کہ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس اور جابر اور عقبہ بن
 عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ
 عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیریں جیسا کہ مسلم نے
 عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ أَدْنَةَ يُكَبِّرُ
 عَلَى جَنَازَتِهِ اَدْبَعَارًا ثُمَّ عَلَى جَنَازَةِ خَمْسًا فَسَأَلْنَا فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

لَا تَقْبَلُ بَعْدَ ۙ ا یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ جنائز پر نماز پڑھتے تو فرماتے اے اللہ بخشہ ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کو اے اللہ جسکو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو زندہ رکھ اوس کو مسلماً پر اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے تو مارا و سلک و ایمان پر اے اللہ بے نصیب نہ کر کہ ہم کو اوس کے اجر سے یعنی وہ ثواب جو ہم کو بسبب اوسکی مصیبت کے حاصل ہوا ہے اوس سے ہم کو محروم نہ کر اور فتنے میں نہ ڈال ہم کو اوس کے بعد اور مسلم وغیرہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ فَخَوَّضْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَكَرِّمْ نَزْلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَارْحَمْهُ بِالْأَعْيُنِ وَالْبَرِّدِ نَفَقَهُ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا لَقِيتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدَلَهُ دَارَ خَيْرٍ أَمِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرَ أَمِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرَ أَمِنْ زَوْجِهِ وَأَفْضَلَ الْجَنَّةِ وَأَعِزَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ تَحْدِيدِ النَّارِ فِي دَوَائِرِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ حَتَّى تَمُوتَ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْيَتِيمَ یعنی عوف نے کہا کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر پس یاد رکھا میں نے اپنی دعا سے کہ آپ فرماتے تھے اے اللہ بخش اُسکے گناہ اور رحمت کر اس پر یعنی قبول کر عتابن اسکی اور خلاص کر اسکو مکر وہات سے اور معاف کر اس سے یعنی تقصیرات اسکی

اور بہتر کر مہمانی اسکی یعنی جنت میں اور کشادہ کر قبر اسکی اور پاک کر اسکو ساتھ
 پانی کے اور برت کے اور اوے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتھ
 گناہوں سے اسکو پاک کر اور پاکیزہ کر اسکو گناہوں سے جیسے کہ پاکیزہ کرنا
 ہے تو سفید کپڑے کو میل سے اور بدلہ دے اسکو گھر یعنی اوس عالم میں
 بہتر اسکے گھر سے یعنی اس عالم کے اور اہل یعنی خادم بہتر اسکے اہل سے
 اور بی بی بہتر اسکی بی بی سے اور داخل کر اسکو جنت میں یعنی ابتدائے اور پناہ
 دے اسکو عذاب قبر سے یا کہا عذاب ووزخ سے اور ایک روایت میں
 ہے کہ بچا اسکو فتنہ قبر سے یعنی متحیر ہونے سے فرشتوں کے جواب میں
 اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب بیٹے یہ دعا حضرت سے
 اوس میت کے لئے سنی تو مجھے رشک آیا بیان تاک کہ آرزو کی مینے کہ یہ
 میت میں ہوتا یعنی تاکہ حضرت میرے لئے یہ دعا فرماتے اور ابو داؤد و
 ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَانْخَلَصُوا لَهُ اللَّهُ عَاءُ يَعْنِي قِرَاءَةُ
 صَلَواتِ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑھو تو خوب خلوص سے اس کے
 لئے دعا مانگو یعنی کسی کے دکھانے سناؤ کیلئے نہو بلکہ حضور دل سے خاص اللہ
 تعالیٰ ہی کی خوشنودی مقصود ہو ان دعاؤں کے سوا اور بہت سی دعائیں
 حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں پس جو دعائیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سکھائی ہیں اونہیں کو پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ برکت انہیں میں ہے اور
 امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند میں ابو امامہ بن سہل سے روایت
 کیا ہے اِنَّهُ أَخْبَرَنَا رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
 فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَكْبُرَ الْإِمَامُ ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ
 الْأُولَى ثُمَّ فِي نَفْسِهِ ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَيُحْلِلُ النَّفْسَ
 لِلْجَنَازَةِ فِي التَّكْبِيرَاتِ وَلَا يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ يَسْلِمُ سِرًّا فِي نَفْسِهِ قَالَ
 فِي الْقَبْرِ وَرِسَالَهُ صَحِيحٌ يَعْنِي أَبُو إِمَامَةَ كُوفِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَاصْحَابِ
 مِنْ سَعِيدِ ابْنِ شَيْخٍ شَخْصٌ نَعَى اس بَاتِ كِي خَبَرِي كِي مَسْنُونِ طَرِيقَةِ جَنَازَةِ كِي نَمَازِ
 كَا يَہ ہے كہ امام تكبير كے پهر پيلي تكبير كے بعد آهسته سے سورة فاتحه پڑھے پهر
 بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور باقی تكبير و ن میں خلوص دل سے
 میت كے لئے دعا مانگے اور اون میں اور كچھ نہ پڑھے پهر آهسته سے سلام
 پير دے فتح الباری میں كہا ہے كہ اس حدیث كی اسناد صحیح ہے حنفیہ كے
 نزدیک جنازے كی نماز میں چار تكبیریں ہیں اول كے بعد سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ الْخَ
 دوسری كے بعد نماز كا درود پڑھے تیسرے كے بعد میت كے لئے دعا كرے
 چوتھی كے بعد كچھ نہ پڑھے سلام پيرے اور بچے كی نماز میں یہ دعا پڑھے
 اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا ذَخِيرًا اَوْ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا۔

فائدہ اور جس طرح مرد اور عورت كے جنازے پر نماز پڑھنا ضرور ہے اسی طرح

بچے کے جنازے پر بھی ضرور چاہیے گو پیدا ہوتے ہی مرجاوے اور جو مرا
 بچا پیدا ہوا اور کوئی نشان زندگی کا نہ پایا جاوے جیسے اوسکا آواز کرنا یا
 اوس کے کسی عضو کا ہلنا تو اوس پر نماز نہ پڑھنی چاہیے جیسا کہ جابر رضی اللہ
 عنہ سے وارد ہوا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْطِّفْلُ لَا
 يُصَلِّي عَلَيْهِ وَلَا يَرْتُّ وَلَا يُورَثُ حَتَّىٰ يَسْتَحِلَّ رَدَاةَ التَّرْتِيمِ وَابْنُ مَاجَةَ
 اَلَا اِنَّهُ لَمَذْكُورٌ وَلَا يُورَثُ يَعْنِي بِشَيْكِ بْنِ صُلَى الْمَدِينِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فرمایا ہے کہ بچے کی نہ نماز پڑھی جاوے اوس پر اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اوسکا
 وارث بنے یہاں تک کہ وہ آواز کرے روایت کیا اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے
 مگر ابن ماجہ نے دلائل وارث کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بچا
 مرا ہوا پیدا ہوا اور بعد پیدا ہونے کے آواز نہ کرے اوس پر نماز پڑھنی چاہیے
 یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا ہے اور امام احمد
 رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ چار مہینے دس دن کے بعد پیدا ہو تو اوس پر
 نماز پڑھنی چاہیے گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم نہ ہو
 فائدہ جس شخص نے غنیمت کے مال میں خیانت کی ہو یا اپنے تئیں آپ ہلاک
 کیا خواہ کافر ہو یا لڑائی میں شہید ہوا یا جس نے عمر بھر نماز نہ پڑھی ہو ان سب پر
 جنازے کی نماز نہ پڑھنی چاہیے دیکھو خیر کی لڑائی میں ایک شخص نے غنیمت
 کے مال میں خیانت کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر نماز نہ پڑھی

جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور
 ایک شخص نے تیر کی بہال سے اپنے تین ہلال کیا تھا اور سپر ہی اپنے
 نماز نہیں پڑھی جیسا کہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑھنے
 کی نصیح قرآن شریف میں سورہ توبہ کے دسویں رکوع کی اس آیت میں
 مذکور ہے وَلَا تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ یعنی
 اور نماز نہ پڑھو ان میں کسی پر جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر ایسی لئے
 کسی کافر کے جنازے پر نماز پڑھنا آپ سے منقول نہیں ہوا اور شہید پر
 نماز نہ پڑھنے کا حال غسل کے بیان میں گذر چکا فائدہ غائب میت پر
 نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعِيَ لِلنَّاسِ لِلنَّجَاشِيِّ
 الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمَصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَ
 كَبَّرَ أَرْبَعًا تَكْبِيرَاتٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے
 مرنے کی لوگوں کو خبر دی جس دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف
 عید گاہ کے پہر صف باندھیں ساتھ ان کے اور چار تکبیریں کہیں ف نجاشی
 حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور اس کا نام اصحیہ اور نصرانی دین رکھتا تھا
 یہ مسلمان ہو گیا جب اپنے ملک میں اس کا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ میں اس کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عید گاہ

بین تشریف لیجا کے غائبانہ اوسپر جنازے کی نماز پڑھی پس اس سے ثابت
 ہوا کہ جب کوئی شخص کسی جگہ مرجاوے اور اسکے مرنے کی خبر معلوم ہو تو اوسپر
 غائبانہ نماز پڑھنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑھنا بھی درست ہے جیسا کہ
 بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرِ دُفْنٍ كَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هَذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ
 أَفَلَا أَذْنَمُونِي قَالُوا دَنَّا هُ فِي ظِلَّةِ اللَّيْلِ فَكَبَّرْنَا أَنْ لَوْ تَطَلَّكَ فَقَامَ فَصَفَّقَا خَلْفَهُ
 فَصَلَّى عَلَيْهِ يَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَذَرَى اِيك قَبْرَ
 اِك دُفْنٍ كَيْلَا كَيْلَا تَهَامِرُهُ اَوْ مِيْن رَات كُوْبِسْ فَرَمَا اِيك دُفْنٍ كَيْلَا كَيْلَا مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن
 اِك اِن كِي رَات فَرَمَا اِيْس كِيُون مِ خِيْر كِي تَمْنِي مَجْكَو مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن
 كَيْلَا مِيْن اَوْ سَكُو اِن مِيْرِي رَات مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن
 حَضْرَت اِيْس صَف بَانْدِي مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن
 اِس سِيْ مَعْلُوْم هُو اِك دُفْن كِي بَعْدِي قَبْرُ نَمَازُ پُڑھنا دُرُسْت هِيْ قَائِدُ مَسْجِدِ
 مِيْن جِنَازِ سِيْ كِي نَمَازُ پُڑھنا جَائِز هِيْ مَكْرُوْهُ مِيْن اِسْلَمِيْ كَا حَضْرَت صَلَّى اِلَهِ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن مِيْن
 مَسْلَم مِيْن اِبُو سَلَمِيْ بِن عَمِيْر اِحْمِن سِيْ رُوَايَت كَيْلَا هِيْ اِنَّ عَائِشَةَ كَا تُوْفِيْ سَعْدِيْن
 اِيْنِيْ دَقَائِصْ قَالَتْ اَدْخُلُوْا اِيْهَ السَّجْدِ حَتَّى اَسْلَمِيْ عَلَيْهِ فَاَنْكُرُوْا اَذَلِكَ عَلَيْهِمْ اَقَالَتْ وَاللَّهُ
 لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ اِبْنِيْ بَيْضَاءَ فِي السَّجْدِ

سہیلؑ یعنی جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی تو حضرت عائشہ نے کہا داخل کرو اور ان کو مسجد میں تاکہ نماز پڑھوں میں اونپر پس انکار کیا گیا یہ حضرت عائشہ پر پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق نماز پڑھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونوں بیٹوں بیٹنار کے مسجد میں یعنی سہیل اور اس کے بہائی پر اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اِنَّ الصَّحَابَةَ صَلَّوْا عَلٰی اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْمَسْجِدِ یعنی صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر مسجد میں نماز پڑھی اور جو لوگ مکہ وہ کہتے ہیں انکی دلیلین ضعیف ہیں فائدہ جس طرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑھنا شروع ہے اسی طرح انکا لگ بڑھنا بھی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہو ورنہ جحد جماعت زیادہ ہوگی اور بقدر فضیلت زاد اور میت کا نفع ہو فائدہ جو شخص فقط جنازے کی نماز میں شریک ہوگا اسکو ایک قیراط بہر اوب ملیگا اور جو کوئی اس کے دفن ہونے تک شامل رہیگا اسکو دو قیراط بہر اوب ملیگا جیسا کہ ترمذی نے ابویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ مَنْ عَلٰی جَنَازَۃٍ قَبْرٌ اَطْمَمَ مِنْ تَبَعِہَا حَتّٰی یَقْبُضَ دَفْنُہَا فَلَاَ قَبْرٌ اِلَّا اَحَدُہُمَا اَوْ اَصْغَرُہُمَا مِثْلَ اَحَدٍ فَلَاَ کَرْتُ ذٰلِکَ لِابْنِ عُمَرَ فَاسْرَسَلَ اِلَیْ عَلَیْشَہُ فَاَسْأَلُہَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَتْ صَدَقَ الْاَبُوْهُ رِیَاسَۃً فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ قَرَّطْنَا فِیْ قَرَارِیْطٍ کَثِیْرَۃٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و مسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اور اسکے لئے ایک قیراط کا ثواب ہے
 اور جو اوس کے ساتھ جاوے بیان تک کہ اوسکو دفن کر چکیں تو اوس کے
 واسطے دو قیراط ہیں ایک اون میں کا یا چوٹا اون میں کا مثل احد کے پہاڑ
 کے ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے اس کا ذکر کیا اونہوں حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا اونے اونے یہ قصہ پوچھا حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو ہریرہ نے بیچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک
 ہم نے بہت قیراطوں کا نقصان کیا قائدہ جنازے کی نماز پڑھنا اور اوسکے
 ساتھ جانا اور دفن تک وہاں ٹھیرنا مردوں کے لئے ضرور ہے عورتوں کے
 واسطے نہیں اس لئے کہ نہ اون کو جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ
 انکا لیجانا درست پس مسلمان مردوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے جنازہ
 کی نماز میں شریک ہوں اور اوس کے دفن ہونے تک حاضر رہیں تا کہ
 ثواب کثیر پاویں ہاں اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط جنازہ
 پڑھ کے چلے آویں تو جائز ہے مگر ثواب کم ملے گا۔

فصل دفن کرنے کے بیانیہ

جانتا چاہئے کہ جیسے مردے کو منلانا کفنانا اور سپر نماز پڑھنا واجب اسی طرح
 اوسکو دفنانا بھی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑھ چکیں تو اوس کو

قبر کے پاس لائین اور چار پانچ آدمی آہستہ سے اوسکی لاش اوٹھا کے
 بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے قبر کی پائنتی سے اوسکے
 سر کو پہلے قبر میں اوتار کے قبلہ رخ اوسکو ٹٹاویں اور کفن کے بند کھول دیں پھر
 اوس کے موہنہ پر سے چادر ہٹاویں تاکہ چہرہ کھل جائے اور باقی تمام بدن
 کو کفن میں لپیٹا اور چھپا رہنے دین اور قبر میں اوتارنے والے اگر میت کے
 وارث اور عزیز قریب ہوں تو بہتر ہے اسلئے کہ وہ سب پر مقدم ہوں اور
 مجبوری سے غیر کا اوتارنا بھی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے
 کہ وارثوں میں سے جو اوس کے محرم ہوں وہ اوسکو قبر میں اوتاریں اور ضرورت
 کے وقت غیر مرد کا بھی اوتارنا جائز ہے اور مردے کو قبر میں رکھتے وقت
 بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے
 جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
 روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم كَانَ اِذَا اَدْخَلَ الْمَيِّتَ الْقَبْرَ
 قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ فِي رِوَايَةِ ابْنِ دَاوُدَ وَعَلَىٰ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ
 یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر میں اُتارنے لگتے تو
 یہی لفظیں فرماتے تھے یعنی اوتارنا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ
 کے حکم کے ساتھ اور رسول خدا کی شریعت پر اور ابو داؤد کی روایت میں بجا
 لفظ ملت کے لفظ سنت وارد ہوا ہے اور مردے کو قبر کی پائنتی سے اوتارنے

کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابو داؤد نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ
 سے روایت کی ہے اِنَّهُ اَدْخَلَ مَيِّتًا مِّنْ قَبْلِ رَجُلٍ الْقَبْرِ وَقَالَ هَذَا مِّنَ السُّنَّةِ
 یعنی مقرر عبد اللہ بن زید نے کسی میت کو قبر کی پائنتی سے اوتا را اور کہا
 یہ سنت سے ہے اور قبلہ رخ ٹانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ہر مرد
 کو قبر میں قبلہ رخ ٹانے کے بعد اگر لحد بنالی گئی ہو تو اس کو کچی انیٹوں سے
 بند کر دیں اور جو شق نبی ہو تو پتھر کے پٹیوں یا لکڑی کے تختوں سے اس کو
 پاٹ کے روزنوں کو مٹی کے ڈھیلوں یا پتھر کے ٹکڑوں سے بند کر دیں اسکے
 بعد حاضرین میں سے ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ ہر کے
 میت پر مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو محمد کے
 بیٹے ہیں اپنے باپ یعنی امام باقرؑ سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے
 اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَدَثَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا
 وَآلَهُ رَسَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ اِبْرَاهِيمَ وَدَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبًا يَعْنِي
 بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالین میت پر تین یسین ساتھ دونوں ہاتھ
 اپنے کے اکٹھا کر کے اور بیشک حضرت نے چٹھ کا پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم
 کے اور رکے قبر پر سنگریزے یعنی نشان کے لئے روایت کیا اسکو شرح
 اسنہ میں اور روایت کی امام شافعی نے لفظ رشح سے اور بزار اور
 دارقطنی نے عام بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَلَى قَبْرِ عُمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ ثَلَاثًا يَعْنِي
 نَبِيَّ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ عُمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كِي قَبْرِ بَرْتِن
 لِبْ بَرِ كِي مِطِّي وَآلِي أَوْ مِيتِ پَر اوس كے سر ہانے كی طرف سے مِطِّي وَآلِ
 جیسا كہ ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت كیا ہے
 إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيْتِ
 فَخَشَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا يَعْنِي بِشَاكِ نَبِيَّ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ
 جَنَازَةِ كِي نماز پڑھی پھر میت كی قبر پر تشریف لائے پس اوس كے سر كی
 جانب سے تین لب بھر كے اسی پڑھی ڈالے علماے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہین كہ پہلے لب ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسرے كے
 وقت وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسرے كے وقت دَمْنَهَا نَحْنُ جَعَلْنَاكُمْ تَارَةً أُخْرَى
 كے پھر جب سب لوگ مٹی دے چكین تو قبر پر پانی چھڑكین اور مستحب ہے
 اس لئے كہ آنحضرت صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابراہیم رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ كی قبر پر پانی چھڑكاتا جیسا كہ امام شافعی نے اور ابو داؤد نے اپنے
 مراسیل میں روایت كیا ہے اور ابن ماجہ میں آیا ہے قَالَ الْكُوفَرَانِیُّ سَلَّ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَكَسَّ عَلَى قَبْرِ مَاءٍ يَعْنِي الْبُورِغِ نَبِيَّ كَمَا كہ
 نَكَالِ رَسُولِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے سعد كو جنازے میں سے سر كی

لے روضہ ندیم میں لکھا ہے كہ اسكی اسناد صحیح ہے نہ جیسا كہ ابو حاتم نے كہا ہے ۱۲

طرف سے اور چڑکا اونکی قبر پر پانی اور حکم فرمایا آپ نے پانی چڑکنے کا
 عثمان بن غلعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر جیسا کہ بزار کی روایت میں آیا
 ہے اور بیہقی نے دلائل النبوة میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
 ہے قَالَ رُشِّ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ
 يَلَالُ بْنُ رَبَاحٍ يَقْرَأُ بِهٖ بَلَا مِّنْ قَبْلِ رَأْسِهِ حَتَّىٰ أَتَىٰ إِلَىٰ حُجْلِيهِ يَعْنِي جَابِرُ بْنُ كَمَا كُتِبَ
 اُكْمَىٰ قَبْرِ بَارِكِ بْنِ صَالِيٍّ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی اور تھوڑے شخص کہ جس نے ڈالا پانی
 حضرت کی قبر پر بلال بن رباح ساتھ مشک کے شروع کیا چڑکنا سر کی
 طرف سے یہاں تک کہ پہنچا دیا پائون تک اور جب پانی چڑک چکیں
 تو قبر کی مٹی برابر کر کے اوپر سنگریزے رکھ دیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی
 قبر پر سنگریزے رکھے تھے جیسا کہ شرح السنین آیا ہے اور امام شافعی
 رضی اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اور سابق میں ذکر ہو چکا ہے یا بیچا
 کے واسطے قبر پر پتھر رکھ دیں جیسا کہ ابو داؤد نے مطلب بن ابی وداع
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ أَخْرَجَ
 بِحَنَازِهِ فَدْفَنَ وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ نُجْجَرٌ فَلَمْ
 يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ ذِمَّتِ
 عِيَةٍ قَالَ لِمَطْلُبٍ قَالَ الَّذِي نُجْجَرٌ فِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

كَاتِبٍ أَنْظَرُ إِلَى بَيَاضِ دَسَائِحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جِلْنَ حَمْرَ
 عَنْهُمْ مَا تَمَّ حَمَلُهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَعْلَمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَذْفَنُ
 إِلَيْهِ مِنْ مَوَاتٍ مِنْ أَهْلِي يَعْنِي مَطْلَبَ نَعْمَ جَبْرُ مَرْ
 عَثَانَ بْنِ مَطْعُونٍ تَوَلَّكَ لَا كَيْفَا جَنَازَهُ وَأَوَّلَاكَا بَسْ وَفَنَ كَعْنُ كَعْنُ وَحَكْمَ وَيَا بَنِي
 صَالِي السَّعْدِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعْنُ أَيْكَ شَخْصٍ كَوَكَلَاوَعْنُ أَيْكَ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ
 بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ
 شَخْصٍ أَوْسٍ بَطْنِ كَوَكَلَاوَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ
 وَسَلَّمَ أَوْسٍ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ
 أَوْسٍ شَخْصٍ نَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ
 وَكَيْتَا هَوْنٍ طَرَفٍ سَفِيدِي دُونُونٍ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ
 كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ
 سَرَاوَعْنُ قَبْرِ عَثْمَانَ كَعْنُ أَوْسٍ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ
 كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ
 وَعَثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ أَخْفَضَتْ صَالِي السَّعْدِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ
 بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ
 وَسَلَّمَ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ كَعْنُ
 مَعْنُ قَبْرِ نَشَانِي رَكْنَا أَوْسٍ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ بَطْنِ

فائدہ قبر کو بالشت بہر بلند کرنا چاہیے جیسا کہ سعید بن منصور اور بہقی
 نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ
 عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دَسَّ عَلٰی قَبْرِ اَنَسَہٗ اَبْنِہٖ اَہْمَیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبًا عَدُوْرَ کَعْبِ شَرِیْکَ
 یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم
 کی قبر پر پانی چھڑکا اور اوپر سنگریزے رکھے اور بالشت بہر او کو بلند کیا
 پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں
 وارد ہوا ہے علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو سطح اور مستقیم دونوں طرح
 بنانا جائز ہے مگر فضیلت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک قبر کی
 مٹی برابر کر کے دونوں جانب سے ڈھالوان بنادینا اور درمیان میں اونچا
 رکھنا کہ لہجہ اونٹ کے کوبان کے ہو جاوے افضل ہے اس لئے کہ
 بخاری نے سفیان تمارضی المدینہ سے روایت کیا ہے اِنَّہٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُسْتَمًا یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہ کو اونٹ کے کوبان کے مثل دیکھا اور صحیح
 حدیثوں سے بھی اس طرح کی قبر بنانا ثابت ہوتا ہے اسی لئے امام مالک
 اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک قبر مستقیم بنانا بہتر ہے
 اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک برابر سطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابوداؤد
 نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَالِیْشَہٗ فَقُلْتُ

يَا أُمَّهُ أَكْشَفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَصَلَحِيهِ فَكَشَفَتْ
لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشِيرَ فَتَوَكَّلَا لَا طِيلَةَ سَبْطُوحَةٍ بِطَحَاءِ الْعَرَصَةِ الْحُمْرَاءِ

یعنی قاسم نے کہا کہ کیا میں حضرت عائشہ کے پاس پس کھائیے اے ماں
میری کہولہ و میرے لئے قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور انکے دونوں
یاروں کی یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پس کہولہ دین میرے بے
میتوں قبرین نہ تھیں بہت بلند اور نہ متصل ساتھ زمین کے یعنی بلکہ بالشت
بالشت بہر بلند تھیں چھپی ہوئی تھیں ساتھ کنکریوں سرخ میدان کے
یعنی جو کہ گردِ مدینہ مطہرہ کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر شریف سطح
تھی مسنم نہ تھی اور بہتر بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو سطح برابر بنا دین مسنم نکریں
اس لئے کہ مسلم نے ابی الیاس اسدی تابعی سے روایت کیا ہے قَالَ
قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي عَدُوٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ
تَدْعُ بِمِثَالِهَا لَا طِيلَ سَبْطُوحَةٍ وَلَا مُشِيرَ فَتَوَكَّلَا لَيْسَ بِهَا عِلْمٌ يَعْنِي ابُو الْيَاسِجِ
کہا کہ فرمایا مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بھی چون میں سمجھو اس کا
پر کہ بھیجا مجھ کو اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ
نہ چوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ مٹا دے اس کو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے
اس کو پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر کرنے کا حکم فرمایا
رہی سفیان ثمار کی حدیث کہ انہوں نے آپ کی قبر کو مسنم دیکھا سو اس کا

جواب یوں ہو سکتا ہے کہ شروع میں آپ کی قبر مسنم نہ تھی بلکہ مسطح برابر تھی
 پہر جبکہ دیوار قبر شریف کو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی امارت میں بنایا
 تو اسکو بلند کر دیا ہو قائدہ دفن کے سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد
 کٹرے ہو کے میت کے لئے بخشش چاہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس بات
 کی دعا مانگیں کہ وہ سوال و جواب کے وقت ثابت قدم رہے جیسا کہ ابو داؤد
 نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا فُرِغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لَكَ خِيَامًا وَاسْأَلُوا
 لَهُ التَّيْنِيتَ فَإِنَّهُ لَا يَسْأَلُ لِنَفْسِهِ إِنَّمَا يُسْأَلُ لِمَنْ فِي بَيْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَبْكَ فَاغْرَ هَوْتِ دَفْنِ
 میت سے تو اوپر پھرتے پہر فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کے لئے
 اور سوال کرو واسطے اس کے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اس وقت سوال
 کیا جاتا ہے قائدہ مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کر نیم نہایت جلدی کریں
 یہاں تک کہ اگر رات ہو اور اسکی تجنیز و تکفین کا سب سامان اور نماز پڑھنے
 والے اور اوٹھانے والے جمع ہو جاویں تو رات ہی کو دفن کرویں جیسا کہ ترمذی
 نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرَ الْيَلَاءِ فَاسْرَجَ لَهُ سِرَاجًا فَاخَذَهُ مِنْ قَبْلِ الْقَبْلِ وَقَالَ
 سَرَحَكَ اللَّهُ إِنَّ كُنْتَ لَا دَهَائِلًا لِلْقُرْآنِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

لے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شرح السنین کہا ہے کہ اسکی اسناد ضعیف ہے ۱۳

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے
ایک شجر میں رات کو یعنی ایک شخص کے دفن کرنے کے
لئے پس روشن کیا گیا آپ کے لئے چراغ پس لیا آپ نے
میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجھ کو اللہ تحقیق بتا تو بہت
رو بہت اسباب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنے والا قرآن کا یعنی
توان دونوں چیزوں کے سبب سے رحمت و مغفرت کا مستحق ہوا اور
اوس پر چار تکبیریں کہیں اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت دفن کرنا درست ہے
سوائے اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو بعد عشا کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو رات کے وقت دفن کیا فائدہ میت کو جس جگہ گہر میں مرے اوسی جگہ
دفن کرنے کی اگرچہ ممانعت نہیں لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانوں
کے قبرستان میں دفن کریں اور علمائے حنفیہ کے نزدیک گہر میں دفن
کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ گہر میں دفن کرنا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص
تھا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گاؤں
سے دوسرے گاؤں بچانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور
گاؤں میں مرے وہیں اوسکو دفن کرنا چاہیے جیسا کہ ترمذی نے ابن ابی ملیک
سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا لَقِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْجَلْبُوتِيَّ وَهُوَ

بیتیم تمیم بن نویرہ نے کئی تہین بیچ مرثیے بہائی اپنے مالک بن نویرہ کے
 کہ اوسکو خالد بن ولید نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں مار ڈالا تھا
 معنی بیتون کریم کہ تمیم کہتا ہے کہ تھے ہم مانند دو ہنشینون جذبہ کمدت مدید مانہ سم جذبہ
 نام ایک بادشاہ کا ہے کہ عراق اور جزیرہ عرب اپنے تصرف میں رکھتا تھا
 اور اس بادشاہ کے دو ہنشین تھے مالک اور عقیل کہ چالیس برس تک
 دونوں ہنشین اور ندیم اوس کے رہے اور اونکو لغمان نے مارا اون کے
 قتل کا بھی قصہ عجیب ہے مقامات حریری میں مذکور ہے پس تمیم اپنے
 بہائی کے مرثیے میں کہتا ہے کہ ہم اور تو ہنشین اور محبت رکھنے والے
 رہتے تھے اور جدانہ تھے ایک مدت دراز مانند دو ہنشینون جذبہ کے
 کہ وہ اس طرح آپس میں اخلاص اور ہنشیننی ایک مدت سے رکھتے تھے
 کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت دراز سے کہتے تھے کہ یہ ہرگز جدا نہ ہونگے
 پھر تمیم کہتا ہے کہ پس جب جدا ہوئے ہم یعنی میں اور مالک بسبب مرنے
 مالک کے تو گویا میں اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک مدت دراز
 تک ایک رات ہی ساتھ رہے تھے یعنی وہ مدت دراز آنے بود یا خواب
 اور نہ زیارت کرتی میں یعنی دوبارہ اسلئے کہ حضرت نے لعنت کی ہے
 قبروں کی زیارت اگر نوالی عورتوں کو ولیکن از بسکہ تجھے مرتے ہوئے نہ کیا
 رہتا زیارت تیری قبر کی تا قائم مقام ملاقات کے ہو پس اس سے معلوم ہوا

میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا نا چاہیے ہاں ضرورت شدید کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو نقل کرنا جائز ہے اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نا چاہیے مگر جو بغیر غسل یا کفن کے دفن کر دیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن میں دفن کیا گیا ہو یا اوس کے ساتھ مال دفن ہو گیا ہو اگرچہ درہم بہر کیون نہ ہو تو اوس کا قبر سے نکالنا درست ہے لیکن غسل کے واسطے مردے کا نکالنا اوس وقت تک جائز ہے کہ بعد نکالنے کے اوسکو نہلا سکیں اور جو اوس کے بگڑ جانے کا گمان غالب ہو تو پھر نکالنا جائز نہیں اس فصل میں جن باتوں کا ذکر ہوا سلطان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ اول کا خوب خیال رکھیں اور شادی غمی وغیرہ میں شرع شریف کی پابندی اختیار کریں اور خلاف شرع رسموں سے بچتے رہیں اور بال برابر ہی کتاب و سنت کی مخالفت نہ کریں اور مرتے وقت بھی اسکا وہیان نہ کریں کہ جو باتیں اور رسمیں خلاف شرع ہوں اونکی وصیت نہ کریں اس لئے کہ اول تو خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس قسم کی وصیت جاری نہیں ہوتی یعنی وارثوں کو اسکا کرنا ضرور نہیں تیسرے اگر درثا اوس کے موافق عمل کریں گے تو وہ اور مردہ دو گنہگار اور آخرت کے مواخذے میں گرفتار ہوں گے۔



فصل تعزیت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور بچ و بلا میں اس سے صبر کرنے کی رغبت دلانے کو کہتے ہیں اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت اور غم نہیں ہے پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا کے بیان غمی ہو جاوے تو میت کے وارثوں کے پاس جا کے اونکی تسلی اور تشفی کریں اور مردے کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اور صبر کی فضیلت اور اسکا ثواب بیان کریں تاکہ اون کی دل کو تسکین ہو اور سب بچ و الم دور ہو جاوے اسی لئے شرع میں تعزیت کرنا مستحب ہے اور اسکی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَّيْتُ عَمْرًا مَيِّتًا كَسِي بُرْدًا فَنِيَّ الْجَنَّةَ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے اوس عورت کو جس کا بیٹا مر گیا ہو اوس کو بہشت میں عمدہ لباس پہنایا جاوے گا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَّيْتُ مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ

اللہ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے، قال ترمذی ہذا حدیث غریب لا نقدر رفعاً الا من حدیث علی بن عاصم الراوی وقال در راہ البعض من محمد بن سوقة سندا لا یثبتونہ قال ابن کمال ترمذی نے یہ حدیث غریب نہیں پہچانتے ہم سکود فروع کو حدیث علی بن عاصم راوی سے اور کمال ترمذی نے کہ روایت کیا بعض محدثین نے محمد بن سوقة سے

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی و کسی مصیبت زدہ کو تو اس سے مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملیگا و مصیبت زدہ اس سے عام ہے کہ اس کا کوئی مرگیا ہو یا اور کسی آفت میں گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی اسے صبر کرنے پر رغبت دلاتا ہے اور اس کے پاس جا کے یا خط کتابت سے اس کی تسلی کرتا ہے تو اس کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا آفت رسیدہ کو صبر کرنے پر اجر ملتا ہے اس لئے کہ یہ شخص اس کے صبر کرنے کا باعث ہوا ہے اور حدیث ضعیف میں وارد ہوا ہے **الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلُهُ وَاللَّهُ يُحِبُّ إِعَانَةَ الْمُحْسِنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَابُو يَعْلَى فِي مُسْنَدِهِ وَالصَّيَّاهُ عَنْ أَبِي بَرِيدَةَ عَنْ أَبِي الدُّنْيَا فِي فَضْلِ الْحَوَائِجِ عَنْ النَّسِی** یعنی نیکی کی راہ بتانے والا مانند نیکی کرنے والے کے ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے مظلوم کی فریاد رسی کو روایت کیا اسکو احمد نے اپنے مسند میں اور ابویعلیٰ نے اپنے مسند میں اور ضیاء نے بریدہ بن ابی الدنیا سے فضل حوائج میں انس سے ف جامع صغیر میں حرف وال میں اس حدیث کو انہیں لفظون کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف و صحیح کی کوئی علامت نہیں کی اور الف و نون کی بحث میں یون لکھا ہے **إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ النَّسِی** یعنی بیان علامت ضعیف کی لکھی ہے فائدہ مستحب زمانہ تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے

اس کے بعد پھر مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرینو الا یا مصیبت زدہ اوس وقت حاضر نہ تو جب ملے اوسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور جو میت کے ورثا بہت جرع فزع میں مبتلا نہ ہوں تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا بہتر ہے ورنہ دفن سے پہلے افضل ہے اسلئے کہ غرض تعزیت سے اونکو صبر پر رغبت دلانا اور اونکی تسلی کرنا ہے پس جب اسکا محل اور موقع ہو اوسی وقت اولیٰ ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے رشتے دار چھوٹے ہوں یا بڑے مرد ہوں یا عورت سب کی تعزیت کرنا چاہیے ہاں اون میں سے جوان عورت کی اوسکے محرم کے سوا اور کوئی تعزیت نہ کرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلی مصیبت زدہ کو سلام پڑاؤس سے مصافحہ کریں اور نہایت تواضع وانکسار سے پیش آویں اور بہت باتیں نہ کریں اور نہ مسکراویں اور اوس سے یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ امیت کی بخشش کرے اور اوس سے درگزر فرماوے اور اوس کو اپنی رحمت واسعہ سے جنت میں داخل کرے اور تجھکو اوسکی مصیبت پر صبر نصیب کرے اور ثواب عطا فرماوے اور تعزیت کی سب لفظوں میں سے بہتر وہ لفظیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں اِنَّ اللّٰهَ مَا اخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰی وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَہٗ بِاجَلٍ مُّسَمًّى یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز او سننے لی اور اوس کی ملک ہے جو چیز اوس نے دی اور ہر چیز کا اوسکے نزدیک ایک وقت مقرر ہے سبحان اللہ

کیا نورانی الفاظ میں اور ہر لفظ میں کیسی توحید اور صبر کی کس قدر ترغیب
 بہری ہوئی ہے کیا یہی مصیبت زدہ کتنے ہی غم میں مبتلا کیوں نہوا اگر ان
 مبارک لفظوں کو صدق دل سے کان دہر کے سن لے خدا چاہے تو سارا
 غم دالم دور ہو جاوے پس جب کیسی تعزیت کیا کریں تو ضرور ہے ان لفظوں
 کو کہا کریں اس لئے کہ جو برکت اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں رکھی ہے وہ
 اور الفاظ میں کہاں آدر جو کا فر مر جاوے اور اوس کے رشتے دار مسلمان
 ہوں تو اسکی تعزیت میں یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت ثواب دے
 اور اچھی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت مسلمان اور اوس کے قرابت
 والے کا فر ہوں تو اس طرح تعزیت کریں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی تسلی دے
 اور میت کو بخشنے اور جو میت اور قرابتی دونوں کا فر ہوں تو یوں کہیں کہ
 اللہ تعالیٰ تمہیں بدلا دے اور تمہارے لوگ کم نہ کرے آدر ایک مرتبہ
 تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا دسویں بیسویں روز میت کے
 گھر میں لوگوں کا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعاده میں لکھا ہے کہ جنازے
 کی نماز کے سوا پہر کہی میت کے لئے لوگوں کا جمع ہونا بدعت ہے بہت سے
 علمائے متاخرین کہتے ہیں کہ صاحب میت کے پاس لوگوں کا جمع ہونا
 مکروہ ہے اور یہ امر تو نہایت ہی مکروہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے
 پر بیٹھے اور لوگ جمع ہو کے اوس کی تعزیت کریں اس لئے کہ یہ جاہلیت

کی رسموں سے ہے پس بترہ ہے کہ جب لوگ دفن سے فارغ ہو کے پہرین
 تو اون کو چاہیے کہ متفرق ہو جاویں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوں اسی
 طرح جس کے یہاں غمی ہو گئی ہے اوسکو بھی چاہیے کہ اپنے کام میں مصروف
 ہو اور عورتوں کو چاہیے کہ جس کے گھر تعزیت کے لئے جاویں تو اوس سے
 فارغ ہو کے چلی آویں دو چار روز دہان نرہیں اس لیے کہ سوائے میت کے
 اقارب کے غیروں کا گھر میں مجمع کرنا درست نہیں بلکہ مکروہ ہے اور میت کے
 اقارب کو تین روز تک اوسکے غم میں بیٹنا جائز ہے اور جو نہ بیٹھیں تو اولیٰ
 ہے فائدہ میت وائے کے گھر کھانا پکا کے بھیجا درست ہے اس لئے
 کہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا جَاءَنِي جَعْفَرٌ قَالَ السَّيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 اصْنَعُوا لِإِلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ آتَاهُمْ مَا يَشْفُلُهُمْ یعنی عبد اللہ نے کہا
 جبکہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی ابن بیت
 کو کہ تیار کرو واسطے لوگوں جعفر کے کھانا پس تحقیق آئی ہے اونکو وہ چیز کہ
 باز رکھتی ہے اونکو کھانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر پس اس حدیث
 شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والوں اور ہمسایوں کو چاہیے کہ کھانا پکا
 کے صاحب میت کے یہاں بھیجیں اس لئے کہ یہ مستحب ہے اور کھانا استفادہ
 ہونا چاہیے کہ وہ دونوں وقت اوسکو پیٹ بھر کے کھالیں اور بعض علماء یہ

فرماتے ہیں کہ تین دن تک کھانا بھیجنا حلال ہے اس لئے کہ یہ تعزیت کے دن ہیں اور یہ کھانا جو غمی والوں کے لئے بھیجا جاتا ہے غیر دن کو اسکا کھانا درست ہے یا نہیں علما کا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ناجائز ہے اور بعض کے نزدیک درست اور جب کھانا پکا کے میت والوں کے یہاں لیجاوین تو سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار سے اونکو کھانا کھلا دیں اس واسطے کہ اگر وہ زیادتی غم یا حیا کے سبب سے نہ کھائیں گے تو اونکو زیادہ ضعیف ہو جاویگا پہ ضروری کاروبار میں حرج واقع ہوگا اور یہ کھانا نوہ کرنے والی عورتوں کے واسطے بھیجنا سخت حرام ہے اس لئے کہ اس میں ایک طرح کے گناہ پر مدد کرنی ہے اور میت والوں کو چاہیے کہ تیجے دسویں بیویں وغیرہ میں لوگوں کے لئے ہرگز کھانا نہ پکائیں اس واسطے کہ یہ بدعت اور مکروہ ہے پہر مفت میں روپیہ ضائع کرنا اور بدعت و کراہت کے مواخذہ میں گرفتار ہونا کون عقلمندی کی بات ہے پس حتی الامکان تعزیت وغیرہ میں خلاف شرع رسموں سے بچیں اور ہر کام سنت نبوی کے موافق کریں تاکہ دین و دنیا دونوں سنور جائیں۔

باب بستم

فضل سوگ اور تیجے اور دسویں بیویں چالیسویں وغیرہ کی

رسمون کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب کسی کا باپ یا ماں خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز و قریب
مر جاوے تو مشروع شریف میں تین دن سے زیادہ اس کا سوگ کرنا درست
نہیں لیکن خاوند کے مر جانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ
کرنے کا حکم ہے اور اسی کو عدت کہتے ہیں اور تفصیل اسکی عدت کی فصل میں
گزر چکی اور سوگ سے یہ غرض نہیں جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے
ہیں کہ سیاہ کپڑے پہنے رہتے ہیں اور ہاتھ موٹہ کاٹے اور گریبان چاک کرتے
ہیں اور کمرے والوں کو نوچتے بکھیرتے اور اونپر خاک ڈالتے ہیں اور موٹہ اور
سینے اور زانو کو پیٹتے ہیں اور تین روز تک ماتمی بچپو نا بچھاتے ہیں اور اوپر
جھاڑو نہیں دیتے اور کھانے کے وقت دسترخوان نہیں بچھاتے اسلئے
کہ یہ سب باتیں گناہ کبیرہ اور قطعاً حرام ہیں بلکہ سوگ سے مقصود زینت
ترک کرنا ہے یعنی کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے پٹے کے کپڑے اور نگین
نہ پہنیں سیدہ سادہ ہے کپڑے پہنے رہیں اور خوشبو وغیرہ بھی نہ لگائیں اور
دن مقرر کر کے تیجا دسواں بیجاں چالیسواں وغیرہ کرنا اور ان دنوں میں کھانا
پکا کے برادری والوں اور عزیز واقارب وغیرہ کی دعوت کرنا اور اون کو کھانا
اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچھانا اور خیمے کھڑے کرنا اور خوشبو
اور شیرینی اور پان کے پٹے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتیں بدعت اور نامشروع

اور گناہ کی بہن اسی طرح تیجے کے دن لوگوں کا جمع ہو کر قبر پر یا اور کسی جگہ
قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہاں اگر بغیر قمر کرنے کے جب
چاہیں مردے کی طرف سے کمانا پکا کے محتاجوں مسکینوں کو کھلا دیں یا قرآن
شریف پڑھ کے اوسکی روح کو ثواب بخشیں تو ناجائز نہیں ہے اور والدہ
برادری والوں اور عزیز واقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کمانا چاہیے
اس لئے کہ یہ صدقہ ہے اور تصدق غربا اور فقر کا حق ہے اغنیا کو ہدیہ
لینا البتہ درست ہے اور جو چیز صدقے کی ہو تو اسودہ حال اور متمولوں کو
اوس کا کمانا اور اوس کو اپنے استعمال میں لانا ہرگز نہ چاہیے اور جو لوگ
نا سمجھی سے میت کے وارثین کو دعوت کرنے پر مشبور کرتے ہیں اور ان
سے خواہ اونکا جی چاہو یا نہ چاہے دعوت لیتے ہیں یہ امر نہایت بُرا اور معیوب
اور خلاف شرع ہے اس لئے کہ دعوت شادی بیاہ کے ویسے وغیرہ
میں ہوتی ہے نہ غمی میں اور ایسے وقت میں کہ وہ بیچارے اپنی میت کے
غم و الم میں گرفتار اور شکستہ خاطر ہیں اونسے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ
اس مثل میں آیا ہے مردہ چاہے دوزخ میں جائے یا بہشت میں یا دوزخ کو اپنے
حلوانے مانڈے سے کام علاوہ اس کے موت کے کمانا کمانے سے دل بیاہ
اور مردہ ہو جاتا ہے اسی واسطے فتح القدر میں لکھا ہے کہ اہل مسیبت سے

شرح برزخ میں لکھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ أَكُلُ الطَّعَامِ مِنْ بَيْتِي

ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کہانا علما فضلا اغنیا کے واسطے
 مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کا کہنا نادل کو
 مردہ کرتا ہے اور بیمار کا کہنا نادل کو مریض کرتا ہے پس تو ان گروں کو ایسا کہانا
 ہرگز نہ کہانا چاہیے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب
 حاصل کرنا ہوتا ہے اور ثواب فقر اور مساکین کے کہلانے سے ہوتا ہے
 نہ مالدار و نیک غرض کہ میت کو جب ثواب پہنچانا منظور ہو تو بدون دن
 مقرر کئے کہانا پکا کے دینا اور محتاجوں کو کہلا دیوں تاکہ میت کو ثواب پہنچے
 اور ان کو بھی اجر ملے رسم کی پابندی کر کے برادری والوں اور اغنیا کو کہانا
 نچا بیئے اس واسطے کہ خلاف شرع کام کرنے سے ثواب کے بدلے اولٹا
 عذاب میں گرفتار ہونا پڑتا ہے سوائے اس کے ایسے لوگوں کے کہلانے
 سے میت کو کچھ نفع نہیں پہنچتا اور مال ہی مفت میں راکھان اور برباد
 ہوتا ہے اور نہ ان کہلانے والوں کو کسی طرح کا اجر ملتا ہے پر وہی مثل ہوتی
 ہے کہ دونوں دین سے گئے پانڈے جنہیں حلوا ملانہ مانڈے اور یہ سب
 خرابیاں شادی غمی وغیرہ میں رسوم کی پابندی اور سنت نبوی کے چھوڑنے
 سے ہوتی ہیں اگر تمام امور میں خدا اور رسول کے احکام کے موافق عمل کریں
 بِعَیْنِ صِحِّہٖ ۴۴۸ قَالَ كُلُّ الْكَلَامِ مِنْ نَبِيِّ قُلِّ الْأُحْيِيَّةِ يُفْسِدُ الْقُلُوبَ فَلَا يُوَكَّلُ إِلَّا ثَلَاثَةً لَا يَمُوتُ مِنْ بَعْدِهِمْ
 یعنی عبدالعزیز سعودی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کہانا اہل مصیبت و اگر سے دل کو سخت کرتا ہے پس کہایا جاوے تو نیکے گھر سے

تو دین و دنیا دونوں سدا ہر جاوین اور دونو جہان کی خوبیاں نصیب
ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی
توفیق دے اور خاتمہ بخیر فرماوے آمین۔

فصل مردے کی طرف سے خیرات کرنیکے بیانیں

جانتا چاہیے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین و ملت میں پسندیدہ
اور ہر مذہب میں عمدہ ہے خصوصاً اسلام میں تو اسکی نہایت ہی فضیلت
دارو ہوئی ہے دیکھو قرآن مجید میں جا بجا خیرات کرنے کا حکم اور اسکی خوبیاں
مذکور ہیں اور حدیث شریف میں جہان دیکھو وہاں اسکی بہلائی کا ذکر ہے
اور عالم برزخ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خوبیاں صدقہ
کرنیوالوں کے لئے میاں رکھی ہیں اور کیسے کیسے عیش و آرام کے اسباب
انکے واسطے تیار کئے ہیں اور دنیا میں ہی اسکے سبب سے مال و اولاد
میں اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برکت عنایت کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں
کو چاہیے کہ خالصاً صدقہ خیرات کیا کریں اور اسکا ثواب اپنے عزیز قریب
مردوں کو بخشا کریں اس لئے کہ زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے
ہیں اور مردے بچارے نہایت عاجز اور زندوں کے محتاج ہیں اب
اون کو کوئی بہلائی کرنے کی قدرت نہیں علاوہ اسکے جو زندے اون کی
طرف سے خیرات کریں گے تو دونوں کو برابر ثواب ملیگا کسی طرح کی کمی

نہوگی اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑا اور اوسکی رحمت نہایت وسیع ہے اور
 خیرات کرنا کچھ مشکل چیز نہیں اور نہ اوسکی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے
 مقدور کے موافق کچھ نقد یا غلہ خواہ کمانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال میں سے
 محتاجوں اور مسکینوں کو خیرات کر سکتا ہے اور اوسکا ثواب اپنے مہرودوں
 کو پہنچا سکتا ہے اور ایسی چیزوں کے ثواب پہنچنے میں کسی طرح کا شک
 نہیں اسلئے کہ یہ عبادت مالی میں داخل ہے اور عبادت مالی کے ثواب
 پہنچنے میں کسی کا اختلاف نہیں اور کیونکہ اختلاف ہو اس لئے کہ یہ امر
 صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ؕ اَلَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ اَتَلَمَّتْ نَفْسَهَا وَاَظْهَرْتُ لَكَ كَلِمَةً تَصَدَّقْتُ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ
 اِنْ تَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ يَعْنِيْ بِيْ بِيْ عَائِشَةُ نَعَمْ كَمَا كَمَا بَشِكْ اَيْك
 آدمی نے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق ماں میری ناگمان
 مرگئی اور میں گمان کرتا ہوں اوسکو کہ اگر وہ بولتی تو کچھ لے دیتی یا لے دینے کی
 وصیت کرتی پس کیا ہے واسطے اوسکے ثواب اگر صدقہ دوں میں اوسکی
 طرف سے فرمایا ہاں اور عبادت بدنی جیسے نماز روزہ قرآن شریف کی
 تلاوت ذکر اللہ و شریف کے ثواب پہنچنے میں بعض علمائے
 اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بدنی عبادت کا بھی میت کو

ثواب پہنچتا ہے جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى امْرَأَةٍ بِمِجَارِيَةٍ وَإِنِّي أَهْمَمْتُ أَنْ أَقُولَ
 أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكَ الْيَوْمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ
 أَفَاصُومُ عَنْهَا قَالَ صُومِي عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا كُنْتُ تَجِدُ أَفَاجُ عَنْهَا قَالَ لَعَنَ مُحَمَّدٌ عَنْهَا
 یعنی بریدہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا
 کہ ناگمان اونکے پاس ایک عورت آئی پھر کیا یا رسول اللہ تحقیق میں نے
 صدقہ دی تھی ایک لونڈی اپنی ماں کو اور تحقیق ماں مر گئی یعنی پس آیا لون
 میں اوسکو اور عود کر گئی میری ملک میں یا نہیں فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا
 یعنی بسبب صدقہ کرنے کے اور پھر دیا لونڈی کو تجھ میراث نے عورت نے
 کہا اے رسول اللہ کے تحقیق تھی ماں پر روزے مینا ہر کے کیا روزے
 رکھوں میں اوسکی طرف سے یعنی حقیقۃً یا حکماً فرمایا کہ روزے رکھ اوسکی طرف
 سے کہا اوس عورت نے کہ تحقیق ماں میری نے کبھی حج نہیں کیا کیا حج کروں
 میں اوسکی طرف سے فرمایا کہ ہاں حج کراوسکی طرف سے ان دونوں حدیثوں
 سے صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونوں سے مرکب تینوں
 قسموں کا ثواب بلا شک میت کو پہنچتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے پہلی حدیث میں صدقے کے ثواب پہنچنے کی تصریح فرمائی

اور دوسری حدیث میں روزے کے ثواب پہنچنے سے باقی بدنی عبادتوں
 کے ثواب پہنچنے پر آگاہ فرمایا اور حج کے ثواب پہنچنے سے مالی اور بدنی دونوں
 سے مرکب کے ثواب پہنچنے پر اطلاع بخشی پس تینوں طرح کی عبادتوں
 کا ثواب پہنچنا صریح حدیثوں سے ثابت ہے پس اگر منیت کے وارث
 مقدور و امے ہوں تو بہتر صدقہ مالی میں صدقہ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے
 جس کا ثواب میت کو ہمیشہ پہنچتا رہے جیسے کنواں کھدوانا یا پل خواہ مسجد
 یا سرائینا حاصل یہ کہ دولت مندوں کے واسطے افضل ہی ہے کہ ایسی کوئی
 چیز بنوا کے میت کے نام پر وقف کریں کہ اس چیز کے باقی رہنے تک
 اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچتا رہے اور جس میت کے نام پر ایسی چیز
 وقف کی جاتی ہیں ان کے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے مرا نہیں جیسا کہ
 سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ۛ نہ مرد آنکہ ماند پس ازوے بجائے
 پل و مسجد و چاہ و عمارت سرے ۛ اور صدقات جاریہ میں سب سے
 بہتر پانی کا صدقہ ہے جیسا کہ ابو داؤد اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ۛ قَالَ يَارَ سُوَلَّ لِلَّهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ
 قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بَاوَادَ قَالَ هَذَا ۛ لَا ثُمَّ سَعْدٍ يَعْنِي سَعْدٌ نَعْنِي رَسُولَ الْمُتَحْقِقِ
 سعد کی مان یعنی میری مان مرگئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اس کی روح
 کو ثواب پہنچانے کے لئے آپ نے فرمایا پانی پس کہو سعد نے کنواں اور

کہا یہ کنواں صدقہ ہے سعد کی مان کے واسطے ف پانی کا صدقہ اس لئے
 بہتر ہے کہ دین و دنیا دونوں کے امور میں بہت کام آتا ہے خصوصاً اون
 شہروں میں جو کہ گرم ہرین اور جو غریب ہوں تو اون کے واسطے اتنا ہی کافی
 ہے کہ میت کی طرف سے کبھی کبھی ہو کے کو کھانا ننگے کو کپڑا کچھ نقد دیدیا
 اکوٹن کہ میت کو اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے کیونکہ خلوص نیت سے
 غریب آدمی کا ایک پیسا امیر کے ہزار پر باری ہے اور جو کسی طرح کی قدرت
 نہ تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو
 فائدہ پہونچاتے رہیں اس لئے کہ میت کے حق میں یہ بھی بہت مفید ہے
 دیکھو ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ سے مرفوع روایت کیا ہے مَنْ مَرَّ عَلَى الْمُقَابِرِ وَقَرَأَ قَدْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 أَحَدًا يَ عَشْرَ كَرَّمَ اللَّهُ وَهَبَ أَجْرًا لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدَ الْأَمْوَاتِ
 یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گذر اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھا پھر اس کا اجر
 مردوں کو بخشا تو دیا جائیگا وہ ثواب سے برابر گنتی مردوں کے اور قاسم ابن
 سعد بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نواسی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے قَالَ دَسَّوْا لِلَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ لِمَقَابِرَ قَرَأَ قَدْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْهَآكُمُ الشَّكُّوْثُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي جَعَلْتُ
 ثَوْبًا مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِلَّا كَالْوَدِّ

شَفَعَاءَ لَهُ إِلَى اللَّهِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
 شخص کہ قبرستان میں داخل ہوا پہر فاتحہ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور
 الہاکم التکاثر کو پڑھا پہر کہا الہی کیا میں نے ثواب اس چیز کا کہ پڑھا میں نے
 تیرے کلام سے واسطے قبرستان والوں کے مومن مرد اور مومن عورتوں
 سے مگر ہونگے وہ شفاعت کرنے والے واسطے اس کے طرف اللہ کے
 امام یا فنی رحمہ اللہ نے روضہ الریاحین میں لکھا ہے کہ علامہ عالی مقام
 ابن عبد السلام کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اون سے
 پوچھا کہ آپ دنیا میں یہ کہتے تھے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا
 ثواب نہیں پہونچتا کیا ایسا ہی ہے اونہوں نے کہا کہ ہم نے اس عالم
 میں اس کے خلاف پایا یعنی اون کو ثواب پہونچتا ہے پس یہ حدیثیں اور
 صالحین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ قرآن شریف
 کی تلاوت کا اجر مردوں کو پہونچتا ہے اور پڑھنے والوں کو بھی اسی قدر ثواب
 ملتا ہے تو مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب
 خاص اپنے لئے ذخیرہ نہ رکھیں بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مردوں کو بخشے
 رہیں تاکہ دونو کو فائدہ پہونچتا رہے چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار
 یہاں تک جو بیان ہوا اس امر کا تھا کہ وارث اپنے مال میں سے مردے کے
 لئے خیرات کریں اور جو غنیمت کے ترکے میں سے صدقہ دینا چاہیں تو سب

پہلے تجزیہ و تکفین یعنی اوس کا گور و کفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط
 و تفریط کے کریں اس کے بعد جو مال بچے اوس میں سے میت کے ذمے کا
 قرضہ کہ دین مہر ہی اسی میں داخل ہے ادا کریں پھر اگر وہ شخص یہ وصیت کرے
 ہو کہ میرے مال میں سے فلا نے کو اس قدر دینا اور فلاں کام میں اتنا
 خرچ کرنا تو اوس کے موافق عمل کرنا ضرور ہے بشرطیکہ وہ وصیت خلاف
 شرع نہ ہو اور تہائی مال سے زیادہ کو نہ پہنچی ہو پھر جس قدر مال ان کاموں
 سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثوں پر اوس کو تقسیم کر دیں پھر
 وارثوں کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصوں میں سے جس قدر توفیق ہو خالصاً
 مدخیرات کر کے اوس کا ثواب میت کی روح کو بخشیں اور جو تجزیہ و تکفین اور
 اداے دین اور اجراے وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہیں
 اور سب وارث عاقل بالغ اور اوس قدر مال صدقہ دینے پر راضی ہوں تو
 یہ بھی جائز ہے اور جو کوئی ان میں سے راضی نہ ہو یا بعض وارث نا بالغ ہوں تو
 درست نہیں بلکہ میراث کے موافق تقسیم کر کے جو ناراض ہوں اولیٰ حصہ اور چوٹوں
 کا حق جدا کر کے جو جوان وارث راضی ہوں اپنے حصوں میں سے جتنا چاہیں
 محتاجوں کو خالصاً مد بانٹ دیں اور اوس کا ثواب میت کو بخشیں اس لئے
 کہ ایسی صورت میں تقسیم سے پہلے کسی کو اوس مال میں سے تصدق کرنا جائز
 نہیں پس مسلمان مرد اور ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ اپنے والدین اور عزیز و

آقارب کے واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور
 مساکین کی حاجت روائی کر کے اوسکا ثواب اونکو پہنچایا کریں اودن کے لئے
 ادرسب مومنین اور مومنات کے واسطے غفار الذنوب اور ستار العیوب کی
 الی بارگاہ عالی میں نہایت تضرع اور خشوع قلبی دعا بمغفرت اور ترقی درجہ
 کی مانگتے رہیں تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پاویں اور جنت الفردوس
 میں بڑے بڑے درجے اور مرتبے اونکو نصیب ہوں اور اسکے سبب سے
 زندے بھی حقوق اسلام سے بری ہوں کیونکہ میت کا حق مرنے کے بعد نیز
 سوائے دعائے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچھ نہیں رہتا پس اسمیں ہرگز بخل
 فکر نہا جائیے بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعائے خیر سے یاد رکھیں تاکہ دونوں
 جہان میں برکت اور بھلائی حاصل ہو

فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ پہلی قبر بنوانا اور اوس کے گرد چار دیواری اور اوسپر گنبد بنانا جائز
 نہیں جیسا کہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تھی رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ وَأَنْ يُقَدَّ
 عَلَيْهِ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گچ کرنے قبر کے سے
 اور عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹھنے سے قبر پر مواتہب الرحمن میں لکھا ہے
 کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو نکاح اور

مضبوط کرنا مکروہ اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفہ الملوک
 میں یہ مذکور ہے کہ بانی کے صدرے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چوٹے
 سے بنانا مکروہ ہے اس لئے کہ قبر اور اوس کے گرد کی زمین جو اوس کے
 تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہ نہیں پس جیسے قبر کا کچا ہی رکست ضرور
 ہے ایسے ہی اوس کے گرد اگر کو بھی کچا رکست چاہیے اور اگر ہارین ذکر کیا ہے
 کہ قبروں کے گچے کرنے کی نہی جو حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے وہ کراہت
 کے لئے ہے اور یہ ممانعت گچے کرنے کی ان دونوں صورتوں کو شامل ہے
 کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چوٹے کی چٹائی کی جاے یا زے اوپر سے
 گچے کر دیجاوے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہیں اس لئے کہ جو مٹی قبر سے
 نکالی گئی ہے اوس سے زیادہ اوپر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیونکر جائز
 ہوگا ایسا ہی بحر اوق اور درمختار اور عینی شرح کنز میں لکھا ہے اور تورپشتی نے
 بیان کیا کہ حدیث شریف میں جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونوں
 باتوں کا احتمال رکھتی ہے کہ قبر پر پتھر وغیرہ سے مکان بنا دین یا خیمہ وغیرہ
 کھڑا کرین یہ دونوں منع ہیں اس لئے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے یعنی سابق
 میں کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے تھے پس اس فعل میں کافروں
 کی مشابہت کے سوا اسراف بھی ہے کیونکہ اس عمارت بنانے سے نہایت
 اکا کوئی فائدہ نہ زندوں کا کچھ نفع غرضکہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست نہیں

بلکہ اگر اوسپر عمارت بنی ہوئی ہو تو اوسکا ڈبا دینا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی
 کیون نہ ہو اور عمارت بنانا کیسا اوسے تو بلند کرنا ہی جائز نہیں جیسا کہ شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع البرکات میں بیان کیا ہے
 کہ مسلم نے ابوالیمان اسدی تابعی سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا مجھے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہ بیہجوں میں تم جکو اوپر اوس کام کے کہ
 بیجا جکو اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چوڑو
 کسی تصویر کو مگر کہ اوسکو مٹا دے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
 فائدہ قبروں کو مسجد میں قرار دینا حرام ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم نے عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرْثِيهِ
 الَّذِي لَمْ يَلَهُ مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی
 اوس بیماری میں جس سے زمین اوٹھے یعنی تندرست نہوئے اوسی میں آپکا
 انتقال ہو گیا لعنت کرے اللہ یہود و نصاریٰ کو کہ اونہوں نے اپنے نبیوں کی
 قبروں کو مسجد میں قرار دیا اسی طرح قبروں پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا ہی حرام
 ہے اس واسطے کہ ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا ہے لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَثَرَأَ الْقُبُورَ
 بِالنَّجَسِ يَنْ عَلَيْهِمُ الْمَسَاجِدَ وَالشَّرَجُ يَعْنِي لَعْنَتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں کو اور لعنت کی اونکو جو پکڑیں قبروں پر
 مسجدین یعنی قبروں کی طرف سجدہ کریں اور چراغ روشن کریں و قرآن مجید
 یا حدیث شریف میں جن افعال کے کرنے پر لعنت آئی ہے وہ سب حرام ہیں
 قائدہ قبروں پر بیٹنا بھی حرام ہے جیسا کہ مسلم اور امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْ
 يَجْلِسُ أَحَدُكُمْ عَلَى حِمْرٍ لَا تَحْرِقُ شَايَةً فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدٍ لَا خَيْرَ لَهُ مِنْ أَنْ يَكُونُ
 عَلَى قَبْرِ يَعْنِي فَرَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّهِ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ
 أَنْكَارِ مَنْ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ أَنْكَارِ مَنْ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ أَنْكَارِ مَنْ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ أَنْكَارِ مَنْ
 وَاسْطَى أَوْسَطِ مَنْ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ أَنْكَارِ مَنْ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ أَنْكَارِ مَنْ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ أَنْكَارِ مَنْ
 یہی حرام ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْصُصَ الْقَبْرَ وَأَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهِمَا
 وَأَنْ يُوطَأَ يَعْنِي مَنْعَ كِيَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّهِ يَكُفُّ يَدَيْهِ عَنْ
 قبرین اور یہ کہ لکھا جاوے اونپر اور یہ کہ روندی جاوین غرض کہ پکی قبرین بنوانا
 یا اونکو بلند کرنا اور ان پر گنبد وغیرہ بنوانا اور اونکی زیب و زینت اور آرائش
 کرنا ہرگز نہ چاہیے اس لئے کہ یہ سب باتیں خلاف شرع اور حرام ہیں سوائے
 اس کے یہ سب امور دنیا میں نام و نشان باقی رہنے کے لئے کئے جاتے ہیں
 اور جب آدمی مر گیا تو وہ خاک میں مل گیا اور اس کا نام بھی مٹ گیا پھر مٹے گا

کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بیجا کرنے سے کیا فائدہ یہاں کی زینت
و آرائش گو کتنی ہی ہو اور اس عالم میں کچھ کام نہیں آتی وہاں تو اعمال صالحہ
کام آتے ہیں جس کے نیک عمل ہیں اوس کے واسطے وہاں ہر قسم کا عیش و
آرام مہیا ہے اگرچہ دنیا میں اوسکی قبر کا نشان ہی نہ ہو اور معاذ اللہ جسکے بڑے
اعمال ہیں اوس کے لئے وہاں ہر طرح کی تکلیف و ایذا ہے گو دنیا میں اوسکی قبر پر
لاکھوں کروڑوں کی تیاری و آرائش ہی کیوں نہ ہو پس مسلمانوں کو چاہیو کہ کوئی کام
خلاف شرع نہ کریں اور جو روپیہ بکی قبر وغیرہ بنانے میں صرف کیا جاتا ہے اوسکا
کمانا پکا کے محتاجوں اور مسکینوں کو کھلا دین یا نقدی تقسیم کر دین تاکہ دونوں
کو ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوشیاں نصیب ہوں۔

فضل قبروں کی زیارت کے آداب اور اوس کے مقصود و کیا نین

جانتا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مصالحت سے پہلے
قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا پھر اوسکی اجازت دی جیسا کہ ابن ماجہ نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ هٰذَا عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَرُوْا هَآفَا هَآفَا تَرٰهٗدُ فِی الدُّنْيَا وَتَكُوْنُ الْاٰخِرَةُ
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منع کیا تھا میں نے تم کو
قبروں کی زیارت کرنے سے پس تم زیارت کرو قبروں کی تحقیق زیارت کرنا
بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو اس حدیث سے

ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت کرنا مشروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے کہ زیارت کرنے والا قبلے کی طرف اپنا مونہ کر کے یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ اَلَا حِقُّوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَکُمْ الْعَافِیَةَ جِیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ یُعَلِّمُہُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَی الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُّوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَةَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھاتے تھے مسلمانوں کو جبکہ نکلیں طرف قبروں کے کہ کہیں سلام ہے تمہارے گھر والو موومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالیٰ ساتھ تمہارے البتہ ملیں گے مانگتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت یعنی مکرہات سے خلاصی بعض علما فرماتے ہیں کہ مستحب زیارت کرنے والے کو یہ ہے کہ اپنا مونہ میت کے مونہ کے سامنے کر کے اوپر سلام پڑھے اور دعا کرے جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ مَرْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ لِقَبْرِ النَّبِیِّ بِالْمَدِیْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَیْہُمْ بَوَّحِیْہِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفْنَا وَ اَنْتُمْ بِالْاُخْرِیْنَ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم قبروں پر مدینے میں پس متوجہ ہوئے اور پیر ساتھ موہنا اپنے کے
 اور فرمایا سلام ہے تمہارے صاحب قبروں کے بخشنے اللہ ہوگا اور تمکو اور تم
 پہلے ہو پچھے ہو مجھے اور ہم پیچھے سے آتے ہیں ان نقظون کے عوض میں
 زیارت کرتے وقت اور نقظین کہنا بھی حدیث خریفہ سے ثابت ہے جیسا
 مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ كَيْفَ
 أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَعَنِي فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ قَالَ تَقُولِي بِعَنِي بِي بِي عَائِشَةُ
 کہا میں کس طرح کہوں یا رسول اللہ مراد کتنی تہین اس سوال سے کیا کہوں
 میں زیارت کرے قبروں میں فرمایا کہمَ السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِمَّنَادِ الْمُسْتَخِيرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ
 لِلْآخِرُونَ یعنی سلام ہو صاحب گہروں پر مومنین سے اور مسلمانوں سے اور رحم کرے اللہ ہے
 پہلے جانیوالوں پر اور پیچھے ملنے والوں پر اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ
 تمہارے العتبہ ملنے والے ہیں اور یہ بھی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے روایت کیا ہے قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ
 لَيْلَتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبُقْعِ
 فَيَقُولُ عَنِي بِي بِي عَائِشَةُ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَيْكَ يَهْوِي
 أَوَّلُ بَارِي كِي رَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي طَرَفَ سَعَةٍ تَوَلَّى أَعْرَابَ
 مِنْ طَرَفِ قَبْرِ شَانِ مَدِينَةِ مَنُورِ كِي پھر فرماتے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَدْوَمُ مِنْ مَنِينَ وَ

اَتَاكُمْ مَا لَوْ عَدُوْنَ غَدًا مَّوْعِلُّوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَقِيْ

اک اہل یقیع الغرقہ یعنی سلام ہے تمہارے قوم مومنین اور آئی تمہارے پاس وہ چیز کہ تمہیں تم وعدہ دیے جاتے یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل دیے گئے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے ملنے والے ہیں یا آئیں بخش یقیع غرقہ والوں کو اور زائر کو چاہیے کہ زیارت کے وقت سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے اسکا ثواب میت کو بخشے پھر اس کے لئے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اسکا یوسہ لینا منع ہے اس لئے کہ یہ نصاریٰ کی رسموں سے ہے اور زائر کو یہ بھی چاہیے کہ میت کا ویسا ہی ادب و محاط کرے جیسا کہ اسکی زندگی میں کرتا تھا یعنی اگر دنیا میں بسبب اسکی بزرگی کے ادب کی راہ سے اس سے دور بیٹھتا تو زیارت کے وقت بھی اسکی قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی میں اس کے پاس بیٹھتا تو اب بھی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی ناتنے کی راہ سے بڑا ہو جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ ہو جیسے استاد پیر عالم درویش وغیرہ اور سلام پڑھتے وقت اس لئے ادب کرنا چاہیے کہ میت سلام کرنے والے کو پچھتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے استذکار و التمسید میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یقیع نام ہے ایک جگہ کا باہر دینے کو کہ اس میں قبرین مدینہ و انہ کی ہیں اور میں پہلے درخت غرقہ کے کو نام

سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا
 مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ قَبْرُ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يُعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَتْهُ
 وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيْنِ
 کوئی شخص کہ گزرے اپنے مومن بہائی کی قبر پر اور وہ اسکو دنیا میں پہچانتا
 ہے اور اس پر سلام پڑھے مگر وہ اسکو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے
 اور قبروں پر بیٹھتا یا اون پر تکیہ کرنا اور اونکی طرف نماز پڑھنا اور اونکے نزدیک
 سونا منع ہے اسی طرح اون کو روندنا اور اون پر پیشاب اور پائخانہ پھرنا بھی
 منع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْشِي عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَلَفٍ أَوْ خَصِيفٍ
 لَعَلَّكَ يَرْجِعُ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا بَالِي أَوْ سَطِ الْقَبْرِ فَخَسِيتُ
 حَلَجَتِي أَوْ كَسَطِ السَّوْقِ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيْنِ
 یہ کہ چلون میں جنگاری پر یا تلوار پر یا گانٹھوں میں اپنا جوتا اپنے پاؤں کے
 ساتھ مجھے بہت محبوب ہے اس سے کہ چلون میں کسی مسلمان کی قبر پر اور
 نہیں پروا کرتا میں کہ بیچ قبر کے پاخانہ پہرون یا بیچ بازار میں اور قبرستان میں
 ننگے پاؤں جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لئے جمعے کے دن
 یا ہفتے میں ایک بار جانا بہتر ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں مسلمان

روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْوَلِيِّ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ يَعْنِي وَابْتِغَاءً
 محمد بن نعمان سے پہونچاتے تھے حدیث کو طرف بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی اونہیں
 سے ہر روز جمعہ میں یا ہفتے میں بخشش کیجاتی ہے واسطے اسکے اور لکھا
 جاتا ہے یعنی دیوان اعمال میں نیکی کرنے والا ساتھ ماں باپ کے فائدہ عورتوں
 کو قبروں کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے اس لئے کہ وہ بہت نرم دل
 اور بے صبر ہوتی ہیں ذرا سے صدمے میں جزع فزع کرنے اور رونے پٹنے
 لگتی ہیں اور اکثر نادان عورتیں بد عقیدگی کی وجہ سے ایسی جگہوں میں کفر و شرک
 میں مبتلا ہو جاتی ہیں سوا ہے اسکے جہاں کمین عورتوں کا جمع ہوتا ہے وہاں
 اکثر شہدے لچے بد و فنع لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور اسمیں ہر طرح کے فساد
 کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے ایسی جگہ جانے سے عورتوں کو شرع میں
 ممانعت ہے اور بعض علما اگرچہ اون کا قبروں پر جانا مکروہ اور بعض جائز
 کہتے ہیں مگر حدیث شریف میں صاف ممانعت وارد ہوئی ہے جیسا کہ
 امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَارَةَ الْقُبُورِ
 یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت

زیارت کرنے والی عورتوں پر آور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
 پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیوں کو
 ملعون فرمایا اور جو بعض علما جائز کہتے ہیں شاید انکی وہ حدیث دلیل ہوگی
 جبکہ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
 كُنْتُ ادْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي أَضَعُ
 لَوْحِي دَأْوِلَ اِنْمَاهُ وَرُجْوِي دَأْوِي فَلَمَّا دَفِنَ عُمَرُ صَعِمْتُ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَآنَا
 مُشَدُّدَةٌ عَلَى نَبِيِّ حَيَاءٍ مِّنْ عُمَرَ يَعْنِي بِي بِي عَائِشَةَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتِي
 اگر مین کہ او مین مدفون تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اور ابو بکر
 رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے اوس حالت میں کہ تحقیق رکعتی مین یعنی اوتاری
 بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کتبی یعنی اپنے دل میں سواے اس کے
 نہیں شان یہ ہے کہ مدفون ہیں خاوند میرے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابو بکر اور دونوں اجنبی نہیں ہیں پس جبکہ دفن کئے
 گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ اون کے یعنی اوس مکان میں پس قسم ہے اللہ
 کی نہیں داخل ہوئی مین اگر مین مگر مین باندھے ہوئے ہوتی اپنے اوپر کپڑے
 اپنے واسطے حیار کے عمر سے کہ وہ اجنبی تھے و اس مین دلیل ہے
 اسپر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اوسکے لحاظ کے حالت
 حیات مین اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لئے اگر عورتیں اپنے

عزیز و قریب کی قبروں پر جا دین تو کچھ مصلحت نہ تھی لیکن رسم کے موافق مجمع کر کے جانا ہرگز نہ چاہیے اس لئے کہ یہ قطعاً حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زیارت کے وقت بیت کے اجنبی اور محرم ہونے کا بھی ضرور لحاظ رکھیں یعنی زندگی میں اگر اوس سے پردہ تھا تو زیارت کے وقت بھی اوس سے پردہ کریں چادر وغیرہ اوڑھے رہیں اور جو دنیا میں شرع کے موافق اوس سے پردہ نہ تھا تو اب بھی چادر وغیرہ اوڑھے رہنا ضرور نہیں اور آج کل کے جاہل لوگ دین سے بیخبر جو قبروں پر جا کے روتے پیٹتے اور اوپر روشنی اور ادن کا طواف کرتے ہیں اور کپڑے اور پھولوں کی چادرین اور غلاف وغیرہ اوپر چڑھاتے ہیں اور شیرینی وغیرہ لیجا کے تقسیم کرتے اور بیت سے مراد مانگتے ہیں سو یہ سب افعال منع اور شرک و بدعت ہیں پس مسلمان مرد و عورتوں کو چاہیے کہ جاہلیت کی رسموں کو چھوڑیں اور شرک و بدعت کی باتوں سے موافق ہو جائیں اور کسی میت سے مدد اور مراد نہ مانگیں گویا دنیاوی کیوں نہ ہوں کو کسی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی ہے اللہ سبحانہ دیکھتا سنتا جانتا ہر چیز پر قادر اور زمین آسمان کا مالک ہے عرش سے فرش تک اوس کی خلق اور اوس کے قبضے میں ہے پھر ایسے مالک کو چھوڑ کے غیر سے اور وہ بھی مردہ کہ جس کو کسی طرح کی قدرت نہیں اپنی مرادیں مانگنا سوائے نادانی اور پریشانی اور دین کھوئے اور شرک و کفر

میں گرفتار ہونے کے کیا فائدہ اسد جل شانہ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ دین میں اپنی راے کو ہرگز دخل نہ دین بلکہ سنت کے موافق مردوں کی زیارت کیا کریں اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکمایا ہے ویسا ہی ہر کام میں برتاؤ کریں بال برابر ہی اس کے خلاف نہ کریں مقصود زیارت سے فقط مردوں پر سلام پڑھنا اپنے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا اور ان سے عبرت حاصل کرنا ہے تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اس سے نفرت اور آخرت کا ثبات اور اس کی محبت حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا کا دھیان نہ آنے پائے آخرت کا خیال جمار ہے کلید شہادت پر خاتمہ بخیر ہو آمین۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -

بِاخْتِصَارٍ



